

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مر این نامہ را از لطف حق صواب

شد آئینہ ہائے سکنہ خطاب

مثنوی

آئینہ سیکندری

حضرت امیر خسرو دہلوی

بہ تصحیح و تنقید جناب لانا محمد سعید احمد صاحب فاروقی

باتہمام محمد مقتدی خاں شروانی

مطبع اشاعتی پبلیکیشن گٹھیں سبج ہوئی

انتساب

یہ سلسلہ نہایت فخر و مباہات کے ساتھ حسب اجازت
علیٰ حضرت بندگان عالی متعالیٰ بہرہائے آصفیہ
مظفر الممالک نظام الملک نطنام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر
فتح جنگ جی سی ایس آئی جی سی بی خلد
ملکہ و سلطانہ و ادا ام اقبالہ کے نام نامی ہم
گرامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے۔

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون
	مقدمہ
۱	تمہید
۱۰	حمید باری عز اسمہ
۱۳	نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴	معراج
۱۵	صفت براق
۱۶	صفت سوار
۱۸	ثبوت معراج
۱۹	مدح پادشاہ
۲۱	صفت مدوح
۲۲	صفت اسب

۲۲

رزم

۳۳

صبح

۳۴

شام

۳۶

واقعات نگاری

۴۰

بزم

۴۱

فخریہ

۴۷

مختصر نویسی

۴۸

اخلاق و نصائح

(۱) مواظب برائے پسر ۴۸ (۲) نصیحت بہ سکندر ۴۹

(۳) علماء دنیا پرست ۵۲ (۴) بے ثباتی دنیا ۵۳

۵۱

مناظر

۵۳

ہندوستانی رسم و رواج و تشبیحات

۵۵

خاتمہ

متن

۱

حمد

۲

مناجات

- ۹۰ حکایتِ دوزیر
- ۹۱ شکستِ اسیری و آزادی خاقان
- ۱۰۳ نصیحت بہ قوی بازواں
- ۱۰۶ حکایتِ موش و اشتر
- ۱۰۷ غنیمتِ سکندر سے یا حوج و ما حوج
- ۱۲۴ نصیحتِ گردکنندگانِ نینار و درم
- ۱۲۷ حکایتِ حریصے
- ۱۲۸ بزمِ آرائی سکندر
- ۱۳۱ ستایشِ جوہر مانے کہ از فعلِ ایشان متاعِ افعال نریند
- ۱۴۵ حکایتِ دوتراشندہ
- ۱۴۶ داستانِ ادواتے کہ خداوندانِ امر و نہی از برائے حال و استقبال وضع کردند
- ۱۵۸ صفتِ دیوانہ
- ۱۶۱ حکایتِ سگے
- ۱۶۲ آبِ دنِ سکندر بلبشِ ز رشتیان
- ۱۶۸ نصیحت بہ اصحابِ میں

۱۷۱	حکایتِ دُزال
۱۷۲	حملہ بر یونان
۱۸۵	امر بالمعروف نہی عن المنکر
۱۸۸	حکایتِ فلسفی
۱۸۹	ملاقات از فلاطون
۲۰۰	نصائح فلاطون بسکندر
۲۰۶	حکایتِ مستے
۲۱۴	حکایتِ مور و سیلیمان
۲۱۸	گفتار در تجربہ عالم پرالم
۲۲۲	حکایتِ بصیرت کوراں
۲۲۳	سفر دریا
۲۳۳	نامہ سکندر بفرضند خود مشتمل بر حالات بحر
۲۴۰	گفتار اندرین معنی کہ جمالِ عزیزانِ جمعیتِ یارانِ غنیمت باید شمرد
۲۴۳	حکایتِ مجنون
۲۴۴	مرحبتِ سکندر از سفر

۲۵۷	حکایتِ مرے
۲۶۶	گفتارِ اندر میں معنی کہ مرد را باید کہ با ہوش و گوش زندگانی کند
۲۶۹	حکایتِ حکیم لقمان
۲۷۰	احوالِ مرگ و دفنِ اسکندر
۲۷۹	ختمِ کلام

اصطلاحات متعلق اختلافِ نسخ

ق: نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

م: نسخہ مطبوعہ قیصریہ ملی

س: نسخہ مملوکہ آنریری سکریٹری صاحب دست العلوم علی گڑھ

(۲) مصرعہ ثانی

(۱) مصرعہ اول

نوٹ: متن کے صفحہ ۳۳ سطر ۷ میں بجائے خاتم کے خاتمہ صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں بحتیا راں کی جگہ بختیا راں
صفحہ ۳۱ سطر ۱۷ ابوابی بجائے نخل کے نخل صفحہ ۱۶۵ سطر ۱۵ ابوابی بجائے ہیزید کے ہیزید اور صفحہ ۱۷۲ سطر ۱۲ میں
بجائے جبہ کے جبہ پڑھنا چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين

کلیات خسرو کی ترتیب کے سلسلہ میں عالی جناب نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب نے مثنوی آمینہ سکندری (تصحیح اور تنقیح کے لئے) اس ذرہ بے مقدار کو عنایت فرمائی۔

بقیل ارشاد میں نے اس مثنوی کا تین نسخوں سے مقابلہ کیا۔ ایک نسخہ مطبوعہ دہلی سے جو غلط چھپا ہوا ہے۔ دوسرے ایک قلمی نسخہ سے جو کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن مستعاً آیا تھا۔ تیسرا نسخہ نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب کے کتب خانہ کا تھا۔ جو نسخہ احقر کو صحت کے لئے دیا گیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب شوکت کا صحیح کیا ہوا تھا۔ اس لئے اُس کی تصحیح میں کچھ زیادہ وقت نہیں اٹھانی پڑی۔ مگر مولانا نے پہلے نسخوں سے مقابلہ کر کے ایک لفظ جو اُن کے نزدیک صحیح تھا قائم رکھا تھا دوسرے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر میں نے اُس کو حاشیہ پر نسخہ کر کے لکھا ہے۔

اب تنقید شروع کرتا ہوں۔ مگر قبل اس کے کہ اس مثنوی پر کچھ لکھا جائے اس امر پر غور کرنا ضروری معلوم ہوا کہ خمسہ یعنی پانچ کتابوں کے ایک سٹ کے تصنیف کرنے کا خیال کس جگہ سے لیا گیا ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ (جو ایک علمی خاندان کے شخص اور خود بھی نہایت عالم فاضل ہیں) انھوں نے کتب مقدسہ توریت و انجیل ملاحظہ کی ہونگی جن میں سب سے اول حضرت موسیٰ کی پانچ کتابیں (پیدائش، خروج، اجار، گنتی، ہستنا) ہیں۔ چونکہ مسلمان تمام انبیاء و رسل کو مانتے اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور ان کے طریقوں کو متبرک سمجھ کر اختیار کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سنت ابراہیمی، سنت موسوی، سنت عیسوی

لے مولوی ریاض حسن صاحب نے جن کو یہ تنقید معارضہ کے لیے بھیجی گئی تھی حسب ذیل ریہارک کیا ہے:-
 کسی تذکرہ یا خود حضرت نظامی کی کسی مثنوی سے اس کا پتہ نہیں چلتا کہ نظامی کو ابتدا ہی سے خمسہ لکھنے کا خیال تھا۔ برخلاف اس کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظامی نے ہر ایک مثنوی کسی بادشاہ کی فرمائش سے لکھی۔ یہ محض اتفاقی امر ہے کہ ان مثنویوں کی تعداد پانچ تک پہنچ گئی۔ ان مثنویوں کے سب کو خمسہ کا لقب حضرت نظامی کے بعد دیا گیا۔ آتشکدہ آذر میں لکھا ہے "فضلہ و عرفا و شعرا اس پنج کتاب را کہ امر و از خیالات شیخ در میان ست جمع نمودہ سہمی بی خمسہ نمودند" دولت شاہ اور بعض ارباب تذکرہ کا خیال ہے کہ مثنوی حکایت ویس و رامیس بھی شیخ کی تصنیف ہے اگر یہ صحیح ہے تو ان کی مثنویوں کی تعداد چھ ہو جاتی ہے۔

محضر ریاض حسن دانش و خیال

اس کی نسبت خاکسار کی گزارش ہے کہ ہر مثنوی کا کسی بادشاہ کی فرمائش پر تصنیف ہونا اس کے منافی نہیں کہ یہ خیال دل میں موجود ہو۔ ممکن ہے کہ یہ منصوبہ ان کے ذہن میں ہو اور اس کے معلوم ہونے پر ایک ایک مثنوی موجودہ وقت اکابر کے نام سے معنون کی گئی ہو اور اس امر کو فرمائش سے تعبیر کیا گیا ہو۔ بہر حال یہ ایک قیاس ہے نہ کہ واقعہ جس کی تائید ان اشعار سے ہوتی ہے جو درج کے گئے۔ اور دوسرا استدلال میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ سید صاحب کو دولت شاہ اور دیگر غیر متاثرہ نو بیوس کے غیر محقق اقوال سے دھوکا ہوا ہے۔ مثنوی ویس و رامیس مولانا نظامی گنجوی نہیں بلکہ نظامی عروضی سمرقندی کی ہے۔ اس لیے مولانا گنجوی کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہی رہتی ہے۔

سید احمد فاروقی

کو بھی تقریباً اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ سنت محمدی کو اور اُس کو اختیار کرنا اور اُس پر چلنا ایک مذہبی امر خیال کرتے ہیں اس لئے قرین قیاس ہے کہ خمسہ موسوی کو دیکھ کر پانچ کتابیں (سکندر نامہ، مخزن الاسرار، ہفت پیکر، شیریں خسرو، لیلیٰ مجنوں) تصنیف فرمائی ہوں۔ ان کے مضامین میں بھی کچھ کچھ مناسبت باہمی ضرور ہے۔ اور جب سکندر نامہ کے خاتمہ کو دیکھتے اور اس میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہیں کہ

چو دریائے ثلث منطشوئے خاک ز ثلث ثلثہ جہاں گشتہ پاک
 بہ تربیع و ثلث گو ہر فشاں مبرع نشین و مثلث نشاں
 فرنگِ فلسطین و رہبانِ دروم پذیرائے فرمانِ مہرش چو موم

تو یہ امر یقین کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے کہ مولانا کو اوایان سابقہ اور خصوصاً مہربان عیسوی سے ضرور سابقہ رہا ہے جس کی اصطلاحیں انھوں نے نظم فرمائی ہیں اور تبرکاً و تمیناً خمسہ موسوی کے اتباع میں یہ پانچوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچوں کتابوں نے شہرت عام اور بقائے دوام کا ثمنہ حاصل کیا۔ قوم نے ان کو نہایت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ بادشاہوں، امیروں، عالموں نے ہر زمانہ میں حد سے زیادہ پسند کیا۔ اور فارسی شعرا کے خیال میں تو آسمان سخن میں آفتاب ہو کر چمکیں اور تمام شعراء ہمعصر اور مابعد نے فارسی سخن طرازی کا منتہا، کمال سمجھ کر ان پر کتابیں لکھنی شروع کیں جس طرح شعراء عرب میں جس کو دعوائے سخن ہوتا تھا وہ اپنے قصائد و کعبہ پر آویزاں کرتا تھا، اسی طرح شعراء مابعد فارسی میں سے جس جس کو اپنی سخن طرازی کا دعویٰ ہوتا

تھا وہ خمسہ نظامی کے مقابلہ پر کتابیں لکھتا تھا بعض نے پورے خمسے لکھے اور بعض ایک ایک دو دو کتابیں لکھ کر رہ گئے 'مبغملہ ان کے حضرت امیر خسرو اور مولانا عبد الرحمن جامی رحمہما کے خمسے مشہور ہیں۔ امیر خسرو کی کتابیں اس وجہ سے کہ وہ اہل زبان نہیں ہیں بلکہ ہندی نژاد ہیں اور پھر بھی اہل زبان کے بہترین شعراء کی صف میں نظر آتے ہیں نہایت قابل قدر ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ السنہ جدیدہ کے باوجود ہزاروں اسکولوں، سیکڑوں کالجوں، متعدد یونیورسٹیوں اور لاکھوں پڑھنے والوں کے ایسے لوگ کس قدر پیدا ہوئے جو اہل زبان کے نزدیک وہی رتبہ رکھتے ہوں جو امیر خسرو کا ایران میں مانا جاتا ہے تو امیر خسرو کا رتبہ ہماری نظروں میں اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اہل ہند نے طوطی ہند کا خطاب ان کی شیریں کلامی پر ان کو دیا اور وہ ان کو طوطی ہند کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ عرفی لکھتے ہیں ۷

بروح خسرو ازین پارسی شکر دادم

کہ کام طوطی ہند و ستاں شود شیریں

اسی طرح شعراء اہل زبان نے بھی اس کو قبول کیا ہے اور سب ان کو اعلیٰ درجہ کا شاعر مانتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان شہید نے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سے ہندوستان کے تشریف لانے کی خواہش کی تو سعدی نے تحریر فرمایا کہ خسرو غنیمت ہے اس کی تربیت کی جائے۔

امیر کے خمسہ کی نسبت تقریباً اس پر اتفاق ہی ہے کہ جسے خمسہ نظامی کے جواب

میں لکھے گئے سب سے بہتر ہو۔ مگر دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ امیر
 بالینغر امیر خسرو کے خمسہ کو نظامی کے خمسہ پر ترجیح دیتے تھے مگر خاقان مغفور الغ بیگ
 نظامی کے معتقد تھے اور وہ اس ترجیح کو قبول نہیں کرتے تھے۔ بارہا ان دونوں
 بادشاہوں میں اس بارہ میں مذاکرہ ہوا۔ اُس زمانہ کے اہل علم و فضل ترجیح کو پسند کرتے
 تھے۔ چنانچہ اُس کی عبارت بحسنہ و بجا کی جاتی ہے ”وامیر زادہ بالینغر خمسہ امیر خسرو را خمسہ
 نظامی تفضیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ انما باللہ برہانہ قبول نہ کرے و معتقد
 نظامی بودے و در میان این بادشاہ بکرات آن تعصب رودادہ و خاطر جو ہریان
 بازار فضل اس روزگار کہ عمر شاہ بخلو و بدپیوستہ بادراہ ترجیح نمودندے“ گویا ان بزرگوں
 کے نزدیک امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا خمسہ نظامی کے خمسہ سے فائق تھا جو ہر ہندی نژاد کے
 لئے باعث افتخار ہے۔

مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں خمسہ نظامی کی ترجیح کے قائل ہیں۔ بہر حال اس میں شبہ
 نہیں ہے کہ خمسہ نظامی پر جتنی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر خسرو کی پنج گنج ہے۔
 یہ فخر ہندوستان کے لئے کچھ کم نہیں ہے کہ اُس کا ایک سپوت فرزند ایک غیر زبان کی
 شاعری میں اُس زبان کے بہترین شعرا کے ہم پلہ خیال کیا جاتا اور اُن معدود دے چند
 اساتذہ میں شمار ہوتا ہے جن کی تعداد ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بہت ہی کم ہوتی ہے۔
 اس خمسہ کی ایک کتاب آئینہ سکندری بھی ہے جو ترتیب تصنیف کے اعتبار سے
 چوتھی کتاب ہے جیسا کہ خود اسی کتاب کے سبب تالیف میں اُنہوں نے لکھا ہے۔

چو در باز کردم نخست از قلم زمطلع بر انوارِ داد و علم
وزاں انگیس شربتِ انگیختم بہ شیریں و خسرو فریختم
وزاں جافرس پیشتر تا ختم بہ مجنوں و لیلیٰ سرافرا ختم
کنوں بر سرِ سرِ سخن پروری کنم جملہ ملکِ اسکندری
اس کتاب میں خسرو کے قول کے موافق جیسا کہ وہ اخیر کتاب میں لکھتے ہیں چارہزار
چار سو پچاس شعر ہیں ۷

گر آری ہمہ بتیش اندر عد
پہا الف و پنجہ ش و چار صد

مگر موجودہ کتاب میں ۴۱۱ شعر ہیں جس میں ۳۹ کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ کاتبوں
کی غفلت سے اس قدر شعر متروک و معدوم ہو گئے۔

کلام شستہ اور صاف ہے۔ استعارات اور تشبیہات کا بھی کس کس استعمال کیا
گیا ہے اور جہاں کیا گیا ہے خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ متعدد جگہ اشعار کا مقابلہ
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ معراج کا آغاز، بادشاہ کی تعریف،
کینفوی چینی کا فخر یہ وغیرہ سامنے رکھنے سے یہ خیال درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے اس میں لزوم
ملا لایزم کے طور پر ایک التزام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ جن قصوں کو مولانا نظامی نے نظم کیا ہے
وہ ترک کر دینے گئے ہیں جس سے میدان نہایت تنگ ہو گیا ہے۔ سکندر کے پُر اثر کارنامے
جو دنیا میں بے نظیر مانے جاتے ہیں مثلاً زنگیوں کی لڑائی، دارا کی جنگ چین، ہندوستان

روس وغیرہ کے واقعات وہ سب مولانا نظامی پہلے ہی ختم کر چکے ہیں حضرت امیر کی
 غیور طبیعت نے اُس کو دوبارہ لکھنا پسند نہیں کیا اور صرف وہی واقعات لکھے ہیں جو
 حضرت نظامی نے ناقابل التفات سمجھ کر چھوڑ دیئے یا جو حضرت امیر نے اپنے زور
 قلم سے پیدا کر لئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ۷

زودانا ہر آں دُر کہ ناسفۂ ماند	فشام بہ نوع کہ دائم فشاند
ہنر پرور گنجہ گویاے پیش	کمر گنج ہنر داشت زاندا زہش
نظروں بریں جام صبا گزشت	ست صافی و دُر در برا گزشت
من ارچہ ازاں مے گراں تر شوم	کجا با حریفان برابر شوم
خیالے کہ در شرحِ ایں داستاں	رقم داشت از سکہ راساں
چہ گویا خردمند آفاق بود	نخواند آں ورق کز خرد طاق بود
چو ایں مہرہ در عقد بازو نہاد	بسنجید و پس در ترازو نہاد
زر از مے برا فگند سر پوش را	کہ ناگفتہ باور شود گوش را
سخن کز خرد بر نیار و علم	مکش و قلم بلکہ در کش قلم
چو خواہی کہ گم گردد انگشت چچ	باندیشہ گو و میندیش ہیچ
طراز ہنر قصہ حنا م را	نہشتن بشک ست و شام را
سیاہاں کہ گلگونہ بر رو کنند	بسنجیدن مردماں خو کنند
چو کردم بسنجیدن اندیشہ حُیست	چہ تابا و افسانہ و چہ دہست

چو گوہر ہمہ سفت گوہر پذیر من از مہرہ سفتن ندانم گزیر
تراہر چہ دروے نماید محال گنہ بر کسے نہ کہ بست این خیال

مندرجہ بالا اشعار سے صاف اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ خود مصنف کو تسلیم ہے کہ جو صاف اور بہترین واقعات تھے وہ نظامی نے چُن لئے اور تلچٹ اور نیچے کی گاد رہ گئی اُس سے ان کا کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا یہ بھی خیال ہے کہ ایسے واقعات لکھنے سے نہ لکھنا بہتر ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ موتی نظامی نے چُن لئے تو سوا دُخر مہرہ کے ترتیب دینے کے کوئی علاج نہیں۔ اگر جو کچھ میں نے لکھا ہے محال نامکن معلوم ہوا اور ناپسند ہو تو اُس کا وبال اُس شخص پر ہے جس نے یہ خیال کیا کہ سکندر نامہ کا جواب لکھا جائے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب طوعاً و کرہاً بطور تعمیل حکم کے مجبوراً لکھنی پڑی۔ آغاز داستان میں لکھتے ہیں ۷

دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست کنوں یک بیک گفت خواہم در
و گر نہ لطافت ندارد بے کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

یا جوج ماجوج کی جنگ کے بیان میں شروع ہی میں پھر اس مضمون کو اس طرح فرماتے ہیں
سخن گوے پیشینہ جادوے پیش کہ جادوگری کرد از اندازہ پیش
بشر حیکلست این ورق را طراز ازیں پیش بیروں نیفگند راز
چوزیں نکتہ راہ معانی کشاد خم از چشمہ زندگانی کشاد
چونگذشت اوے بشیتہ دروں من ارشیتہ شوم چہ آید بیروں

چوتاراج شد ز کہ برخوان میر من از ریزہ چینی ندارم گزیر
 بود ہتھاں کند خرم از دانہ پاک بود عاقبت قوتِ موراں بجاک
 گل از بوستاں یادہ نوشاں برند خس و خاک ہمیزم فروشاں برند
 خاتمہ کتاب میں پھر بطور معذرت کے کچھ اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں ۷

وگر باز گیری تو پیوند خویش مرا خود عزیزست فرزند خویش
 پسر گرچہ کورست ازین خانہ دور بہ چشم پدر شب چراغ ست و لوز
 سزد گرچہ آواز خرنسہ را بود از غنوں گوش خربند را
 برو باد بخشایش داد گر کہ بر من بخشش گمارد نظر
 ہنر جہے، در عیب جوئی مکوش ترا نیز عیب ست بر خود بپوش
 ان پوری داستانوں کو پڑھنے کے بعد امیر کی انصاف پسندی اور غرور و انکسار کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک سخن گسترانہ تعلی کے کڑواؤں درگو نظامی فغانہ، کبھی نظامی کی برابری کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر جگہ غت اور ادب سے ذکر کرتے ہیں بلکہ ان کی اُستادی کا اقرار کرتے

زندہ است بہ معنی اوستاد م

اور کس نفسی سے لکھتے ہیں ع

کجا با حریفان برابر شوم

کیا عجب کہ وہ تعلی کا شعر بھی الحاقی ہو۔ لیکن خاکسار کے نزدیک اس مثنوی میں سوائے

رزمیہ داستان کے جن میں امیر کے پاس کچھ مواد (میٹرل) باقی نہیں رہتا دوسرے اضافہ میں کوئی خامی نظر نہیں آتی اس کی مثال ایسی سمجھئے کہ کسی مستری کو گو وہ کیسا ہی بہتر منہ استاد ہو سامان نہ دیا جاوے اور تاج گنچ جیسی بے نظیر عمارت تعمیر کرنے کی فرمائش کی جائے اس لئے ہم کو اس تمام کتاب میں اُس کی ہر داستان پر نظر ڈالنا ہی تاکہ یہ تحقیق ہو جائے کہ دولت شاہ سمرقندی اور دیگر اساتذہ سخن فہم نے جو رائے خسرو علیہ الرحمۃ کے کلام کی نسبت قایم کی ہر وہ کہاں تک ٹھیک اُترتی ہے۔ اس کتاب کے مضامین مندرجہ ذیل عنوانوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :-

حمد، نعت، معراج، مدح بادشاہ، رزم، بزم، مناظر قدرت، اخلاق و نصیحت
تصوف و فلسفہ اور متفرقات۔

پس اس تنقید میں ان ہی عنوان کے ذیل میں حضرت امیر خسرو اور مولانا نظامی کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جس سے ناظرین خود ہر ایک کے مرتبہ اور درجہ کا اندازہ کر سکیں گے

حمد باری عز اسمہ

حمد و نعت ایک ایسا عام مضمون ہے جس سے کسی مسلمان مصنف کی کتاب شاد و نادر خالی ہوتی ہے۔ نثر میں ابتدا انھیں سے ہوتی ہے اور نظم میں بھی اکثر شعرا نے کچھ نہ کچھ حمد و نعت ضرور ہی لکھی ہے۔ اس عام توارد کی وجہ صرف اسلام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جا بجا ذکرِ آئی کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث شریف میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کوئی

مہتمم بالشان چیز جس کا خدا تعالیٰ کے نام سے آغاز نہ ہو وہ ابرہہ ہوتی ہے اس لئے تمام مصنفین اسلام نے اس حدیث شریفہ کے اتباع سے برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی تصنیف کو اسی سے شروع کیا ہے۔ گویا حمد و نعت ایک قومی شعار ہو گیا جسے ہر مصنف نے تبرکاً و تمیناً اختیار کیا۔ اور علوم و معارف کی طرح یہ امر عام ہو گیا کہ اسلامی کوئی تصنیف اس سے خالی نہ ہو۔ بزرگان سلف تو خط و طبع بھی اسی سے شروع کرتے تھے مگر زمانہ نے اس قومی اور اسلامی خصوصیت کو بہت کم کر دیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی اپنی اپنی کتابوں کو خدا تعالیٰ کی تعریف سے شروع کیا ہے۔ دونوں کے ذہن فردوسی کے، کچھ کچھ اشعار ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

فردوسی خسرو نطفی

نیابد بد و تیر اندیش راہ نہ چوں من بمقدار بنیش و کمی اس سے کہ در آسمان وز میست
 کہ او بر تر از نام و از جا نگاہ کہ گنجی در اندیش آدمی نہ اندازد فکر ت آدمیست
 سخن ہر چیزیں گوہراں بگذرد ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ شود فکر اندازہ راز ہنوں
 نیابد بد و راہ جان و خرد تصور بکام تو کم کردہ راہ سر از حد اندازہ ناید بیروں
 ازیں پردہ بر تر سخن کاہست کمال ت سخن را ورق سوخته چو پایاں نہ دارد حد کائنات
 بہستیش اندیشہ را راہست کم و بیش را دیدہ بردوختہ نہاند در اندیشہ دیگر جہات
 فلک اتو بستی گرہ در جہات نیندیشد اندیشہ بیروں ازیں
 تو را ندی قلم بر خط کائنات کہ ہستی نہ بلکہ بیروں ازیں
 ز صنم تو کاسے بہر کار گاہ
 غلط را نہ در کار گاہ تو راہ

خدا تعالیٰ کے جہان کو بدون کسی کی امداد کے پیدا کرنے کو دونوں حضرات نے اس طرح
ظاہر کیا ہے:

نظمی

خسر و

بصد ز یور آرستی روزگار	جہاں را بدیں خوبی آرستی
کہ محتاج آلت ز گشتی بکار	بروں زانکہ یاری گرے خواستی
کئی جملہ ہستی بہ آئین وساز	بہرچہ آفریدی و بستی طراز
نیاید بہ نیروئے غیرت نیاز	نیازت نہ لے از ہمہ بے نیاز

عالم کے بہترین صورت میں پیدا کرنے کے متعلق دونوں حضرات نے حسب ذیل لکھا ہے:

نظمی

خسر و

ہر آں چہ آفریدی دریں جوی ثرف	چھاں بر کشیدی و بستی نگار
نفعتی درو کیمائے شکر ف	کہ بہ زان نیار خسر و در شما
ز ملک تو یک ذرہ بیکار نیست	چھاں بستی ایں طاق نیلو فوی
خرد را دریں بار کہ بار نیست	کہ اندیشہ را نیست زو برتری

خدا قادر مطلق، منعم حقیقی اور حی لایموت ہے:

نظمی

خسر و

سرے کز تو افتد کہ آر دستا	سرے کز تو گرد و بلندی گر لے
وے کش تو بندی کہ داند کشا	بہ افگندن کس نیفتد ز پائے

نظمی

خسرو

تن روشن و جانِ پناہ ز تو کسے راکہ قہر تو از سرِ فلکند
ہمہ کس زجاں زندہ و جاں ز تو بیامردی کس نگر دہ بلند
ہمہ زود میر و تو جاوید پائے نبود آفرینش تو بودی خدائے
کہ ہرگز فرد و منیر خدائے نماند ہمہ ہم تو مانی بجائے

نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مسلمانوں میں عام عقیدہ ہے کہ تمام عالم جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب پیدا ہوا ہے۔ اس مضمون کو دونوں حضرات نے بیان کیا ہے۔ ہر ایک بجائے خود قابل تحسین ہے۔

نظمی

خسرو

محمدؐ کا زل تا اب دہر چہ ہست محمدؐ شبہ لا جو ردی سرِ
کہ ز گشت ہستی عمارت پذیر بہ آرایشِ نام او نقش لبست
سپہرے کہ بینی چو خشنودہ بلخ چرائے کہ پرواز بنیش بدوست
ز نورِ رے افروخت چندیں چراغ فروغِ ہمہ آفرینش بدوست

معجزہ شق القمر کی طرف بھی دونوں بزرگوں نے اشارہ فرمایا ہے :-

نظمی

خسرو

حمایتِ نشیں چرخ و درشتِ او ستوں شد خردمند از پشتِ او
مہ از داغدارانِ انگشتِ او مہ انگشت کش گشت ز انگشتِ او

خسرو
در چرخِ رامہ قفلِ زرست
کلیدِ انگشتِ پیغمبرست
مجرۂ شق القمر کی طرف حضرت امیر کا اشارہ نہایت لطیف ہے۔

معراج

معراج کا بیان بھی دونوں حضرات نے لکھا ہے۔ مولانا نظامی علیہ الرحمۃ کے سامنے جملہ روایات کا میدان وسیع موجود تھا جن میں سے انھوں نے دلچسپ اور سبب روایات لیکر داد سخن دی۔ لیکن خسرو کے اس التزام نے کہ جو امور نظامی لکھ چکے ہیں نہ لکھے جائیں میدان کو نہایت تنگ کر دیا اس لئے وہ اس امر سے کہ ایک نمونہ ان کے سامنے موجود تھا کچھ زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تاہم براق اور سوار کی تعریف اور خوبی خاص کا موقع دونوں میں مشترک ہے جس سے دونوں کے کلام کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ ۱۔ اس بیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقابلہ پر لکھا گیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر ہے:

شبے کا سماں مجلسِ افروز کرد
شبِ از روشنی دعویٰ روز کرد

اس میں یہ وقت پیش آئی کہ مجلسِ افروز کردن اگر مصدّر مرکب لیا جائے تو مفعول باقی نہیں رہتا اور اگر افروز کرد کو علیحدہ کیا جائے تو ذریعہ جس سے روشن کیا جائے نہیں

بیان کیا۔ شارحین کو بھی اس میں تاویلات کرنی پڑیں اس لئے خسرو نے اسی شعر کو
صاف کر کے اپنا بیان اُس سے شروع کیا ہی۔ چنانچہ لکھتے ہیں :
فلک ماہِ راچوں شبِ افزو ز کرد
شبِ تیرہ پیسہ ایہ روز کرد
شعر صاف ہو گیا، گنجلک جاتی رہی۔

صفتِ براق

نظمی

خسرو

برائے شتابندہ زیرش چو برق	برائے زفکرت سبک گام تر
ستامش چو خورشید در نور غرق	ز خورشید مدہ روشن اندام تر
سہیلے براوجِ عرب تافتہ	سوی دولتِ بے حسابش کشیدہ
ادیم مین رنگ ازویافتہ	رکابی شد و در رکابش کشیدہ
بریشم تنے بلکہ لو لو سے	
رونڈہ چو لو لو برابریشمے	
ازاں خوش عنائِ ترکہ آید گماں	
ازاں تیز رو ترکہ تیز از کماں	
شتابندہ ترو ہم سلمی خرام	
ازو باز پس ماندہ ہفتاد گام	

نظامی

بہا لم کشائی فرشتہ منے
معالم کشائے کہ عالم کشتے

نظامی نے براق کو مرکب مجسم فرض کر کے اُس کی مناسبات نہایت خوبی سے چسپاں کی ہیں۔ مگر کلام سے براق کا مجردات میں سے ہونا عیاں ہے۔

صفت سوار

نظامی

خسرو

پیمبر براں خستلی رہ نور د
برآورد ازیں آبِ گردِ تہ گرد
ہم اوراہ داں ہم فرسِ اہوار
زہر شاہ مرکب۔ زہے شہسوار
چو زیں جا نگہ غم دروازہ کرد
بدستش فلک خرقہ راتا زہ کرد

سوارِ سبکو و بعزمِ درست
شتابندگی را کمر کرد چست
براں رخسِ رخشہ بر شد چناں
کرد رلامکاں بر کشیدش غناں

ستاروں ہستیاروں اور آسمانوں سے گزر کر جو حالت پیش آتی ہے اُس کو دونوں نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

نظامی

خسرو

زدیواں گہریشیاں در گزشت
بدیج آمد و درج را در نوشت

سوائے عالمی شد کہ عالم نما
دوم درمیاں سایہ ہم نما

خسرو

نظامی

ہمارے شد و اوجِ عونت پرید
 ہمارے کہ کس سایہ او ندید
 چناں کرد بر شاخِ قربا آشیاں
 کہ خود ہم نگنجید اندر میاں
 چو از ہستی خویش نامید گشت
 در ان فستی ہست جاوید گشت
 بزد بر غرض ناوک سخت کوش
 زہ از قابِ قوسین آمد بہ گوش
 حجابِ خیال از میاں برگرفت
 نظارہ بنورِ نساں برگرفت
 بروں آمد از پردہ بود خویش
 نگہ کرد بے پردہ مقصود خویش
 بمنزلِ خراماں شد از بارگاہ
 بیابیش درم ریز خورشید ماہ
 فروزاں چو شمع ز نورِ حضور
 ملائک چو پروانہ برگرد نور
 بہت را ولایت بہ پایاں سید
 بقطیعت بہ پرکارِ دوراں سید
 زمین زادہ بر آسماں تاختہ
 زمین وزماں را پس انداختہ
 مجرد روی را بجائے رساند
 کہ از بود او ہیچ باوے نماز
 پوشد در ردہ فستی چرخ زن
 بروں آمد از ہستی خوشین
 دراں دائرہ گردش راہ او
 نمود از سرِ اوقات دم گاہ او
 رہی رفت بے زیر و بالا دلیر
 کہ در دائرہ نیست بالا و زیر
 حجابِ سیاست بر انداختند
 ز بیگانگان حجہ پر دختند
 کلامے کہ بے آلہ آمد شنید
 تقائے کہ آن دیدنی بود دید

نسر

نظامی

عوسانِ فردوس در انتظار چناں دید کز حضرتِ فوالجہال
کہ رو بند از پائے نازکِ غبار نہ زان سو بہت بندہ زیں سو خیال

یہ فیصلہ کرنا تھو جیسے ہیچان کا کام نہیں کہ دونوں میں کس کا کلام فائق ہے البتہ
یہ غرض کیا جاتا ہے کہ خسرو کے کلام میں فغانی الذات کی جھلک زیادہ پائی جاتی ہے۔

ثبوت معراج

معراج کے متعلق شبہات رفع کرنے کے لئے مولانا نظامی نے صرف ایک شعر لکھا ہے۔

تن او کہ صافی تر از جان بہت
اگر شد بیک لحظہ آمد رو بہت

یعنی حضور کا تن مبارک ہماری روح سے بھی زیادہ صاف تھا اگر ایک دم میں گیا
اور واپس آیا تو کوئی بیجا نہیں مگر خسرو نے ذیل کی ایک پوری حکایت لکھی ہے۔

شبِ مہ کہ رندے کز اندیشہ ہمیں زد بہ پائے خرد و تیشہ
از اسجا کہ در دل کثری پیشہ بمعراج پیغمبر اندیشہ شہوت
کزاں رہ کہ فکرت سر انداز گشت دے چوں تو اس رفتن و باز گشت
دریں دہم ناچنگاں صبح و شام جگر نچتہ کر دے بسو دے خام
مگر چاشت گاہ ز پناے شہوت تماشا کناں سوئے آئے شہوت
بہ تن شغے بامہ ز تن دور کرد شب تیرہ دہشپہ نور کرد

چو در آب زد غوط آمد بروں نرنے دید خود را بہ شہرے دروہ
 یکے آمد و کار پر دختش بکد بانوی جفت خود ساختش
 براں گو نہ در عقد فرخ جمال شدش مہفت فرزند و ہفت سال
 یکے روز ہم بر قرار نخت ہے بر لبِ جے اندامِ شست
 جو باز تہ آب سر برگرفت تماشا بہر جانے برگرفت
 چہ بیند ہماں اولیں غسل گاہ کہ آں راہ گم کردہ گم کرد راہ
 سلاح و سلب ہچیاں در کنار زماں را ہماں چاشتگہ برقرار
 نخل گشت از لذتِ خام خویش ز سر ساخت برگ سر انجام خویش
 بشرع اندر آویختیں سپا لغز بروں کرد ما خولیا را ز مغز
 مولانا نظامی کے الفاظ ”تن او کہ صافی ترا ز جان ماست“ اور خسرو کی اس حکایت
 سے یہ بھی استفاد ہوتا ہے کہ دونوں حضرات معراجِ جسدی کے قایل ہیں۔

مدحِ پاوشاہ

دونوں بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ کے سلاطین کی تعریف لکھی ہے۔ تہذیب
 گریز اور صفات کچھ کچھ نقل کی جاتی ہیں تہذیب سے معلوم ہوتا ہے نظامی کی مدح کو سامنے
 رکھ کر چہ اُتارنے کی کوشش کی گئی ہے اور جہاں تک ممکن ہو اسی کو نبایا ہے۔ سخن شناس
 ناظرین خود اس کا اندازہ لگائیں کہ کہاں تک اس میں ان کو کامیابی ہوئی اور کس کس موقع پر

نسرہ

نظامی

خراں شواے خامہ گنج ریز	علم برکش اے آفتابِ بوند
بد سفتن الماسِ ادا ریز	خراں شواے ابرِ مشکس پرند
بہر حرفِ آرایشے ساز کن	بنال اے دلِ عدچوں کس شاہ
بہر نکتہ گوشِ فلک باز کن	بخند اے لبِ برق چوں صبح گاہ
سخن را پناں پایہ برکش بجاہ	بیار اے ہوا قطرہ ناب را
کہ بوسہ بہ جرات کفِ پائے شاہ	بگیر اے صدف دُر کن آں آب را
	برائے دُر از قعرِ دریاے خویش
	بتاج سر شاہ کن جائے خویش

کس پر زور اور بلاغت آمیزہ طریقہ پر نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بادشاہ کی تعریف شروع کی ہفتاب کو حکم دیتے ہیں کہ بند ہوتا کہ ابر پیدا ہوا اور ابر سیاہ کو درجہ برسنے والا ہوتا ہی حکم دیتے ہیں کہ حرکت کر کہ اُس کے تصادم سے رعد پیدا ہوا اب ہوا چلتی ہے بارش ہوتی ہے زمین کے قطرے صدف میں جا کر موتی بنے اور موتی تاجِ شاہی میں منکاب ہوتے ہیں حضرت امیر خسرو قلم کو حکم دیتے ہیں کہ دُرِ مضامین سلکِ مدح کے لئے پڑ جس کا ایک ایک حرف ساپنچے میں ڈھلا ہو جس سے آسمان کے کان کھل جائیں اور سخن کو اس درجہ بلندی پر پہنچا دے کہ بادشاہ کے پیر کو بوسہ دینے کے قابل ہو جائے جو تسلسلِ اسباب کا نظامی نے ایک بلیغ پیرایہ کے ساتھ بیان کیا ہے وہی تسلسل

اسباب خسرو نے بھی قائم رکھا ہے۔ حضرت امیر سخن سے اپنے مدوح کی پابوسی کراتے ہیں اور حضرت نظامی قطرہ آب کو تاج شاہی میں جگہ دیتے ہیں۔

صفتِ مدوح

نظامی

خسرو

چو آبِ فوات آشکارا نواز	صفاتش در اندیشہ بیش از کمال
چو سرِ حشمِ نعلِ پنہاں گداز	نوازش بہ اندازہ بیش از خیال
گر انعام آں بر شمار دے	کہ معدلتِ سوائے درویش و شاہ
بداں تا کند شکرِ نعمت بے	بیک چشمِ بیند چو خورشید و ماہ
ز شکرے آں نعمت افزوں بود	بگاہِ عطا ز آں کفِ بحر جوش
وے نعمتے بیش ازیں چوں بود	ز رصامت از رنجین در خروش
رسد شرق تا غربِ احسان او	عجب صامتے ہیں کہ فریاد کرد
بہر خانہ نعمت از خوان او	عجب تر کہ فریاد از داد کرد

خسرو نے مدوح کی فیاضی نہایت لطیف پیرایہ میں ظاہر کی ہے۔ کہتے ہیں کہ انعام و اکرام کے وقت روپیہ دیتے ہیں تو شمار کے وقت جو آواز ہوتی ہے گویا روپیہ فریاد کرتا ہے کہ سخاوتِ سلطان مجھ کو خزانہ میں آرام نہیں لینے دیتی۔ پھر فرماتے ہیں فریاد کس چیز سے یعنی داد سے کرتا ہے، حالانکہ فریاد بیداد سے ہوتی ہے۔ داد کے لفظ نے جانِ دال دی۔

صفت اسپ

نظمی

خسرو

جی گام زد و خنگ پد رام او بنیبت چو در زیر راں آورند
 نہیں یافت سر سبزی از گام او تزلزل بہفت آسماں آورند
 بہر دائرہ کو زدے ترک تہاز سمندش چو برابر جولاں زند
 زیر کا ٹپٹش گرہ کرد باز ہمہ تیر بر پشتِ مہرناں زند
 بد اں بقعہ کو بارگی تاختہ
 زمیں گنج قاروں بر انداختہ

رزم

آئینہ سکندری ایک رزمیہ ثنوی ہے جس کا اصل موضوع رزمیہ داستان ہونا چاہیے
 مگر خسرو کی غیرت طبع بلند آواز سے کہتی ہے کہ

وگر نہ لطافت ندارد بے

کہ مرگفتہ باز گوید کسے

اس لئے اُن تمام داستانوں کو (جو بجائے خود تعجب خیز و عبرت انگیز ہیں) ترک کر کے
 صرف اُن ناقابل التفات واقعات کو لے کر چمکانا پڑا جن کو نظامی نے سلاک سخن
 میں منسلک کرنا بھی عار سمجھا تھا۔ مثلاً سکندر و دارا کی لڑائی ایک نہایت عظیم الشان
 واقعہ ہے کہ دنیا کی اُس زمانہ کی سلطنت کا سب سے بڑا تاجدار (جس کی پر عظمت

داستانیں دنیاۓ اسلام کے ہر پچھ پچھ کی زبان پر تھیں اور جسے فردوسی کی سحر بیانی نے رفعت و بلندی کے بلند ترین درجہ پر پہنچا دیا تھا، چند گھنٹے کے اندر اپنے ہی ماتحت صوبہ کے سردار کے سامنے اُس کے رحم کے بھروسہ پر چند منٹ کی مُہلت مانگتا ہے کہ چند منٹ توقف کرو اور جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت سرِ یاج جو چاہی لے لینا۔ یہ واقعہ بذاتہ ایسا دردناک نظارہ پیش کرتا ہے کہ معمولی طور پر بھی بیان کر دیا جائے تو بڑے سے بڑے سنگدل انسانوں کو بھی رقت ہو سکتی ہے پھر اُس کو نظامی جیسے خدائے سخن کا بیان کرنا جس نے حقیقت میں اس خوبی سے بیان کیا کہ اس کی نظیر فارسی شاعری میں لا سکتی۔ اس کے مقابلہ پر اُن واقعات جسے نظامی نے اپنے قلم کو آلودہ کرنا پسند نہیں کیا ایسی نظم مٹھنی ہونا جو سکندر و دارا کے بیان کے سامنے پسند آ سکے ایسا ہی مشکل ہے جیسا کہ کسی ماہر سے ماہر انجینیر سے یہ توقع کرنا کہ وہ معمولی بھٹے کی اینٹوں سے تاج گنج کے مقابلہ کی عظیم الشان عمارت علی گڑھ میں تیار کر دے گا۔

اس کے علاوہ مولانا نظامی نے یہ مثنوی اپنے دلی شوق سے پوری اُمنگ کے ساتھ کافی وقت میں تصنیف فرمائی۔ اُن کو سولے شعر و شاعری کے اور کوئی بھی شغل نہیں تھا۔ اور امیر کو بہت بڑا وقت ہندوستانی درباروں کے کارہائے منصبی میں صرف کرنا ہوتا تھا اور یہ مثنوی یعنی آئینہ سکندری اپنی دلی خواہش سے نہیں بلکہ کسی امیر بادشاہ کی فرمائش سے نہایت کم زمانہ میں بطور تعمیل ارشاد کے تصنیف فرمائی۔

نیز نظامی اہل زبان ہیں اور اہل زبان میں بھی ایسے بلند پایہ کہ اُن کو خداے سخن تسلیم کیا گیا اور امیر بندی نزا اور ترکی الاصل ہیں لہذا اصل اور نسل دونوں اعتبار سے غیر ایرانی ہیں۔

نیز باوجود خداے سخن ہونے کے نظامی پارسی معبود یزدان و اہرمن کی طرح صرف ایک صنف سخن (یعنی مثنوی) کے مالک ہیں۔ برخلاف اس کے امیر خسرو تمام اصناف سخن (مثلاً قصیدہ، غزل، مثنوی، نصحیح اور تصوف) میں ہر صنف کے اساتذہ کے ہم پلہ مانے گئے ہیں۔

ان تمام امور پر نظر کر کے اس قدر یقینی ہو کہ پراثر واقعات نہ ملنے کے سبب خسرو اگر کوئی رزمیہ داستان اس زور کی نہیں لکھ سکے جیسے کہ نظامی کی مثنوی میں موجود ہیں تو وہ معذوری کے قابل ہیں کہ دشمن شیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے“ اس کو امیر خود لکھتے ہیں ۷

چونکہ اشت اے بیشہ دروں

من ارشیستہ شویم چہ آید بروں

تاہم جس جگہ گنجائش ملتی ہے وہاں وہ بھی دوسروں سے کم نہیں ہتے۔ ذیل میں چند مختلف قسم کے مضامین متقابل لکھے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر کس پایہ کے شاعر ہیں۔

۱۔ مہدات۔ نظامی علیہ الرحمۃ کی مہدات اعلیٰ درجہ کی مانی گئی ہیں حضرت

امیر نے بھی بعض جگہ جنگ کے آغاز سے پہلے ہتھیں لگھی ہیں اس لئے دونوں کے کلام سے ایک ایک ہتھ پوری نقل کی جاتی ہے اور اس کے متعلق بعض خصوصیات جو بہن ناقص میں آئیں عرض کی جاتی ہیں:

نظامی

خسرو

رسیدند لشکر بجائے مصاف	بگردوں شد از نئے ز ریش خروش
دو پرکار بستند چوں کو قاف	بدریائے لشکر در افتاد جوش
خسک برگزگاہ کیں خنریتند	ہزار ہر در آمد بہر دوسپاہ
نقیباں خروشیدن انگشتند	روار و برآمد بخورشید و ماہ
یزک بریزک سوسو در شتاب	علم سر ز عیوق بر ترکشید
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواہ	سناں چشم سیارہ را برکشید
ز بسیاری لشکر از ہر دو جائے	زلزلہ ز زمین زیر قلب گراں
فرو بستہ کوشندہ از دست پائے	در اندام گاوار گشت استخوان
دور و یہ ستادند در جائے جنگ	غبار زمین کلمہ بر ماہ بست
نمودند در پیشدستی درنگ	نفس را درون گلو راہ بست
مگر در میاں صلحے آید پدید	چنان گشت روئے ہوا گردناک
کہ شمشیر شاں بر نیاید کشید	کہ سیارہ گم کرد خود را بجناک
چو بود از جوانے و گردن کشتے	زموج سلاح و ز گرد زمین
ہماں جانب آئے ہماں آتے	گلین آسماں شد زمین آہنیں

خسرو

نظامی

ہاں بند بر بست بر آب تیغ
 کہ بے بند عالم نگیس و چو میخ
 رسیدہ ز تیغ آب شاں تا مگر
 ہماں آب بد خواہ راتا بسر
 سپہ از زرہ موج میزد بہ اوج
 چو دریا کہ بادش در آرد بہ موج
 بد ریائے آہن جہاں گشت غرق
 ہوا پر ز میخ و زمین پر ز برق
 ز ثروپین و پیکان سبز و سفید
 جہاں گشت پر سوسن و برگ بید
 ز بانگ ہیونان گیتی نور د
 شدہ پر صدا گنبد لا جورد
 خرامیدن باد پایاں بہ گشت
 تزلزل در افگندہ در کوہ و دشت
 عرق کردن تو سناں در شتاب
 ز طوفان آتش رواں کرد آب

پدید آمد از بُرد باری ستیز
 دل کینہ و رگشت بر کینہ تیز
 از اں پس کہ بر کینہ رہ یافتند
 سر از جستن مہر بہر ہافتند
 درآمد بغریدن آواز کوس
 فلک بردہاں ہل داد بوس
 شغب ہائے آئینہ پیل مست
 ہی شانہ بر پشت پدیاں شکست
 چناں آمد از نائے ترکی خروش
 کہ از نائے ترکاں بر آورد جوش
 بر آورد خر مہرہ آواز شیر
 دماغ از دم گاؤ دم گشت سیر
 طراقتی کہ از مصرعہ خاستہ
 بروں رفت زیر طاق آراستہ
 روار و برآمد ز راہ زبرد
 ہزار ہند درآمد بے ان مرد

خسرو

نظامی

شراره که زد نعل ہنگامِ رو
 ستارہ بروں رخت از ماہِ نو
 نمادہ اماں زیرِ پیروزہ کلخ
 اہلِ راشدہ دستگاہِ فراخ
 نصیرِ زہ از چاشنی کماں
 شدہ ہر زماں چاشنی گیرِ جاں
 بلا زیں بناوک بر انداختہ
 چو طفلان ز نئے بارگی خستہ
 گرہ برگرہ دستِ پیکانِ ناں
 زہہ یزہ پشتِ روئیں تنان
 ز رختینِ خستِ زہِ اکبوں
 شدہ زہرہ مردِ بد زہرہ خوں
 زہر سو سنا نمائے خارا گزار
 فرو بستہ راہِ سلامت بہ خار
 ز تیر و سپر ہاکہ پُر کار بود
 بیابانِ نیتان و گلزار بود

زمیں گفتی از یکدگر بردرید
 سہرا فیلِ صورِ قیامت دمید
 غبارِ زمیں بر ہوا راہِ بست
 عیانِ سلامتِ بروں شد ز دست
 ز بس گرو بر تارکِ ترکِ و زیں
 زمیں آسماں - آسماں شد زمیں
 فرو رفت و بر رفت راہِ نبرد
 نغمِ خوںِ بجاہی و بر ماہِ گرد
 ز سیمِ ستوراں دراں پہنِ دشت
 زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت
 جگر تاب شد نعرہائے بلند
 گلو گیر شد حلقہ ہائے کمند
 ز تابِ ہوس در جہاں بستہ تیغ
 جہاں سوخت از آتشِ برقِ تیغ
 ز بس عطشِ تیغِ بر خونِ و خاک
 دماغِ ہوا پر شد از جانِ پاک

خسرو

بنیر پر سپر تیغ رخشاں بتاب
 چناں کز تہ برگ نیلو فر آب
 درخشدہ شمشیر ہائے بنفش
 ز دیدہ بصرے ربود از دوش
 خروشدن کوس روئینہ کاس
 فلک اپرا ز رخنہ ہا کردہ طاس
 سپاہ از علما شدہ سایہ دار
 دلیراں بر آشفستہ دیوانہ وار
 بہر سینہ نوشدہ کینہ ہا
 گریزاں شدہ رحمت از سینہ ہا
 جدا گشتہ دلساز پیوند خویش
 پدر شہنہ خون فرزند خویش
 دولشکر نگویم کہ دو کوہ قاف
 رسیدند در جلوہ گاہ مصاف

یہ داستان قریباً ایک ہی موقع کی ہر اور دونوں میں سکندر خود لڑتا ہی، آئینہ سکندری
 میں خاقان چین سے اور سکندر نامہ میں دارلے۔ دونوں شہسواران سخن نے یوم

جنگ کی صبح کا سماں بیان فرمایا ہر پوری پوری داستان اس لئے
لکھ دی گئی ہے کہ ناظرین کے سامنے رطب یا بس ہر قسم کے شعر ہر اُتاد کے موجود ہوں
جس سے موازنہ کرنے میں آسانی ہو۔

سکنہ رنامہ کے مندرجہ ذیل اشعار میں عمدہ تمہید قائم کی گئی ہے :

رسید لشکر بجائے مصاف دو پر کار بستند چوں کوہ قاف

خسک برگزگاہ کیں نخر بستند نقیبایاں خروشین ننگ بستند

یزک بریزک سو بسود شتاب نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

ز بسیاری لشکر از ہر دو جائے فرو بستہ کو شندہ را دست و پائے

دورویہ ستادند در جائے جنگ نمودند در پیش دستی درنگ

مگر در میان صلح آمد پدید کہ شمشیر شاں بر نیاید کیشد

چو بود از جوانے و گردن کشتے ہماں جانب آئے ہماں آتشتے

پدید آمد از بردباری ستیز دل کینہ و رگشت بر کینہ تیز

ازاں پس کہ بر کینہ رہ یافتند سر از جتن مہر بر تافتند

لشکروں کا دونوں طرف سے حلقہ باندھنا دشمن کی آمد روکنے کے لئے گو گھر و بچانا، پہرہ
داروں کا مقرر کرنا، کثرت لشکر سے آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو جانا، ہر ایک کا پیش قدمی
میں پس پیش کرنا صلح کا خواہشمند ہونا عمدہ پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے بعد فوجوں کے
ادھر ادھر پھرنے، جنگ کے خوف ہر اس اور اپنی اپنی شیخیاں بیان کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی

ہر وہ دونوں میں مشترک ہے۔ جن بعض بعض اشعار کا مضمون متحد یا قریب قریب ہے ان کے متعلق ذیل میں کچھ عرض کیا جاتا ہے:

خسر و کا پہلا و دوسرا شعر اور نظامی کا بارہواں اور پندرہواں شعر درج ذیل ہیں:

خسر و	نظامی
بگردوں شد از نائے ترکی فروش	چناب آمد از نائے ترکی فروش
بدریائے لشکر در آفتاب جوش	کہ از نائے ترکاں بر آرد جوش
ہزار ہند در آمد بے دوسپاہ	روار و بر آمد ز راہ ہند
روار و بر آمد بخورشید ماہ	ہزار ہند در آمد بے دان مرد

یہ دونوں شعر ہم معنی اور قریباً مساوی درجہ کے ہیں۔ خسر و نے کرنائے کی آواز کو آسمان تک پہنچنے، لشکر میں جوش پیدا ہونے، دونوں فوجوں میں حرکت اور بڑھ چلو کی آواز بلند ہونے کو صفائی اور روانی سے بیان کیا ہے۔ نظامی نے اسی مضمون کو دوسرے طرز پر بیان کیا اور نائے ترکی و نائے ترکاں کی مناسبت لفظی سے اپنا خاص رنگ پیدا کر دیا ہے۔ دوسرے شعر میں بھی مردان مرد کی حرکت ملاحظہ طلب ہے۔ خسر و کا تیسرا شعر بھی اعلیٰ درجہ کا ہے اس کے مقابلہ پر نظامی کا مندرجہ ذیل شعر آسکتا ہے۔ گو مضامین دونوں کے مختلف ہیں مگر اپنے اپنے رنگ میں بنیظیر ہیں۔

خسر و	نظامی
علم ز عیتوق برتر کشید	زمین گفتی از یکدگر بردرید
سناں چشم سیارہ را بر کشید	سرافیل صور قیامت دمید

خسر و کا چوتھا اور نظامی کا بیسواں شعر یعنی:

نظامی

خسرو

بہ لرز زمین زیرِ قلبِ گراں ز سیم ستوراں دراں ہن شہت
دراں دامِ گاؤ آرد گشتِ استواں زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

مقابل ہو سکتے ہیں۔ ایک میں مبالغہ کی حد تحت الثریٰ تک دوسرے میں فلک الافلاک تک پہنچائی گئی ہے۔ دونوں کے مضامین میں مخالف سمتیں اختیار کی گئی ہیں۔ نظامی علیہ الرحمۃ کے شعر میں کثرتِ شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ غلو کی عمدہ مثال ہے۔ امیر رحمہ اللہ کے شعر میں سالم جسم میں لشکر کی دہل سے استخوان کا پس کر آ رہو جانا بہ نسبت آسمان کے آٹھ ہو جانے کے (جس میں گرد کے اجتماع سے کسی قدر دھوکا ہو جانا بھی ممکن ہے) زیادہ مبالغہ ہے گو اُس کا وجود بھی خیالی ہی ہے۔

نظامی

خسرو

غبارِ زمیں کلمہ بر ماہِ بست غبارِ زمیں بر ہوا راہِ بست
نفسِ رادروںِ گلورِ راہِ بست عنانِ سلامتِ بروںِ شہِ بست

امیر کے دونوں مصرعے ایک دوسرے سے متناسب ہیں چاند کے گرد گرد کا خیمہ قائم ہو گیا اور گرمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہو گیا تھا۔ حضرت نظامی کے شعر کے دونوں مصرعوں میں باہم ربط معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے میں غبارِ زمیں کا ہوا کی راہ میں حائل ہو جانا اور دوسری میں عنانِ سلامت ہاتھ سے نکل جانا دو جدا مضمون ہیں جو تمام داستان کے تو مناسب ہیں لیکن باہم کچھ ربط نہیں رکھتے۔ امیر کا چٹا شعر بھی اسی مضمون کا ہے کہ کثرتِ غبار کی وجہ سے تیار سے بھی نظر آنے بند ہو گئے۔ اسی طرح حضرت امیر کا ساتواں اور گیارہواں شعر مولانا کے اٹھارہویں شعر سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا کے شعر:

ز بس گرد بر تارکِ ترکِ دِزیں زمیں آسمان آسمان شد زمیں

میں زمین کا آسمان اور آسمان کا زمین ہو جانا ذرا دیر میں ذہن نشین ہوتا ہے اور امیر کے ساتویں شعر

زموجِ سلاحِ وزگردِ زمیں گلیں آسماں شد زمیں آہنیں
اسلحہ کی کثرت سے زمیں کا آہنی اور گرد کی وجہ سے آسمان کا گلی ہو جانا اور دوسرے شعر
بدریائے آہنِ جانِ گشتِ غنق ہوا پر زمیغِ وزیں پر ز برق
میں جان کا دریائے آہن میں غرق اور گرد کی وجہ سے ہوا کا ابر آلود اور
زمین کا برق آمود ہونا صاف طور پر عیاں ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار خاص توجہ کے قابل ہیں :-

رسیدہ ز تیغِ آبِ شاں تا کمر
ہماں آبِ بدخواہ راتا بہ سمر
آبِ تیغ کا سپاہی کے تابکر اور دشمن کے تابسر پہنچنا خاص لطف رکھتا ہے۔
ستارہ کہ زدِ نعلِ ہنگامِ رو
ستارہ بروں رفت از ماہِ نو

نعل کی رگڑ سے جو ستارہ پیدا ہو اس کو ماہِ نو سے ستارہ چھوٹنے سے تشبیہ دینا بھی
نیا مضمون ہے۔

بلازیں بنا وک بر انداختہ
چو طفلانِ نئے یارگی ساختہ

یہ مضمون بھی جدید ہے کہ بلا اُس کے ناوک پر سوار ہے جیسے طفل اپنے پر سوار ہوتا ہے اور جہاں یہ تیر لگتا ہو وہاں بلا نازل ہو جاتی ہو ان کے علاوہ اور شعروں کا بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

صبح

زمیہ داستانوں میں نظامی علیہ الرحمۃ نے ہر صبح و شام کو ہر روز نئی صورت میں عجیب دلکش پیرایہ میں ظاہر کیا ہے جس سے اُن کی اُستادانہ قدر الکلامی اور قوت بیان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ امیر خسروؒ نے بھی ہر صبح اور شام کو نئے رنگ میں بیان کیا ہے دونوں کا کلام ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:

نظامی

خسرو

چون گئی شب دیدرے سیاہ (۱)	کہ چوں شاہ چین میں برابرش نہا
در آئینہ عالم آرائے ماہ	فلک نعل زنگی بر آتش نہاد
زود آئینہ ماہ را بر زیں	سپہ از کیس مہرہ بیروں جہاند
بخندید ناگاہ صبح از کیس	ستارہ زلف مہرہ بیروں فشانہ
چو در گنبد آمد براق سپہ (۲)	چو گیتی در روشنی باز کرد
بہرے زریں بیارہست چہر	جہاں بازی دیگر آفت ز کرد
چہاں خورد شب ز ظلمات دم	باتش بدل گشت مشتبہ شرار
کہ نعلش بفتاد و مسمار ہم	گلچہ شد آں سیم گا و رس دار

صبحِ اول میں خسرو علیہ الرحمۃ نے اس مشہور حکایت کو کہ کسی حبشی نے آئینہ راستہ میں پڑا ہوا دیکھ کر اٹھایا اُس میں اپنے روئے سیاہ کا عکس دیکھا آئینہ کو پھینک دیا اور کہا کہ اسی لئے تجھ کو پھینک دیا گیا ہے کس خوبی سے یہاں چسپاں کیا ہے۔

صبحِ دوم میں امیر نے سورج کو بَراقِ فرض کر کے ظلمت کے رفع ہونے کو بھگتے ہوئے گھوڑے سے تشبیہ دی ع

کہ نعلشِ بفتا دو مسما رہم
سے اُس سرِ سبکی اور گھبراہٹ کی جو عموماً خوفِ زدہ بھاگنے والے کو پیش آتی ہے
تصویر کھچ جاتی ہے۔

نظامی علیہ الرحمۃ نے پراگندہ ستاروں کو مشتِ شرار و سیمِ گاورس وار سے
تشبیہ دے کر سورج کی شکل میں تبدیل ہو جانے پر پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہے۔

شام

جس طرح ہر روز اپنی خصوصیات کے اعتبار سے گزشتہ اور آئندہ دن سے
ممتاز ہوتا ہے اسی طرح ان دونوں اُستادوں نے نیرنگیِ فلک کی مناسبت سے
ہر صبح اور ہر شام کو نئی صورت میں جلو افروز کر کے دادِ سخن دی ہے۔ صبح کا سماں
پیش ہو چکا اب شام کی باری ہے اُسے بھی ملاحظہ فرمائیے اور دونوں بزرگوں کی
قادر الکلامی کی داد دیجئے۔

نظامی

خسرو

چو بکرِ فلک در عماری نشست (۱) چو گلنار گوں کسوتِ آفتاب
 شب تیرہ در پردہ داری نشست کیودی گرفت از خمِ نعلِ ناب
 عروسانِ شب زیور آراستند نگہبانِ ایں مارِ پیکرِ درفش
 فلک را بگویند آراستند ز راند و دوبرِ پرنیائیِ نفیش
 چو قلابِ سیم از کیس زدِ ہلال (۲) چو گوہرِ برآمد زنگی بستج
 بخوں غرق شد ترکِ چنیِ جمال شہِ پسِ فرود آمد از تختِ علاج
 شہاب از سرِ نینہ دیوسوز مہ روشن از تیرہ شب تافتہ
 شد آتشِ فلک در سلیمانِ رؤ چو آئینہ روشنی یافتہ
 چو خورشید برقع برخارہ کرد (۳) چو یاقوتِ خورشید را دزدید
 فلک سمرمہ در چشمِ سیارہ کرد بیا قوتِ جستن جہاں پے فشرد
 کشید آسمانِ بے رمانِ کیود بدزدی گرفتند متاب را
 حریرِ معنبرِ بوشید زود کہ ایں برد آں جو ہر ناب را

شامِ اول میں حضرت امیر نے آفتاب کے غروب ہونے کو معشوق کے عمار میں بیٹھنے سے تشبیہ دی ہے۔ پردہ ڈالنے اور مکان آراستہ کرنے کو (جو لازم شادی سے ہے) کیسے صاف اور شستہ و رفته پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔ نظامی علیہ الرحمۃ نے گلنار گوں، نینا مارِ پیکر، پرنیائی، نفیش جیسی چست ترکیبوں سے مینا کاری کا کام لیا ہے۔

شام دوم میں جناب خسرو نے چاند کے طلوع اور آفتاب کے غروب کو دو سپاہیوں کی فتح و شکست کے پیرایہ میں نہایت خوبی و روانی سے فصاحت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور حضرت نظامی نے روشنی چاند کی آفتاب سے مستعار ہونے کی آئینہ روشنی یافتہ سے پاکیزہ تشبیہ دی ہے۔ لطف کلام ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں

واقعات نگاری

شاعر کا کمال واقعہ نگاری میں دیکھا جاتا ہے۔ واقعات دو قسم کے ہوتے ہیں اول موجودہ واقعات جو شاعر کی نظر کے سامنے گذریں ان کے بیان کی خوبی یہ ہے کہ سننے والے کی نظر کے سامنے واقعہ کا نقشہ کھچ جائے۔ اور اس واقعہ کو دیکھ کر جو اثر شاعر کے دل پر ہوا ہو وہی اثر شاعر کے کلام سے سامعین پر طاری ہو جائے دوم وہ واقعات جو شاعر کے سامنے نہیں گذرے مگر لکھنے پڑتے ہیں اس میں شاعر کا یہ کام ہے کہ ایسے واقعات تلاش کر کے لکھے جو اس قسم کے مواقع پر عموماً پیش آتے ہیں یا پیش آ سکتے ہیں اور پڑھنے والوں کو یقین ہو جائے کہ حقیقت میں بھی یہ واقعہ اسی طرح گذرا ہو گا۔ گویا شاعر خیالات کا مصوّر ہوتا ہے۔ مصوّر کو جو خصوصیات تصویر میں دکھانی پڑتی ہیں شاعر کو وہی خصوصیات کلام میں نمایاں کرنی ہوتی ہیں۔ اس کتاب میں اسی قسم کے واقعات بیان ہوئے ہیں دونوں حضرات کا کلام دمج کیا جاتا ہے۔

خسرو

نظامی

نمودند بسیار جولاں گری
 کسے رانہ بد از ہنر برتری
 ز نیزہ بشمیر دند دست
 ہم از ہر دو تن تار موئے سخت
 بہ دشمن فریبی لیل روم زاد
 گریزاں شد از پیش چینی چو باد
 بدنبال او چینی گرم کیں
 ز گرمی بہ ابرو بر آورد چیں
 چو نزدیک شد تار تیغ چو برق
 گریزندہ راز خم ریزد بہ فرق
 در انداخت رومی کیانی کند
 کمر گاہ چینی درآمد بہ بند
 چناں کندش از بازوئے زور ہاک
 کہ بر بود از باد و دادش سچا
 ہمیرفت پویان لیل شیر گیر
 بنجاک اندرون شیر جنگی اسیر

کندے وتیغ گرانمایہ خواست
 غناں کرد سوئے بد اندیش ست
 درآمد براں دیو دریا شکوہ
 چو ابر سیہ کو بر آید ز کوہ
 بجنید از جئے خویش آن ننگ
 کہ اقبال شاہش فرو برد جنگ
 کند عدو بند را شہسار
 در انداخت چو چنبرہ زور گار
 چو در گردن دشمن آمد کند
 شتابندہ شد خسرو دیوبند
 بنجم کندش سر اندر کشید
 کشاں ہمچناں سوئے لشکر کشید
 بغلطید آں شیر پنجپہ سوز
 چو آہو برہ زیر چنگال یوز

دونوں شہسوارانِ سخن اس وقت ایک ہی میدان میں سرگرم جولاں ہیں۔ دونوں کا انداز جدا ہے۔ خسرو کا کلام شستہ رواں اور تصنع سے پاک ہے۔ دو مبارز سوارانِ جنگ آڑا ہیں جب دونوں اپنے اپنے داؤ پیچ آزما چکے تو ایک سوار دھوکہ دینے کی غرض سے بھاگتا ہے دوسرے کو اُس کی شکست کا یقین اور قتل یا اسیر کرنے کی حرص غالب ہوتی ہے۔ جنگی احتیاطوں کو نظر انداز کر کے قتل کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ دوسرا موقعہ تاک کر کمند پھینکتا ہے اور اُس کو اسیر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ صاف طور پر کلام سے واضح ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس جنگِ عظیم میں بھی متعدد واقعات سننے میں آئے ہیں کہ اپنے حریف کو اُس کے نظمِ حربی کے پراگندہ کرنے کے لئے میدانِ دیا گیا اور پھر محصور کر لیا گیا۔ آخری شعرے فتنہ کا خوشی سے دوڑنا اور اسیر کا گھسٹنا خوب واضح ہو جاتا ہے۔ مولانا کے کلام میں یہ ہے کہ سکندر اپنی جگہ سے کمند اور تلوار غور اٹھا کر چلتا ہے اور فوراً جا کر ایسے شجاع پہلوان کو جس کے مقابلہ سے رومی عاجز ہو گئے تھے اسیر کر لیتا ہے اور وہ ہاتھ تک نہیں ہلاتا جب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہادریا نے شہنشاہوں کے نہ صرف مقابلے کئے بلکہ بعض مرتبہ گرفتار و قتل بھی کیا ہے تو واقعہ کی صحت قابلِ غور ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس نے سکندر کو پہچان لیا تھا یا نہیں لیکن الفاظِ تیغِ گراں مایہ، دیو دریا شکوہ، کمندِ عدو بند، چنبرِ روزگار خسرو دیوبند کی نسبت ترکیبوں اور مناسبات مقامی نے خاص رنگ پیدا کر دیا جو مولانا کا خاص حصہ ہے۔ قریب قریب اسی مضمون کو فردوسی طوسی نے اس طرح نظم کیا ہے۔

چو از دستِ رستم رہا شد کمند سرِ شہر یار اندر آمد بہ سبند
ز پیل اندر آورد دوزد بر زین بہستند بازوئے خاقانِ چین

واقعہ دوم

نظامی

خسرو

سوائے بروں آمد از رویاں بر آشفست قنطال از اں شیر تہند
سپر بستہ پس چست کردہ میاں کہ پائے سپہ دید ز اں کار کند
بگرمی بر آہخت چوں برق تیغ پوشید جوشن بر افراخت ترک
کہ برق از نفس آب گشتہ چو میغ چو سرے کہ تیغش بود بار و برگ
نگا و رسیا ہے بزیر شمع چودود در آمد بریں چوں یکے اثر دہا
بر آوردہ سر بر پہ پہر کہ بود سر بارگی کرد بروے رہا
بگردن نے تاخت بر ہم ستیز ز ریوند چوں دید کامد ہنر بر
بیند اخت بر گردنش تیغ تیز بغرید مانند غرندہ ابر
کینفوی تازندہ خم خورد و جہت کشیدند بر یکد گرد تیغ تیز
بزد نیزہ و پهلوش را شکست ز گرمی شدہ چوں فلک گم خیز
گذا را شد از لپشتِ رومی سناں دو پڑہ دو پر کارِ مرکز نور د
زدستش بروں رفت یکسر غاں یکے دیر جنبش یکے تیز گرد
بے زخم چوں آتش انداختند بسے گرد بر گرد بر تاختند
بے زخم چوں آتش انداختند

نظامی

نئے شدیکے بریکے کا مگار
 زپیشیں در آمد بہ شب کارزار
 ہم آخریکے تیغ زد شاہِ روس
 بر آں شخصِ آراستہ چوں عروس
 بیفکندش از زیں و بر بے ک
 بر آوردہ زان شیر شہزہ ہلاک

خسرو نے واقعہ کو مختصر اور سادہ الفاظ میں ادا کیا، اور نظامی علیہ الرحمۃ نے تشبیہات و ترکیبات سے واقعہ کو پریشان بنا دیا۔ دونوں نے عمدہ طور پر ٹھیک تصویر کھینچ دی

بزم

بزم اور بزم دو مختلف قسمیں ہیں۔ مگر دونوں ماہرانِ سخن نے ان رزمیہ مثنویوں میں ایسے مواقع پیدا کر لئے ہیں جہاں اس صنفِ سخن کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔ سکندر نامہ میں نوشاہ و کینز چینی کا بیان اس کا بہترین نمونہ ہے۔ اُسی نمونہ پر کینفوی چینی کی داستان جو مردانہ بھیس میں لڑنے آئی تھی سکندر نے خود گرفتار کر کے منظور نظر ٹھہرایا امیر خسرو نے نظم کی ہی دونوں کے بعض بعض مواقع مثلاً پیش کئے جاتے ہیں۔



خسرو

(آمدن کینفوی حسینی در بزم)

جہاں سوزے از مشبافر و تر

ز خورشید روشن جہاں سوز تر

یک طرہ صد شہر بہ ہنم دہ

بیک غمہ یر ملک عالم زدہ

در آمد خنہ امندہ با ہمسراں

چو مدد صفت مشتری بیکراں

نظامی

(آمدن نوشتابہ نزد سکندر)

پری پھرہ نوشتابہ نوشتن

بغال ہمایوں بروں شد نہر

چو رخنہ دہا ہے کہ در وقت شام

بر آید ز مشرق چو گرد و ستار

کینزاں چو پرویں بہ پیرانش

ز تارک در آمد و تادامنش

فخریہ

خسرو

(ایر بان کینفوی حسینی)

سکندر کہ کرد آب حیواں ہوں

انظیر منش بود مقصود و بس

مگر شاہ زلف مراد دریافت

کہ در عین ظلمات خنداں شفت

چو در خلوت من نہانی رسید

بہر شہر زندگان فی رسید

نظامی

(ایر بان کینز حسینی)

کہ از شادی مشب جہاں انویست

ہمہ شادی از دولت خسرویست

ہنگام گل خوش بود روز گاہ

بخند دجہاں چوں بخند دہب

جو خورشید روشن در آمد بہ اوج

ز روشن جہاں زند نور موج

خسرو

نظامی

گرا از چشمه رابع شد اورا برت
 من اندر دهاں دارم آبِ حیات
 گراندا زداو شیر و آهو بہ تیر
 من آن آہوم کو بود شیر گیر
 گرا و ہست کیخسرو جام جوئے
 مرا جام گیتی نمائے ست روئے
 گرا از مجلس او من سہ دہد
 مرا لالہ و گل ز تن سہ دہد
 گرا و پیل بند دنجسم کمند
 من از تار موی کنم پیل بند
 گرا و حربہ برہسم نیرداں زند
 رنج من رہ شیر مرداں زند
 گرا و از دہائے ست و زین دلیر
 من آرم ز زین از دہا را بزیر
 گرا و گیتی از شکرا آرد بام
 خیالم بہ تنہا بگیر دمتام

صبا چوں در آید بجولاں گری
 زیں رومی آرد صبا شستری
 گل سُرخ چوں کلبہ بند دہ باغ
 فروزد زہر غنچہ خون چسبغ
 سکندر چو پیر وزی آرد بچنگ
 نہ زیب بود آئینہ زیر زنگ
 چو کیخسرو از می شود جام گیر
 چرا جام حنالی بود در سریر
 ملک گرا ز جمشید بالا ترست
 رنج من ز خورشید زیبا ترست
 شہ ارشد فریدوں ز رقیہش
 بفتخس منم کاویانی درفش
 شہ ارچوں سلیمان شود دیوبند
 مراد رجاں ہست دیوانہ چند
 شہ ار کیقباد لبند افسرست
 مرا افسر از مشک و از عنبرست

خسرو

گراو هست بر تخت ز پائے بست
 مراد دل اوست جائے نشست
 گراور اکلاه است بر آسمان
 مراد کلاه است بر آستان
 گراو باز خواهد ز شاهاں خراج
 من از سوراں سر تاخم نه تاج
 گراو گنج زرنخته دارد تمام
 مرا نیز گنجی ست از سیم حرام
 گراقبال دولت در ایاورند
 مرا هر دو چون کمتر یی چاکر اند
 گراو تخت گیرد ز کیس چون شهاب
 من از بازوئے مهر کیس مهاب
 گراو دشمنان را بخون خوردن بست
 مرا خون صد دوست برگردن بست
 گراو ایک آئینه بر کف نشست
 دو آئینه دارم من از پشت دست

نظامی

شاه را ملک عالم گرفت از شگفت
 من آن را گرفتم که عالم گرفت
 کمندے من از زلف بسا بزش
 نه ترسم بگردن در اندازمش
 گراور کمندے بود ماه گیر
 مرا هم کمندے بود شاه گیر
 گراو ناوک اندازد از دور دست
 مرا غمزه ناوک اندازد هست
 گراو حربه دارد به توں رنجین
 من از غمزه توں داخم انگیختن
 گراو قصه شمشیر بازی کند
 ز بانم به شمشیر بازی کند
 گراو لخت از زربدار بدوش
 دوخت ست نفیس من گرد گوش
 گراو حقه ها دارد از لعل پُر
 مرا حقه هست از لعل و دُر

خسرو

نظامی

طہائے اوگرچہ بالارس ست
 مرا یک علم ہم زبالا بس ست
 کمان مے ارصد شکار فگند
 یکا بروے من صد ہزار فگند
 کند مے ارصد بند و دام
 من آم کہ ستیا دگیم بدم
 نگین مے ارعل رمانی ست
 نگین لب من سلیمانی ست

ان دونوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کینفوی سپنی اور کینز چینی دونوں نے
 سکندر کی فرمائش پر گانا شروع کیا۔ کینفو کا نغمہ بہت طویل تھا۔ اول کا حصہ طوالت
 کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ اُس کا آغاز اس طرح ہے کہ ے

بہ آئینِ خواباں بہ شوخی و ناز

سروے بر آورد عاشق نواز

ایک دوسرے لکھ کر نظامی کے مندرجہ صدر دوسرے شعر کی طرح ایک عام ہتید سے
 اپنا فخر یہ شروع کرتی ہے کہ ے

ولیکن یہ ہر ہی دوتاں

چو بگفت گل خوش بود بوستاں

چو بے صحبت ارجمند اں بود چمن اور ازیں جئے نرنداں بود
چند شعر کے بعد کہتی ہے

کسے راکہ من بہ شہم نہ کند چہ حاجت بہ بالائے سر و بلند
اس کے بعد اپنا فخریہ نغمہ گاتی ہے جس میں ۴۵ شعر کے بعد مندرجہ بالا شعر یعنی ع
سکندر کہ کرد آبِ حیاں ہوس

آتا ہے۔ ان سب میں اس نے اپنے معشوقانہ کارنامے بتائے ہیں۔ مثلاً

بیک حملہ بر پارسیاں زخم بدگیرہ آشنایاں زخم
ہمہ خونِ خواہاں بہ کُش مے خورم مے نوش بادم کہ خوش مے خورم
بہ تیرے کہ زیں چشم مست افکتم صفِ توبہ ہار شکست افکتم
چو کیسو کنم متغ از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زدوش
منم قبلہ روم و انجبا زہم کرشمہ مرا زیب و تازہ ہم
بشتی ستایں قامت چن گھا پر از سبب بادام فنا سنج و نار

وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام اوصاف بتا کر اور اپنے کو تمام خوب رویان جہاں سے فائق ثابت
کر کے سکندر کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ سکندر آبِ حیاں کی طرف مجھ سے
انسان کی تلاش میں گیا تھا۔ میری زلفِ معبر کی خوشبو نہیں ملی تو ظلمات کی طرف
مُخ کیا۔ مگر جب میرے خلوت خانہ میں پہنچ گیا تو چشمہ زندگانی مل گیا۔ اب اس خیال
سے کہ سکندر یہ نہ سمجھے کہ میں نے اُس کی اس درجہ قدر کی کہ اپنی مغل میں جگہ دی، وہ

اپنا تفوق اُس پر ثابت کرتی ہی اور رفتہ رفتہ کہتی ہے کہ اُس کی جگہ تختِ زیریں پر
 ہی اور میری جگہ اُس کے دل میں ہی۔ تمہید اور پھر اپنا تفوق دیگر خوب دیوں پر پھر
 خود سکندر پر کس عمدگی سے ثابت کرتی ہی۔ اور قلبِ شاہی میں اپنی جگہ حاصل کر لیتی
 ہی جو نہایت لطیف اور پاکیزہ پیرایہ ہے۔ کنیر چینی کا نغمہ اسی قدر ہی جو درج کیا گیا اول
 کے پانچ شعر عام ہیں یعنی ۵

کہ از شادیِ مہتابِ جاں انوایت	ہمہ شادی از دولتِ خسروست
بنگامِ گلِ خوش بود روزگار	بخندد جہاں چوں بخندد بہار
چو خورشیدِ روشن درآمد یہ امج	ز روشن جہاں برزند نورِ موج
جہاں چوں درآید بچولانِ گری	زین رومی آرد صبا شتری
گلِ سرخ چوں کلمہ بند بہ بلغ	فروز دوزہر غنچہ چوں چراغ

چھ شعر میں کچھ اشعارہ نغمہ زن کی طرف معلوم ہوتا ہے ۵

سکندر چو پیروزی آرد بچنگ
 نہ زیبا بود آئینہ زیرِ زنگ

دفعہ ساتویں شعر سے اپنا تفوق سکندر پر جتنا شروع کر دیتی ہے ۵
 چو کینہِ وازے شود جامِ گیر
 چرا جامِ خالی بود در سریر

جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ثابت ہے، بادشاہ کو پکڑ لینا، اپنی زلف کی کندبندنا کر

بے خوف سکندر کی گردن میں ڈال دینا (جس طرح جلاد مجرم کے گلے میں پھانسی ڈالتا ہے) اور اپنی کمند کو شاہ گیر ظاہر کرنا (جس سے سولے سکندر کے اور کوئی مراد نہیں لیا جاسکتا) بیان کیا گیا ہے۔

شہ ار ملک عالم گرفت اشکِ گرفت من آں را گرفتم کہ عالم گرفت
کمندے من از زلف بر سازش نہ ترسم بہ گردن در اندازش
گراور اکمندے بود ماہ گیر مرا ہم اکمندے بود شاہ گیر

اوپر ظاہر ہے کہ ایسے مطلق العنان اور فاتح سلاطین کے سامنے اس قسم کا طرزیان اور پھر ایسی مجلس نشاط کے لئے زیادہ موزوں معلوم نہیں ہوتا بلکہ ادب اور رعبِ شاہی کے بھی مناسب نہیں ہے۔ بمقابلہ اس کے ع

مراد ردِ دل اوست جائے نشست

سے ایک خاص دل ربایانہ اندازِ امیر خسرو نے نکالا ہے جو اس محفلِ طرب کے عینِ مناسب ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام ان دونوں بیانیوں کو مطالعہ فرمائیں گے۔ اور بھی اس پر لکھا جاسکتا ہے مگر بخوفِ طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔

مختصر نویسی

مختصر نویسی بھی رزمیہ داستان کی خاص خوبی ہے جیسا کہ بہت سے مضمون کو ایک شعر یا ایک مصرعہ میں ظاہر کر دینا اس مثال میں امیر کا مندرجہ ذیل شعر پیش کیا جاسکتا ہے جس سے جنگ کا پورا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔

دران وحش و صحرادر آویختند گرفتند و کشتند و خون ریختند
 یہ مضمون طویل ہو گیا اور دونوں استادان سخن کے کمالات علمی کا اندازہ کرنے کے
 لئے اس قدر مقابلہ بھی کافی ہے اس لئے آئندہ جو کچھ لکھا جائے گا وہ صرف خسرو کے
 کلام کا انتخاب ہوگا۔

اخلاق و نصیاح

اخلاق و نصیاح میں عموماً شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا طرز اختیار کرتے مگر چونکہ
 یہ مشنوی خصوصاً نظامی کے طرز پر لکھی گئی ہے اس لئے دونوں بزرگوں کے طرز کی جھلک
 نظر آتی ہے جس کا نمونہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں خسرو نے اپنے فرزند کو نصیحت
 کی ہے اور پرانے طرز کی نصیحت نہیں جو محض بے ثباتی دنیا ہی پر محصور ہوتی ہے بلکہ
 روزی کمانے، ہنر و پیشہ سیکھنے اور مذہب کی پابندی، سچائی و درست بازی اختیار کرنے
 کی ترغیب دی ہے جو مفید اور کارآمد ہونے کے ساتھ اس وقت تک نئی روشنی کی عینک
 سے بھی عمدہ نصیحت شمار ہو سکتی ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج ہیں۔

انتخاب از مواعظ برائے پسر خردسال

مر و گرد ہر در کہ نانت دہند	در کعبہ زن تا امانت دہند
بجہ صفا صیقل سینہ کن	دل آہنین خود آہینہ کن
دلت دل سہ ماند و روت صفا	چو آئینہ از خود دلتائی ملا

بروزِ جوانی چو پیراں گراے بہ پیریت خود تن نہ جھنڈ جائے
 ہے رو کہ در نیک نامی کشد خیالے مہنر کاں نجبی کشد
 بہر کاری از راستی کن شعا کہ ہم رستہ گردی وہم رستگا
 و گر کائے از دیں فراتر بود مکن گر چہ شمشیر بر سر بود
 جے بہرہ کردن ز کسبِ حلال بہ از گنج بُردن بغصب و مال
 حلال آں کسے را دہد بر کسے بہ کشت ہنر آب ریزد ز رخے
 ہنر کو مثل ہست در نار دود ہنر مند را سر نیار دود
 گدائے کہ ہست از ہنر بہرہ ور بہ از باد شتا زادہ بے ہنر
 چومتے دہد سفلہ را دور باش کند ہنشینان خود را خراش
 ہر آں شعلہ کز آتش تیر ہست بہ پیرا ہنر خویش گیر وخت
 نصیحت بہ سکندر

جو نصیحتیں سکندر کو افلاطون کی زبانی کی گئی ہیں وہ حقیقت میں ایسی نصیحتیں
 ہیں جو سکندر جیسے جلیل القدر بادشاہ کے قابل بھی ہیں۔ منونہ کے طور پر چند اشعار
 اس جگہ نقل کئے جاتی ہیں۔

تو بیدار باش آشکار و نہاں کہ از پاست آبا د خید جہاں
 مکن ہر چہ عالم خور و غنم نہ تو تو در خواب و بیدار عالم تو
 چو شہ راز دشمن کیے صد بود کند خواب خوش دشمن خود بود

چاں خُپ و نئے کہ خُسی بے
 حکیم آن سخنِ اے برہر زہ گفت
 اگر شحہ شہر خفت خراب
 و گر سگ نکو با سپانی کند
 بہ بزم آنکہ مست ست ہشیار کن
 بہ پرتاب داری رسد زخم تیر
 بد اں ساں شوا ز کینہ در کینہ خوا
 مدہ تیغ را پر سیاست نہاں
 بہ حال ایں مثل زندگانی دہ است
 چو فیروزیت باید اندر مصاف
 بہ تیمار خدمت گراں کن پیچ
 اگر مرد بیدار پروردنی ست
 مشو سخت گیر از حد دادادہ
 ترا بارگاہِ بریشم طباب
 ترا باد پایاں ز اندیشہ بیش
 ترا توشہ داں پر ز حلوئے تر

کہ خواب پریشاں نہ بیند کہ
 کہ شدفتنہ بیدار چوں شاہ خفت
 بیک گوشمالش برآورد خواب
 شکم پر کنش تا شبانی کند
 طرب با حریفان بیدار کن
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر
 کہ تے تیغ رنجہ شود نے سپاہ
 کہ آہستہ باشد بخوں مرزاں
 کہ جاں بخشی از جاں ستانی بہ است
 بکن گرد و رخ گاہِ دِلما طواف
 ز بد خدمتاں نیز دامن پیچ
 گراں خوابِ اینر غم خوردنی ست
 کہ گرد و عنادِ تو آزادہ
 خبر نہ ازاں سوزشِ آفتاب
 بیندیش ازاں لاشہ پستیش
 نظر کن بہ بے توشہ راہ بر

مناظر

شاعری کا کمال اس میں دیکھا جاتا ہے کہ جس میدان یا موقع کا ذکر ہو وہاں کے حالات اس انداز پر بیان کئے جاویں کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہو کہ میں اس موقع پر ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں۔ ایمر خسرو نے اس مضمون کو جس طریقہ پر ادا فرمایا ہے اس کا نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جشن کے لئے جو باغ آراستہ کیا گیا تھا اُس کی کیفیت دکھائی گئی ہے۔ استعارہ و تشبیہات و صنائع لفظی سے بھی (جو انشائی شاعر کا زیور خیال کی جاتی ہیں) کچھ کچھ کام لیا گیا ہے۔

ہم از اول بامداد آفتاب	بفرخندہ طالع درآمد ز خواب
شدہ جلوہ گر نازنینانِ باغ	نرخ آراستہ ہر یکے چوں چراغ
بہ لالہ ز فردوس جام آمدہ	ز رضواں بہ گلبن سلام آمدہ
بنفشہ سر زلفِ راحہ زوہ	گرہ در دلِ غنچہ محکم زوہ
زبس تری اندامِ زیبائے گل	شدہ پارہ پارہ سر پائے گل
ہوا بر سر سبزہ میر سخت سیم	مراغہ بھی کر دہر گل نسیم
بہر شاخ مرغِ ارغنونِ ساختہ	بہر نغمہ گلبنِ سر انداختہ
غزل خوانی ببلِ صبحِ خیزہ	مٹائے مے خوار گاہِ کرد تیز
ز نالیدنِ قمری خوش نوا	بکوثرِ مستحقِ زناں در ہوا

لہ قمری کی آواز پر کہ تو کی بازی کرنے کو عاشقانہ وجہ ظاہر کرنے کے نئی ترکیب ہے جس سے ہندی کوثر بارتھانی عمدہ خطا اٹھا سکتے ہیں یہ قصہ مدہوشی کی عمدہ اور نئی مثال ہے ۱۲

ز بادِ باری ہوا مشکبو
بساطِ گل از بزمِ گلشن شدہ
شدہ مشک بوغچہ در زیرِ پوست
کشادہ گلِ لعلِ جلابِ نور
بروں کردہ سوسن زبانِ خموش
بہر چشمہ منقارِ بٹ آبِ گیسر
از ان نغمہ کو غارتِ ہوش کرد
ز آوازِ دراج و رقصِ تدرو
عوسِ جاں ز آبِ گلِ شستہ و
چراغِ گل از بادِ روشن شدہ
چو تعویذِ مشکیں بازوئے دست
نظارہ کناں چشمِ ز گسںِ دو
ہمی کرد ہر دم تقاضائے نوش
چو مقرضِ زریں قطعِ حریر
معنی ترغم فراموشش کرد
سبک گشت در خاستنِ پائے سرو

علمائے دنیا پرست

نہ آن ست درویش مردِ خدائے
بیلشِ پشمینہ برکشِ زدوش
میں کاں کلیم ست تن پوشِ او
چو دے کہ برداشتِ ماہی فروش
ہم از دامِ ماہی دلِ این نکتہ بخت
فقیرے کہ ناں از درِ شاہ جست
بہشتی بود شاہِ درویشِ خواہ
کہ بہرِ درم پیش شد بہ پائے
کہ پوشیدہ و ز دیستِ پشمینہ پوش
کہ آں دام مال ست بدوشِ او
ز بہرِ درم ہائے ماہی بدوش
چو ماہی کہ برداشتِ آبش بخت
بباید ز آبِ خودش ہشت
کنشتی ست درویشِ در کوئے نشا

آخر کا شعر ایک عربی قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

نَعْمَ الْاَمِيرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِيْر وَبَسَ الْفَقِيْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِيْر

بے ثباتی دنیا

دو دروازے ہیں تنگنائے دراز کہ در رفتن و آمدن ہر دو باز
ازیں ہر زمان نوبے مے رود یکے آید و دیگرے مے رود

ہندوستانی رسم و رواج و تہنیت

امیر خسرو نے بعض بعض جگہ خاص ہندوستانی رسم و رواج بھی نظم کئے ہیں اور بعض تشبیہیں ایسی ہیں جن سے ہندوستانیات ظاہر ہوتی ہے۔ چند امور ذیل میں نمونہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔

زبس ابلی ہندوان کلال بدست آب نوشند با صد خال
یعنی ہندو باوجود صد ہار تن موجود ہونے کے ہاتھ یعنی اوکھ سے پانی پیتے ہیں۔
شد از رنگِ سرخی سر کو ہسار چو پیشانی پیل شگرف دار
یعنی صبح کو کوہستان میں شفق کی سرخی اس طرح ظاہر ہوتی ہے جیسے سیاہ ہاتھی کی پیشانی پر سندور لگاتے ہیں۔

زنالیدنِ قمری خوشنوا کبوترِ مُعلّقِ زناں در ہوا
چو کیسو کنم مقنع از طرفِ گوش کلاہ از سر اندازم و سر زروش
نہفتہ بمعجز گلِ خویش را نظر بستہ چشم بداندیش را

فارسی میں برقع وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوستان میں عورتیں آپنل یعنی اوڑھنی کا سرامنہ پر ڈال لیتی اور جب کسی سے منہ کھول کر بات کرنا ہوتی ہے تو ایک طرف سے آپنل سرکا لیتی ہیں اس کو خسر نے بیان کیا ہے جب میں ایک طرف سے (ایک کان کی طرف سے) آپنل سرکا لیتی ہوں تو سر سے ٹوپی اور دوش سے سر الگ ہو جاتا ہے۔
چو مائے بدست آورد مارگیر

نواز دچنیں خونی را بہ شیر

ہندوستانی سپیرے سانپوں کو پکڑ کر دودھ پلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایران میں بھی یہ رواج ہو۔

خاتمہ

آئینہ سکندی کی نسبت جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ دیا گیا اس مختصر ریویو میں اس سے زیادہ نہیں لکھا جاسکتا۔ ہم کو اصل کتاب کے طرز بیان کی نسبت کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔ غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ امیر خسرو نے عملاً مثنوی میں نظامی کا اتباع

کیا ہے۔ اُن کے طرز کو نمونہ بنا کر اپنی مثنوی تیار کی ہے اکثر اشعار کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً نظامی کے مبالغہ غلو کی یہ مثال زبان زد عوام ہے۔

زُرمِ ستوراں دراں پنِ شہت زمیں شش شد آسماں گشتِ بہشت

گو اس میں تکرارِ شین نے کسی قدر ثقالت پیدا کر دی ہے تاہم مبالغہ کی عمدہ مثال ہے۔

اس کے مقابلہ میں امیر لکھتے ہیں :-

زلزلِ زمیں زیرِ قلبِ گراں در اندامِ گاؤں آرد گشتِ استخوان

اسی طرح جا بجا اشعار سے پایا جاتا ہے کہ وہ مقابلہ پر لکھے ہوئے ہیں۔

آئینہ سکندی کی عبارت صاف اور رواں ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک فوارہ

ہے جس میں سے مضامین اُبلتے چلے آتے ہیں۔

زیادہ خود ستائی سے بھی کام نہیں لیا۔ جوام بیان کرتے ہیں اکثر جگہ اُس کی

علت بھی بیان کر دیتے ہیں جس سے بے ساختہ پن زیادہ مترشح ہوتا ہے۔ سکندر نامہ

نظامی کی تحریر مُصع اور بلغ ہے۔ خصوصاً میدانِ رزم کا سماں اس خوبی سے باندھتا ہے

کہ جنگ کا منظر آنکھوں میں پھر جاتا ہے اور طرزِ کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی نہایت ماہر فن کاری کرنے نہایت قرینہ قرینہ سے مینا کاری کا کام کیا ہی۔ بعض جگہ اتنے بند ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ مجھ جیسے کم فہم اشخاص کی سمجھ سے بند ہو جاتے ہیں بلکہ شارحین کو بھی تاویلات ہی کرنی پڑتی ہیں۔ میں نے مکرار و متعدد جگہ سے دونوں کے کلام کو پڑھا۔ سکندر نامہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار دل چاہتا ہی کہ اس کو ترجیح دی جائے۔ اور جب آئینہ سکندری پڑھتا ہوں تو اُس کی خصوصیات اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کے حق میں فیصلہ دینا ناظرین کلام کی نکتہ رطبائع پر چھوڑتا ہوں اور دونوں بزرگوں کے حق میں (جو کیتائے روزگار ہیں) دعائے مغفرت کر کے ناظرین سے آمین کہنے کی درخواست کر ہوں۔ والسلام

خاکستہ

علیگڈہ:

سعید احمد فاروقی

رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں مرآتِ صفا کہ نمودارِ آئینہ سکندری است بمقتلہ
نامِ خالقِ صورتِ مستقل گردانیدہ شد تا چون مولا ہمہ صاف
و عکس نما رسد صورتِ حال او موجدِ روئے نماید انشاء اللہ المصور

از ل تا ابد بادشائی تراست	جہاں بادشاہِ ما خدائی تراست
نخا زندہ آن سریش توئی	کشایندہ چشمِ بنیش توئی
نہ آغاز داری نہ انجام نیز	توئی اول و آخرِ حلقہ چیر
قصور بکار تو گم کردہ راہ	ز تو بے خبر عقل و دانش تباہ
کہ گنجی در اندیشہ آدمی	ہ نہ چون من محبت را پیش دمی
کم و بیشِ ادیدہ برد و خستہ	کمالِ سخنِ اورقِ خستہ

ادب نیست لایبستان تو
 در کار دانی تو کردی پدید
 توئی پیکر آرائے مردم ز خاک
 تو دادی بدل گنج آماده را
 ۵ فلک آتو بستی گره در جہات
 ز خور و دوز بزرگ آنچه دار و دشت
 ز صنع تو کارے بہر کار گاہ
 بر آنچه پسیدی دین جوی ژرف
 ز ملک تو یک ذرہ بیکار نیست
 ۱۰ جہاں آتو کردی پدید از نہاں
 چہاں این کُن نقطہ را خواستی
 مسلسل چہاں کردی جہاں
 بصد زبور آراستی روزگار
 دروغ ست کین دہم کوتاہ ہیں
 ۱۵ زمین فلک چوں منت بندہ اند
 پڑوہیدین از نہاں تو
 خرد را براں در تو دادی کلید
 عمل دان گیتی بتقدیر پاک
 تو کردی بند آدمی زادہ را
 تو را ندی تسلیم بر خط کائنات
 نبشتہ بر آںاں کہ باید نبشت
 غلط را نہ در کار گاہ تو راہ
 نہفتہ در و کمیک شگوف
 خرد را درین بارگہ بار نیست
 زمین نیز درے جہاں رہاں
 بہر کار حکمت بسیار استی
 کہ پی بگسلد یکا دوہم را
 کہ محتاج آلت بخششی بکار
 فلک اندکار ساز زمین
 بہ سلیم خدمت سرانگندہ اند

اگر صنعت از یاری پس خزا
 کنی جہلہستی بآئین و ساز
 کمال تو کے ضبط گردن شود
 اگر چرخ کو شہد بصد گونہ زد
 ہ کے گوشہ از پای موری زب
 ستارہ کہ یک حرف تست از قلم
 نیکنے کہ برخاتم جائے ساخت
 ہمہ رہ نور دان این نہ بساط
 نہ از خویش ازیں گونہ برگشتہ
 ۱۰ ز غیب آنچه پیدا شود نفس
 توئی راز دار ضمیر ہمہ
 سرے کر تو افتد کہ آرد ستاد
 تو ریزی بہ خاطر اندیشہ
 ۱۵ تن دشمن جان پناہ تو
 ہمہ زد و میزد تو جادید پایے
 چو چرخ آسیدی کہ یاریت د
 کہ ناید بہ نیرے غیرت نیاز
 بدولاب دریا تہی چوں شود
 بردن ناید از نقش یک پای نو
 تو آئیش چوں تو ان گفت چوں
 چہ اند کہ دروے چہ کردی رقم
 کجا نقش خود را تو اند ساخت
 ق کہ گاہے غم آرند گاہے نشاط
 کہ یک یک ز حکم تو گزشتہ
 قضاے خداوندی تست پس
 بدر ماندگی دستگیر ہمہ
 دے کش تو بندی کہ اندک شاد
 بہر دل تو متین کنی پیشہ
 ہمہ کس ز جاں زندہ و جاں ز تو
 کہ ہرگز نہ مرد و نمیرد خدا

مناجات حضرت ملک باری که حاجات محتاجان را نزدیک عینیت و حاجت عرض نیست

سرشتی بدست خود این خلقت	شکسته پناہ چو ز احسان پاک
کہ رہ سوئے ایماں کشادیم با	۵ کشیدی ز توفیق خود مطلقا ز
چہ کردی معاذ اللہ این خلقت	گرم کرده کا فربت پرست
نگوید ز شکر تو موئے تمام	زبان منار موئے گرد و بکام
مدہ دزد را سوئے آن گنج را	چو دادی گنج خود دم و سگاہ
کہ در خورد و پرش نذارم جواب	میرس آنچه بد کرده ام یا صواب
بہ آمرزش امید داری رست	جفا پیشہ راست گماری رست
خداوندیت اندازد ز یال	بہ بخشائی ارب برہمہ عاصیا
ہم از عدل بیرون نباشد شمار	و گر ز اہل را بسوزی بنار
تراہمت ظلم نتوان نہاد	ہمہ کار تو نیست الا کہ داد
زمن ہر چہ خیزد بتقدیر رست	بہ ہستی چو راہم تو دادی نخست
عقاب از چہ گردد بہ پیرانم	۱۵ چو خود بستی این قریب بدہنم
کہ فردا نامم ز تو شمسار	ز گیتی چنانم بر آخام کار

چنان در بیدارم اندر جان
 چنان بر سوئے خوابگاهم فراز
 چنان زندگی ده بجان عزیز
 شناسا چنان کن دل ریش را
 ۵ به نقصان خود چون تواند خستنا
 گرم نعمتی داد خواهی نخست
 و راز من کنی رخت این خانه دور
 چو دل در سرگرد پیشانم
 گرفت از پنهان محم سیاه و پدید
 ۱۰ چو فردا نجل گردم از کار خویش
 چه باشد یک ذره خاک را
 چو آواز صورم در آرد ز خواب
 مرا چشم تنگ و هوس شاخ شاح
 چه دایم که در خشن و خاستن
 ۱۵ تو ام آن حسرت بخش از بخش فاش
 من از حد خود دم زخم چو چیا
 که خفته بخواند کار انگش
 که بیدار سپم خواب راز
 که زنده بمانم پس از مرگ نیز
 که بشناسد از ده خویش را
 کمال تر آنیست در انداختن
 بشکر خود دم ده زبانی درست
 شکیبایم ده که مانم صبوح
 درے باز کن در پشیمانم
 بعفو تو ام پیش از آن ست امید
 مکن بسته بر من در باز خویش
 که روز شمار آید اند شمار
 ز باران رحمت برویم زن آبا
 عطای ترا برگ و نعمت فراخ
 چه می باید از چو تویی خاستن
 که آن خواهیم از تو که یابم خلاص
 تواند از ده بخشش خود رسا

زیاده خودم سینه پر نور کن
 فراموشی خود ز من دور کن
 وجود مرا هستی ده بلند
 کزین دخمه بیرون جسم نمند
 روم بے خود از خانه در کوی تو
 به پرواز هستت پر م سوی تو
 نگون همش راز تو نور نیست
 دگر نه ز مار به بود و نیست
 ولی گز خون تو نبود شمار
 چه خیزد ز صدمت صد هزار
 که در گنج ازل تو گنجی بیا
 بسوی خودم خوان در بیا
 درین باد غول رهن بسی است
 بسیار هر دامن کاندیس کشند
 ۱۰. تو دانی که این هنر نانِ هلاک
 چنان بر که چون من گرایم به تو
 بدینال غمخیزم به تو
 که هم دیو و هم دیو مردم شدند
 ز لاهول خسروند از دباک
 بدینال غمخیزم به تو

نعت آفتاب که صبح صادق و شمس و ضمما از جبهه

میمون و جمال نمود و ماهی که نور ساطع و القمر اذ اللهما

از غره روز افزون او کمال یافت ۱۵

رسول قوی حجت آشکار بحکمت درست و حکم استوار

محمد شہ لا جوردی سیر
 ز دروان شرع رات فراز
 بہ ہمانی پیشگاہ الست
 خداے کہ ہستی پدیدار کرد
 ہ سپہے کہ بنی چو خشنده باغ
 ز باغ رخت مشہت بستاں گلے
 سماطیں ز منہ شش ہر ماں
 کرم ہی کز احسان امت پناہ
 زبردست اگوہر افکن بیتغ
 ۱۰ زمین اکفش کیسہ بردار جود
 بحضرت کمر بستہ بر غم کار
 وجودش زو ریایے رحمت نشا
 ز بانہش یکے تیغ عالم پناہ
 فلک خاکی از پاشش برداشته
 ۱۵ ہمہ لوح محفوظ در شان او
 فرومشتہ منشوری از مشکناہ
 کز گوشت ہستی عمارت پذیر
 ز گنج فلک گوہر آماے راز
 طفیلی خورخوان او ہر کہ ہست
 ز بہر وے ایں سکے پر کار کرد
 ز نور وے فروخت چندین چراغ
 دراں باغ روح الامیں بکلیے
 یزک بریزک لشکر آسماں
 گنہ ماکنیم او بود غدر خواہ
 نوازش کز زیر دستاں چو میغ
 جہاں آتش کیماے وجود
 میاںچی بہ آفر ریش کردگار
 کہ رحمت براں بر رحمت فشا
 کز وحاک شدہ نامہ لای سیاہ
 ہزاراں چہرہ و زخ انپاشتہ
 سیاہ و سپید جہاں ان او
 بر آوردہ نغمہ نیس یک طناب

زگیسوی اذنانہ بویافتہ گل از روی او آبرویافتہ
 فروخواند و بیاچہ غیب را رقم کرد توقیع لاریب را
 حمایت نشین سپرخ و مرشتاد مہ از داغ داران انگشتاد
 در سپرخ را ماہ قفل ز رست کلیدے انگشت پنجمہ ست
 ہم از نور آن پنجہ مہ مشکاف صف بد شکست و ز مصاف
 زمین فلک یک غبار رہش ازل تا ابد یک تماش گمش
 دم از راہ درویش برسی نہ قدم بر سر عرش و کرسی نہ
 بجائے کہ توسن برا نگینختہ جناح ملائک فر و بختہ

صفت معراج مقتداے کہ جماعت اسلام از
 محراب قباب قوسین و ادنی بشارت الصلوات معراج
 المؤمنین و دناہر موحدی اعلاحدہ صاحب معراج
 گردانیدہ علیہ الصلوات و التحیات والسلام

فلک ناہ را چوں شب افز کرد شب تیرہ پیرایہ روز کرد
 رسید از فلک پیکہ فہ خندہ پے فلک از زوچرخ در گردے
 براتے ز منکرت سبک گام تر ز خوشید مہ روشن اندام تر

سوے دولت برحسابش کشید
 سوار سبک و عجب نرم دست
 بران خوش رخساره برشد چنان
 نخستین شرف بیت اقصا ش بود
 علی القطع برید در یک ماں
 چومہ سجدہ کردش و افکنڈگی
 عطار د کہ مغزش ز خوشیافت
 ہماں ہرہ کز شرعش آگاہ بود
 خور از مست آور و در بر زمیں
 برہ گشت مریخ سرہنگ او
 شائبہ جبریس از پیش خاست
 زحل روی مالیدہ چندان براہ
 چوپا بر ثوابت نہاد استوا
 پس از نجم ہستمین آہمن
 علم بر ہم فرشتہ اطلس کشید
 سوے عالمی شد کہ عالم نہاند
 ہماے شد ز اوج غمت پرید

رکابی شد و در رکابش کشید
 شائبہ گی را کمر کرد چست
 کہ در لامکان رکشیش عنای
 ز اقصی ولایت را و نامش بود
 بمقراض لا پردہ لامکان
 ہلال خودش خواند در بندگی
 ز دیدار او شربت تازہ یافت
 کما چہ بکبش کردہ بگرخت زو
 رہا کرد مشد بہ بند نشین
 کلمہ سودہ بر نعل شہزنگاو
 متاع سعادت بر یوزہ خواست
 کہ شد وے اور روشن درہ سیاہ
 شکوہش بود از ثوابت قرار
 بغرم ہم گشت ہنگامہ زن
 قلم بر جہات مستکش کشید
 دویم در میاں سایہ ہم نامند
 ہماے کہ کس سایہ او ندید

چناں کرد بر شاخِ قربا آشیاں
 چو از ہستی خویش نماید گشت
 بزورِ بغضِ نادکِ سخت کوش
 حجابِ خیال از میاں بر گرفت
 ۵ بردن آمد از پردہ بود خویش
 بمنزلِ سراپا شد از بارگاہ
 فرزراں چو شمع ز نورِ حضور
 عروساں فردوس در انتظار
 گلے را کہ بر چید از اں بوتال
 ۱۰ جامی بخواباں از اں باغ داد
 خوشا وقت اں میمانان باغ
 یکی راست گوئی کہ در کج عار
 دویم داوے اں کہ از دست
 سیوم اں کہ قرآنش منشور د
 ۱۵ چہارم دلاور سوائے کہ دید
 شدہ خانہ شرع را از نخست
 کہ خود ہم گنجید اند میاں
 در اں ہستی ہست جاوید گشت
 زہ از قابِ قوسین آمد بگوش
 نظارہ بتورنہاں در گرفت
 نگہ کرد بے پردہ مقصود خویش
 بیایش درم ریز خورشید ماہ
 ملائک چو پروانہ در گردنور
 کہ رو بند از پایے نازک عبا
 رہ آوردی آورد بر دستاں
 بر خساں خالِ مازاغ د
 کہ گشتند از اں گلِ معطر دماغ
 نہاد از پئے گنج پامیش مار
 بہ انگشتِ خود دیور اگر د کور
 دو شمع از شہستانِ ادنور د
 در خیبر از ذوالفتاں کلید
 بجاں چار ارکانِ عمارت در

ریاحینِ دیگر کزین گشتند چو در گردِ ماهِ نخبم گشتند
 نہ ہے بُرجِ آں با وِنا کاستہ کہ باشد برین انجم آراستہ
 دلم جائے آں نخبم ماہ با مرا نورِ شاں مشعلِ راہ با
 نہ ہے راہِ خسر و کہ در برتری کند نورِ آں نخبش سہری

وہ شیخِ عالمِ اہلِ محی السنین نظامِ الملتِ فضیلی کہ
 قدمِ شبِ عافی را از غلینِ طریقت فرو پوشید و ادھی

سری سقطے را از سہِ صفا روشن کرد

دلم چوں بگو ہر کشتی خاص گشت بد ریای اندیشہ غمِ اص گشت
 ۱۰ بہر غوطہ چنداں برونِ سختی دُر کہ دریاتہی گشت و آفاق پُر
 نثاری کزاں دُر بر انجیم بدر گاہِ پنمیشِ نخبم
 من افشا ندم د آسمانِ برگزین عطار و بوسید و بر سر گرفت
 مرا گاہِ افشا ندنِ آن نثار بسے دخل شد لولے شاہو
 درین آیدم کاین چنین گوہر برم تحفہ در خدمتِ دیگرے
 ۱۵ ادبِ نایمِ نیشِ ازین در ضمیر کزاں سازم آرایشِ مَح پیر

پناہِ جہاںِ حق را نظام
 بختِ مسیح در حسنِ ماں
 جہاںِ زندہ از جانِ بیدار او
 ہمہ شب ز شبخیزی بے ریا
 ۵ ز ظلماتِ شب کردہ کلِ بصر
 ز بس سجدہ کردن بجرابِیں
 قدم گاہش از پایہِ عرشِ بیش
 نمازِے از معراجِ برتری
 بدان تاخر ادبہ بالا ز پست
 ۱۰ نگفتہ ز دیباہ و اکسوں حسن
 زمینِ فلکِ رولایتِ حدش
 ز تعلینِ چو بی شدہ تخت گیر
 بہ بیماریِ دلِ طبیبِ ست فرد
 براہلِ طلب در نمودارِ کار
 ۱۵ ضمیرش درِ تقدسِ اپرگی
 گراں سنگی او بہر دست برد
 رہِ قدس را پیشوائے تمام
 براہلِ نہیں حجتِ آسمان
 زمینِ روشن از روزِ بازار او
 کند افکنِ کنگرِ کبیریا
 بنظارہ غیبِ صاحبِ نظر
 شدہ حاجبِ خاصِ روحِ الہیں
 کفِ پایش از بوسہِ خلقِ بیش
 نمودارِ معراجِ پیغمبری
 نہادہ قدم بر سرِ ہر چہ بہت
 شرفِ کردہ از زندہ ہای کہن
 ولی گشتہ بوریا منشدش
 یکی کریش گشتہ دیگر سریر
 کزو کردہ در ماں بیازارِ در
 بدستوریِ غیبِ فرمانِ گزار
 پناہندہ را دادہ پروردگی
 بے بیضہ دیورا کردہ خورد

گره مفلس و توشه ادا پر زو
 شکم خالی و دل ز کنجینه پر
 اگر پیش اساق پر زربود
 زاب کفش در زمان تر بود
 ز دنیا محط به پیر منش
 مبر از آلودگی و منش
 ز سر چشمه غیش آبِ باں
 به آب وضو شسته دست از جہاں
 دم حلق و چون صبا جان نواز
 نوالش همه وقت مہماں نواز
 ز بانس ز لوح سمارانده حرف
 دلش عشق را گنجدانی شگوف
 چو از سوزش دل دم خوش زو
 ز نظارہ روی آں آفتاب
 بر آلودگان چون دہ موج پاک
 بصد خرمین ہستی اتش زوہ
 ز نظارہ روی آں آفتاب
 برد با حلق ارچہ بسیار تر
 ہمہ پاک چہان و دیدہ پر آب
 فلک گر بعدش نگر دو بخیر
 فرو شستہ آلائش آب و خاک
 بجای کہ ماند آن قدم تا بدیر
 کسی نیست از وی سبکبار تر
 اعلیٰ ز حمت خویش از دود و ریت
 فلک اعنان باز پیدا ز سیر
 بر آں ناتواں کردش زوریت
 بتعظیم بوسد زین آفتاب
 دیش و شنائی دہ سینہا
 چہ راخی لطنیات آفرز مال
 صفرا را از و روشن آئینہا
 رسیدہ ز پروانہ آسمان

جہاں وہمہ وقت پُر نور باد زمیں ادرش بیت معمور باد

در علود حبت و منزلت شمس السلاطین علی العالمین

علاء الدنیا والدین اللہ طلالہ علی الدنیا الی العیم الدن

بنی الایسین صلی اللہ علیہ وسلم آیین امین

خراماں شوالے خامہ گنج ریز	بد سفتن الماس ادا تیز
بہر حریفی آریشے ساز کن	بہر سخت گویش فلک باز کن
سخن اچھاں پایہ برش بہ باہ	کہ بوسہ بجزرات کف پاشی
۱۰ شمشے کا سماں بردر شگاہ بار	ز پروین وجوز افشاں دشار
علاء دین اسکندر تاج بخش	ز رفعت بگردوں و ان کمر بخش
محمد جہانگیر حیدر مصاف	کہ از پیش او پس خند کوہ فنا
چراغی نور حق است و ختمہ	عدو را بہ پروانگی ختمہ
صفا تش در اندیشہ بش از کمال	نوالش باندازہ بش از خیال
۱۵ بدہ گز قبا گرچہ گنج بد تنش	نگنج بہ عالم دل و تنش
جہانی است او در قبا سے نہاں	دل و تنش خود جہاں در جہاں

ز بس کش بعالم نگین ذات
 ز بهمت چنان ساخته نزد باں
 شہاں بردش خدمت آموختہ
 نگہ گر کند سوے خوشی تیز
 ۵ و گرد زہ را بخش از مترب
 درم کز خطابش بر آراست چہر
 سپہ از پے نامش این کار کرد
 خطے کاں بتو قیوع او محکم ست
 ورق ہائے منشور او ہر زمان
 ۱۰ ز نامش فلک معتقد زیر پست
 چنان کند خار ستم را ز راہ
 بکیں شیر ندان کنوں کم زند
 سپاہش کراتی بریں سو فکند
 جنیت چو در زیر راں آورند
 ۱۵ سمندش چو برابر جولان زند
 ز باران تیرش عدو در بلاست
 فلک پس خزیدہ ز ہر شش جہات
 کہ بر رفتہ قدرش بہفت آسمان
 نظر تیز بر پشت پا دختہ
 چو ذرات خاکش ہند زیر ریز
 دہ پایہ بالاتر شش آفتاب
 سزد کافانی کند بر سپہر
 کہ خوش سید را شکل دنیا رکد
 صکے بہر ملکیت عالم ست
 جہاں است از فتنہ حرز ماں
 چو ایفون کہ آرد کسی سوے دوست
 کہ ہموار شد فتنہ خواب گاہ
 مگر کو ز تپ لرن برہم زند
 کہ شد ہند پست خراسان بند
 تزلزل بہفت آسمان آوند
 ہمہ تیر بر پشت مرغان زند
 کہ پیکان اوناودان قضا ست

کشاید چو تیر جگر گاه را
 ز تیرش کز دشت عدو کاسته
 قیامت که فردا است و زش عیا
 بد مهر از زند زو چپنگال را
 ه کمانش چو زابر د اشارت کند
 چو در روی همیاز پیکان تیز
 دروشانه پیل کیس جوے را
 سپاهی چو طوفان آتش تباب
 گرفته ری و روم تغش بجنگ
 ۱۰ ز شمشیر آتش بد ریازده
 بر زمش شگفته دل دشمنان
 چو محرش سناں بر سر افروخته
 سناش به تیزی شده غمزون
 بجائے که آن ریح والا بود
 ۱۵ ز بهر شکم های روئین تنان
 ز زلفی که از چرخم انگخته
 پنهان در دیده صف خسرواں

رسد دولت تیر بدخواه را
 شده کیشش مغیر آراسته
 ز سهمش سه فردا کند در میا
 فراهم کند یار و همسال را
 جهانی بیک تیر غارت کند
 به نیر غی بازو شود خشم ریز
 چه شانہ که روزن کند موے را
 کشد تیغ شاهش بیک قطعه آب
 ولی زنگنه گرفته هرگز زنگ
 ز تیزه شری بر شریا زده
 نه از باد سوری ز خار سناں
 خله در دل انجم انداخته
 بهر چشم زد برده دلمان تن
 زمیں تا فلک تیزه بالا بود
 ز مغز لیاں چرب کرده سناں
 بهر تار موصد دل آویخته
 که هم بادشاه است هم پهلواں

چو خار آسگانی کند آهنش
 چه مردی کند چرخ در دار و گیه
 سلاطین مریخ شمشیر بند
 ز چتر سیاهش که شد زیب تحت
 بهای که بر چتر او کرد جای
 نه ترسد ز زور او را در گزند
 زر از بادشاهان سخت انتقام
 به سختی کشد گنج شاهان ز بار
 بر آرد ز خاک سیاه ز پاک
 که معدلت سوی درویش نشاء
 بگاه عطا زان کف بحر جوش
 عجب صامته بین که فریاد کرد
 چنان باد بر سیم دزر جو شاه

چه پولاد هندی چه روئین تنش
 که تیر کهن در دو ترک پیر
 علمدار او آفتاب لبند
 چو طفل از شب عید ناخفته تخت
 شده فتح از سایه او بهای
 مگر از ضعیفان ناز و رمند
 تساند به شمشیر و ریزد بجام
 به نرمی کند برگدایان نثار
 به بخشندگی باز ریزد بخاک
 بیک چشم بیند چو خورشید و ماه
 ز رصامت از ریختن در خروش
 عجب که فریاد از داد او کرد
 که فریاد عدلی بر آید ز ماه

در خطاب بین بوس آن بادشاه که در لوح محفوظ جهاندار
 بیدارش خوانند از قلم تقدیر امیر سرش نوشت خلد الله ملک و خلد
 جهان خسرو تا بر سیم کیان نشستی بر او زنگ فتح بیا

چنان عالم آرا کے گشتی زدا د
 نماںد از ہمہ عرصہ خاک و آب
 ہمہ وقت پس جہاں کا رست
 براں کس کہ گنیت دشاخ و برگ
 ۵ و گر رحمت آری بسکین دریش
 زمیں آسمان بخواندے ز شرم
 چونوبت زنت گشت نوبت نواز
 جناب تو از بخت فیروز مند
 سری کو بد اندیشیت پیشہ کرد
 ۱۰ مخالف کہ از فتنہ جنبدش
 اگر فرستے یافت خصمت ہیں
 ز خاک در رست رہمہ دم در و دا
 رسد خاک پات ارجین خستن
 دواں از دودیدہ پسندیدگاں
 ۱۵ ہمہ خسرواں اور ایوان تو
 درت بار دودہ بہ بزنا و پیر
 کہ شد ملک اعمہ شاہاں زیاد
 بعد تو بجز جان دشمن خراب
 ترا پاساں بخت بیدار رست
 گرامر وزیرش ست فداش مرگ
 دہی روزی پارش امسال پیش
 دلی آفتاب شد آواز گرم
 ز غل غل در آسمان کرد باز
 چون اندیشہ بخت یاراں بند
 سرخوش در کار اندیشہ کرد
 سرش و ام شاہست برگزینش
 وَأَمْلَى لَهُمَّ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ
 شہاں کردہ گلگونہ ہچوں در و دا
 خرنده بجو سنجش نے نہیں
 بنجاک درت چوں تی دیدگاں
 خلد در دل از چوب ربان تو
 نداء مکارم ز بانگ صریر

چو بین به مه آسمان بلند
 کند شک اکوهر احمبند
 توکت ز آسمان مهت افزون بود
 نگه کن که تا مهر تو چوں بود
 چو گنجور تو گنج در جسم کند
 بعد از دقت نظر را کم کند
 ز جودت کرد و گم شد امید
 هم امید مغرول و هم منتظر
 بود زهره بریاد بر زم تو شد
 چو مطرب که مصافی آرد بیاد
 بجای جسم رسته مشت تو
 صدف کو بد ریاد روی در کند
 بدور تو دور دور عالم تمام
 از آن باده کافاق را اگر دوست
 چو از خسروان در پزیری سپاس
 نهی که ز نوازش گریه ای شاه
 بسر بر کلاه چپس ز اخرم
 ز من چو خورشید زان تا فیت
 برانم گزین نفت کامل عیار
 نمودار گنجینه های کهن
 چو اقبال تومی دهد یاریم
 ۱۵

کند شک اکوهر احمبند
 نگه کن که تا مهر تو چوں بود
 بعد از دقت نظر را کم کند
 هم امید مغرول و هم منتظر
 چو مطرب که مصافی آرد بیاد
 بگین سلیمان در انگشت تو
 ز باران دستت شکم پر کند
 همه باده کامرانی بجایم
 سیاست شده فرض بر هر که
 ز خسرو هین نکسته ادایم
 بدانش بود از عطار و کلاه
 بکس چوین فرود آید خرم
 که از نذل شه چاشنی یافته
 بگیتی ز غم سکه نادر
 کفر روشن از کیمیا سخن
 تماشا کن اکنون هنر کاریم

امید ست گز بخشش کردگار
 خیالی بردن آرم از شان خویش
 چو کامل شو پیکر این سریر
 چو رونق نمی درستاع کس
 همیشه به نیکی و نیک اختری
 ز بازوی تو شد ملک استوا
 خضر و اعرم فراوانت باد
 بیاساقی آن چشمه زندگی
 مراده که من خضر بنیانم
 ۱۰ بیامطرب آن غمزه در سر
 بر آورد بدان گونه بانگ باب
 که اسکندر خفت خیزد خواب
 که یادم از و عمر پایدگی
 شاگوے اسکندر شناسم
 که ز آب حیوان در آید برود
 که اسکندر خفت خیزد خواب

گفتار در مرتبه که هیچ حیوان سزنگون سا رجز مردم سرافرا
 بلند آثار بنگرین سخن نرسد سبب گرد کردن گوهری
 ۱۵ چند که از سلک نظامی تیم مانده بود و کحتی از گلهاے
 طیب خویش که از حال نمی تا محل نمی و بنیة مانده است

بروے آب و دن و گردن مجالاتیں قصہ اکہ بیشتر
ضبط عشق و تاریخ نست بعقل عقلی معقول لامکان کردن

زہی سکہ کیمائے حسن	کہ یک جو دور نیست جایی سخن
ہ گرامی کن گوہر آدمی	گرامی تر جوہر آدمی
بہر خانہ زد صلیح و جنگے دگر	بہر دل شتاب دور جنگے دگر
بہار لبہ نیکوئی خاستہ	عروسی لبہ ز یور آراستہ
رقم سنج و حی فرستادگان	شرف نامہ آدمی زادگان
سخن کرنے جانست بنگر ہوش	چرا مردم مرده ماند خموش
۱۰ اگر عمر جاوید خوانی ہمہ نیست	و گر چشمہ زندگانی بہ نیست
بد و آشکارا نہاں جہاں	بکوشش آشکارا ز دیدہ ہٹاں
ز چندین دہان نکتہ بیرون نشاند	ہنوزش چو دیدیم نہ گفتہ نہ اند
ازیں نقد کو صرف مالی نگشت	جہاں پر شد و کیسہ خالی نگشت
بچندین صدف و زخو رشتیاب	ز دریا کے اوصیت کی قطر آب
۱۵ کجبارہ بر کس بنا زار او	کہ روشن کند قیمت کار او
خزینہ چو گنجور جہاں را سپرد	کلید نہ بنیہ زباں را سپرد
جنگشی گرا در بندہ مرزاں	و ہاں بستگان اکہ ادھر با

زباں کر چنای گنج دار دگر
 شب روز با دو زو بے خبر
 کھارے چنیں در و فکاهمه
 وز دے خبر مانن راسے همه
 چه بد عمدی مردم ناپاس
 که ملک چنیں انہ حق شناس
 اگر دانی اندازہ کار خویش
 جنگوئی مگر شکر گفتار خویش
 غنایت نگر زستان الست
 کہ گشت این لایت مرا زیر دست
 کرم بین فصل الہی مرا
 چو پام برین باغ رضوان سید
 کشادم در باغ آراستہ
 بہر مویہ و گل کہ چیدم در اں
 کہ متاں چو جام مصفا خورند
 رہو دم ز گلگشت این بوستان
 بساطی و سنگدم بصحرای او
 نہ تہمت خواب نیک و بدم
 ابا کسم خوش نیاید بہ کلام
 و گر پختہ شد نافر اہم ترست
 بغربال منکر آنچه من بختم
 کہ یاد اندرین ملک شاہی مرا۔ ایضاً بسط پایہ

کسے کیں نکمختہ و برخوانِ من
 بخوانِ کساں سرکہ کز کس بود
 مرا زیر یابی بدین سیکوئی
 بزرگاں کہ در گردخوانِ من اند
 ۵ خورشش اندک و سیماں بشمار
 بر آں کس مباد ایں حلاوتِ حلال
 کسے کو کند سوئے انصافِ شبت
 سگے کو مبردار جاں پرورد
 نہ هے کو ز ندانِ گنج گشتی
 ۱۰ بے نزدیکِ اماندار در فروغ
 بچشمِ کساں کز بصرافیت تو
 شبے گر جہد گر بے هفتادام
 و گر بموش نقب انگذ صدار
 دغا باز را پاک باز افسرست
 ۱۵ مرا زین خزینه که دارم بدهر
 چو ز ایں نقد هر کیسه فن تهیست
 تو لے حاسد ایں شوا ز خشن

فرامش نه گشتش من کد ان من
 ترش روی میز باں بس بود
 چرا سرکہ ریزم به تند ابروی
 به نزل ابھیسمان من اند
 همه خورد و ادھچنیاں برقرار
 کہ خاشاک پشت بر آبِ لال
 مہشت آورد کام خود را دہشت
 ہم از استخوان استخوان پرورد
 کند پیش گوی ہر کشاں سرکشی
 بہر کوئی بر زن فغانِ روع
 پدیدست مقدور ہر سن و دو
 بعیار لیش بر نیارند نام
 ہم از نام مرے نیاید شما
 کہ سر برد گرد دست برد گریست
 دروغ آفرنیست از خلق بہر
 حسد بردن دشمنان ز ابھیست
 کزین ن نشاید کلمہ دو خشن

دلم کزد و صد گنج دار و شکفت
 نه زیباست نزدیک کارا گها
 می خوردن و در مکتب شدن
 چو بیش دمی نیست در مغزو پست
 ه ندامت حرام دم سنگ دل
 و لیک آگینه بود طبع تیز
 چو بزخوشه نخته بار دگر گ
 بر آن طعنه کز کم عیاراں بود
 تو نگر ز رهنرین بود سمناک
 ۱۰ هنرمند بر بے هنر کم زند
 نگیرد کس خورده بر نام تمام
 مرا چند ازیں هنر پیراستن
 شدن گرد هر کوی هنگامه حبه
 مشعبد که خود را نداند عسیر
 ۱۵ سخن گر چه پیش کز فروش منت
 دهن گر چه جاں اگر ارمی نمود
 بخشک آفرینش نتوان فریفت
 تجس شدن شاد چو ابله
 ز باد ی چو مشک تپ پُردن
 ز نفرین بدخواه و تحسین دوست
 ازین شاد گردد و زان تنگدل
 کز آسیب سنگی شود ریز ریز
 پراکنده گرداندش بار و برگ
 به پیرامن بایه داراں بود
 تپ کیسه از گره بر چه پاک
 هنرمند را رخسار محکم زند
 که از آتش امین بود عود خام
 بدرونه مجلس آراستن
 چو هنگامه گیران بیوده گوی
 صد افسانه گوید به نیمه پیشین
 اهل چاشنی گیر نوش منت
 چو خود را گرامی ندارد چه سود

سخن ابرو گرفتن از خوی تنگ
 دهاں ابلجاک ن انپاشتن
 متاع سخن گوهر بے بہاست
 چه ریزم گهر در کنار کسے
 ۵ خیر ناتواں گر بود مردش
 چه گویم کہ دانا بجالم نماند
 تنی مائیگان کشادہ جبین
 گرامی بخشش ندارم ز کس
 ترا اگر خستنیہ ز پیش و پست
 ۱۰ ہنرمند باشد ترا زوے مرد
 چه داند کسے تا نکوبد درم
 مخالفت کہ ناید بیازار من
 کنند ابلہاں لبتم حبیب
 کسے کہ حلاوت ندارد و خبر
 ۱۵ بروں خنظل از سیب رنگین بست
 نے و نمیشکیر و دودار ند بند
 بود نرخ یا قوت کردن بنگ
 بہ از گفتن و بس طمع داشتن
 چو پیش خالصش برم کمر بہست
 کہ قیمت کند گوہرے را خنے
 نہ بندند تعویذ در گردش
 کریم ارچہ ناداں بود ہم نماند
 بہ از تنگ چشمان باریک بین
 مرا بخشش از طبع بخشندہ لب
 خزینہ مرا سیدہ من بست
 چه سجد ترا زوے رخا کب و
 کہ تا چند دریا ست در گوہر
 چه روشن کند قیمت کار من
 بہشت و غل سنج ابلہ فریب
 ہلیلہ نہ نام خرمے تر
 دروں بہی کہ این ہر آن شکرت
 دلی ہنرمست این آشاخ قند

مرا چوں منی داند این و بهر
 و گر باشد از ملک عالم کس
 هنرمند کش برگ نه بود فراخ
 بشهر این مثل شهره عالم است
 ه مرصدها زین هنرهای خام
 همه روز عمرم بختن گذشت
 نه دل گشت بیدار از خواب
 چو در عالم دل مرا یار نیست
 زبانی کز دُر خوی خوں زیم
 ۱۰ چو زان می نیارم که جان خوش کنم
 اگر دولت آن حسام نه بود
 چو نو کرده ام سکه پیش را
 من و کنج تنهایی و کنج راز
 بر آراسته توشه جان و تن
 ه ز خاشاک خسته رفته صحن برآ
 بدستوری طبع دریافان
 ازاں می که جان انسانی دهم

چو در بنی آن خود نباشد بهر
 تنی کیسه تر باشد از من بے
 چه میوه دهد دیگری راز شاخ
 که هر شش هنر پیش و زنی کنم
 که نزد خود هست عیب تمام
 شب من در افسانه گفتن گذشت
 نه زین هنر گوئی زباں گشتی
 که خاشاک با ضیا کافیت
 نباشد گراں نیز بس چوں زیم
 بدین سر که باری و بان خوش کنم
 ز من این جهان آکه آرد و بود
 چرا کم ز غم که خویش را
 دل از حرص و تسل از طمع دنیا
 ز دور ویزه هست خوشتن
 کشیده بدامان اندیشه پاک
 و رافشام از کلک دینافشان
 برو حانیان و سنگانی دهم

شرابی رسام دل ریش را
 خضر زان حقیقی که خود نوش کرد
 چو در چشمه زندگی در کشاد
 کنوں میں کہ از آب حیوان جوش
 ۵ چو در باز کردم نخست از قلم
 وز ان نگین شربت گنجتم
 وز انجا فرس بشیر ختم
 کنوں بر سر پر مهر پروری
 ز دانا سر آں در کہ ہفتہ ماند
 ۱۰ ہنر پر در گنج گویا پیش
 نظر چوں بریں جام صبا گشت
 من ارچہ بدای می گراں شوم
 خیالی کہ در شرح این آستان
 چہ گویا حسنہ من آفاق بود
 ۱۵ چو این مہرہ در عقد باز و نہاد
 ہمہ پیکرے جلوہ کرد از سریر
 کہ از مردن این گنم خویش را
 حریفان خود را فراموش کرد
 بہ اسکندر تشنہ آبی نہاد
 منش زندہ کردم بدوران جوش
 ز مطلع بہ انوار دادم علم
 بشیرین و خسر و فرد بحیثتم
 بجنون دلیل سرفروختم
 گنم جلوہ ملک اسکندری
 فشاخم نوعی کہ دامن فشانند
 کہ گنج ہنر داشت اندازہ بیش
 ست صافی و در دبر ما گذشت
 کجا با حسریاں برابر شوم
 رقم داشت از سکہ راستا
 نخواہد آن ورق کز خرد طاق بود
 بسنجید و پس در تر از و نہاد
 کہ ہر جا کہ باشد بود دلپذیر

ز رازی بر افکند سرپوش را
 سخن گر خند و بر نیار و علم
 چو خواهی که گم گردد انگشت چرخ
 طرز مین قصه حاتم را
 سیاهان که کلاکونه بر رو کنند
 مرا کیس هوس دل افکند جوش
 چو کردم بنجیدن اندیشه چیت
 چو گوهر همه سفت گوهر پذیر
 ترا هر چه در فم نماید محال
 درین نکته بر من شمار و حکیم
 در آئین تاریخانه کمن
 سکندر که نسخ جهان بود ق
 گرچه ز دند از ولایت درش
 بتحقیق چون کرده شد باز بست
 شگفتی که دانا بود باز بست
 گرفتار به پیله اوری
 و گر قصه با ادلیس سرزند
 که ناگفته باد شود گوش را
 کمش در تلم بلکه در کش قلم
 باندیشه گو و میندیش هیچ
 نبشتن مشک است دشام را
 بنجیدن مردمان خو کنند
 دلم چون گزارد که مامم خموش
 چه تابا در افسانه و چه درست
 من از مهره سفت تنیدم گیر
 گنه بر کس نه که سبت این حال
 محالات شعر است رسم قلم
 فرادان بودیش و کم در سخن
 بفرضدگی خاص درگاه بود
 گرچه نبشتند پیغمبرش
 درستی شدش بر ولایت دست
 گرا عجاز نبود کرامات هست
 زندسکه ز عجاز پیغمبری
 ز کشف و کرامات سر برزند

چو ایں سکہ در دین دست است
 غنائ استواری کشیدن خط است
 رہی کایزدی گشت بازار داد
 شکفتی نه با شد نمودار داد
 کسی کاید از بر کاسے پدید
 بران قفل ناچار باید کلید
 جهان دشنه کایزدش یا گشت
 بعالم کشائی پدید اگر گشت
 همه زیرش آں تونسی گشت نام
 بجنگی پیش اخضر پاس دشت
 و اگر شکرش ماند بی طعم و نوش
 و اگر حست نطبت ز دیش داد
 دیش حایه مشکل افتاد پیش
 و اگر شد بد ریاردان رگر لے
 و اگر عقد ز اختران گشت سخت
 و اگر حاجت آمد بدیو و پری
 سران زمین در تیه دامنش
 حکیمان دانا و غنیب را
 کسی را که چنید خداداد دست

غنائ استواری کشیدن خط است
 شکفتی نه با شد نمودار داد
 بران قفل ناچار باید کلید
 بعالم کشائی پدید اگر گشت
 که آسان تواند رسیدن بکام
 به تری گرایش با لباس دشت
 بیک خوشه شد کار سازش سروا
 یکی بادبانی را پیش داد
 حلش کرد ارسطوی فرزانه کش
 و کیل محیط آمدش رهنمای
 کشاد از فلاتون فرخنده بخت
 بلیاس نو کردش افسونگری
 سروشان بالا به پیرانش
 خردمندی خود زیادت بران
 عجب چون بود گر کند هر چه است

۱- غنائ تافنق نه استواری خط است - ۱۰- م و س ل ب بد ریاردان - ۱۲-

۱۱- ق و چنید سبب داد دست ۱۲

اگر ماند عمری چو ماهی در آب بودیا ورره روان صواب
و گر یک ماه شد ز ماهی بی ماه کرامت چو صدق است حجت محو^۹

حکایت مردی که نزدیک غوطه دمشق بحوض فرو رفت
و مدت ده سال گشت و حمل زاد و اولاد کرد و روزی در
آبی غوطه زد و در غوطه گاه اول بر آورد

شنیدم که زندی که ز اندیشه
از آنجا که در دل کمی میشد
کزان که فکر سر انداخت
۱۰ درین هم ناخت گمان صبح شام
مگر چاشت گاه ز پنهانی دست
به تن شونی جامه زتن دور کرد
چو در آب زد غوطه آمد برون
یکی آمد و کار پرده آتش
۱۵ بر آن گونه در عقد فتح جمال
یکی روز هم قرار نخست
چو باز از تیر آب سر بر گرفت
همی زد پای خرد تیشه
بمعراج پیغمبر اندیشه داشت
دمی چون توان رفتن و با گشت
جگر خنجه کردی بسودا خام
تماشا کماں سوئے آبی گشت
شب تیره در چشمه نور کرد
زنی دید خود را بشهری دور
بکد بانوی جفت خود خاش
شدش هفت فرزند و هفت سال
همی بر لب جوئے اندام است
تماشا بر جان به در گرفت

چو بنیدهاں اولیس غسل گاہ
 سلاح و سلب همچاں برکنار
 نخل گشت از اندیشه خام خویش
 بشرع اندر آویخت زین پای لغز
 ۵ برمدی گرفت اختر شش روشنی
 خرد نیست آں بل جنوست صرع
 بملکی که کونین جیسار بود
 خرد کنیکے جرعه گردد زبوں
 سرم خاکستان فرخنده پیے
 ۱۰ فروشم چو من مست باشم حرا
 خرد اکسش تا بجای غماں
 چه کار آید آں عقل چاں سگال
 اگر می گنہ باشد از روی کار
 ولیکن مبین صنعت عسل شوم
 ۱۵ چو قنہ است فرنگ فرز انگی
 بر آبی کز اندازہ بیرون خری
 و گر شربت زندگانی بود

کہ آں راہ گم کرده گم کرد راہ
 زماں اہمہ چاشت گمہ بر قرا
 ز سر ساخت برگ سر انجام خویش
 بروں کرد ما خولیا را از مغز
 ولیکن پس از چند عذر زنی
 کہ اندیشہ را باز دارد از شرع
 خرد را چه یارے طیراں بود
 ز دریای معنی کے آید برں
 کہ شونید نقش خسرو رابے
 جہان خرد را بحبام تم سزا
 کہ گردوز بابت ات اسناں
 کہ ایں صخل یابد از یک خیال
 گنہ را بیامرز و آمرزگار
 کت از بہر دوزخ کند نخل موم
 خوشا وقت مستی و دیوانگی
 نیاری کہ یک شربہ افزو خوری
 ہم از خوردن پر گرانی بود

بجز می که بر بوی بهوشش
 نه سیر خنداں که می نوشیش
 زمستی هم می پرستی بود
 چه حاجت بود می چوستی بود
 کجایا بم آ بادۀ عفتل سوز
 که بے بادہ شب اندام زرد
 مگر بخشدم ساقی شوق جام
 کز اں چاشنی بهره یایم بکام
 بیاساقی اندر طرح پی بر پی
 به عاشق نوازی فردریزی
 می کو به عشق آشنائی دهد
 ز تشویش خویشم رهائی دهد
 بیا مطرب آن پرده های حکیم
 کز گوشت پوشیده عقل سلیم
 نوازش چنان کن که جان نرند
 شود رسته زین عقل ناسودند

هذا ما أسس من بنیان الموعظ لابن رکن الدین
 الحاجی بلغة الله مناسک الحقیقة واطال عمره

سخن بشنوائے گوهر کان من
 مشو غافل از گوهر شان من
 متاع که از رونق کاراد
 همه وقت تیزست بازاراد
 چشم شناسنده گوهری
 فزون از د از عبره کشوی
 ترا را یگان میدهند وز گاه
 چنین ضایعش چو گزاری بکار
 نشاید که مانند سنگ و گیا
 گد امانی و حسانه پر کیمیا
 ز بس ایلمه هندوان کلال
 بدست آب نوشنده با صد سفال

گس بہر آں دست مالہ بدرد
 از اں مار بر خویش چپہ برنج
 ولیکن ہنوزش نظر تیز نیست
 خطے کش بزرگان ندانست باز
 ۵ دلی کش بلورینہ بتوان نخواست
 تونہ شناسی اس چاکشی ابھام
 بازگیری کو دکاں را براہ
 ترا کر پیئے شیر باید گر نیست
 چو بالارسانی بہ بالاسے من
 ۱۰ زیر لٹ من ہر چہ ماند بہ پس
 بدیں فرجانت گوائی دھند
 ورت غافل افتد دل از کار او
 گراز عشق کل زراغ را شو نیست
 تمنائے ہر کس بنجیری بہت
 ۱۵ ہمہ آدمی نے بیک فن بود
 زیک نخل شد خار و خرما پید
 ورتق کاہل معنی سیاش کند

کہ ناز و زصد کا سہ یک لقمہ خود
 کہ روزیش خاک ست بالای گنج
 چراغِ بصر بنش گنج نیست
 چہ دانند طفلان پوشیدہ را
 نشاٹ مفتح چہ دانند شناخت
 کز انجیر نختہ رد مرغ خام
 نئے زرد بہتر ز عود سیاہ
 کجا دانی اس آب حیوان کھیت
 بود رشتنت نرغ کالاسے من
 بہیں یاد گارت ہمیں ست و س
 گرت شمع دل و شانی و س
 جسمانی پرست از غمیدار او
 گل ست آخر اس فاختہ کو نیست
 کہ ہر مرغ رامیوہ در خورست
 کہ اس باغبان دآں تبرزن بود
 کہ ہم قفل از آہن بود ہم کلید
 ککہ دوز تو ی کا عیش کند

من این جبار را که بستم طراز
 گرازش سیمینش نگاهش کنی
 و گرنشیت ادر و نور نیست
 ولیکن یقین انم از رے خویش
 ه گراز خوان من نبودت توشه
 چو یک جو یک سال گردونی
 کنون ارم ایتد کیست نیم پاک
 اگر خوسد ایزد ز نقد ہی
 منت کیست ستم بنگیس میکنم
 ۱۰ که چون گردی از عقل انده شا
 درین دستان همنونی تخت
 کنون کز چارت فنون نیست مال
 چو در چارده بدر گردی تمام
 خدا کے کہ ادمکہ دشام کرد
 ۱۵ کہ صبح دشامی کنی بگیزا
 حرم نشکنی در مقام وفا
 چو تو پویہ بنفس ابد زئی

ز بہت بردن ادم از پردہ ان
 بیرزد کہ سہ ز کلاہش کنی
 دکان کلدہ و زہم و دہشت
 کہ ہر زاد ماند با بایے خویش
 جوی باشد آخر زہ خوشہ
 پس از روز گاہے شود خرمی
 بے خوشہ تر بر آرد ز خاک
 جہاں پر کنی و نہ گردی تہی
 بہ پندار آن دزدت ایں میکنم
 بدس یادگار از من آری بیاد
 ہماں شد کہ دیں اکنی باز بہت
 چو ستان خود نداری و بال
 ز نقصان کامل گنہ دار گام
 ترا حاجی از بہر آن نام کرد
 بہ پیر امن کعبہ دل طواف
 گراں سنگ باشی چو کوہ صف
 نہ حاجی کہ عربی رہزنی

مروگرد و هر در که نانت دهند
 ره بی روکت آنسو روانی دهند
 نخواهی که انستی برنج دراز
 قدم کوشش تا در رهائی زنی
 ه. بجهت صفت سینه کن
 ورت دل سیه ماند و روت صفا
 برو مهره بر چسب تنبیه خام
 نخواهی دل از تنه و گشت کش
 بدین تو سینه مرکب هولناک
 ۱۰. هر آن دل که بانفس یاری کند
 بر دوزخوانی چو پیراں گراس
 ره بی که در نیکنامی کشد
 مریز از خود آس قطره سیل بار
 پندار گاه سپند قطره خم است
 ۱۵. نخواهی که پیش آید اندیشه
 در کعبه زن تا امانت دهند
 و زان عالمت روشنائی دهند
 مکن تکیه جز بر ستون نماز
 دم از سکه پارسائی زنی
 دل آئینه خود آینه کن
 چو آئینه از خود منائی مکن
 کزین دانه نایب شسته بدام
 گمگام از سر نفس سرکش کش
 عنانش ده تا نغیختی بجاک
 فرشته هست کو سگ سواری کند
 به پیریت خن و تن نه بنبد ز جاس
 خیال پیر نکاں بجان کشد
 که شد غرق در وی چو تو سمنار
 که هر قطره گرد آب بچ و غم است
 باندیشه و پیش هر بشد

۴- ق. ورت دل تبه ماند و در گشت صفا ۸- نخواهی تن از تنه ۱۰- م- هر آن کس ۱۲

۱۱- م- ق- بر دوزخ ۱۲- ۱۳- گرد آب سینه عالم هست ۱۴

۱۵- س- شود عاقبت ۱۶

بہر کاری از راستی کن شمای
 بود گر چہ مردم بسی کز خرام
 اگر چند باشد کماں سخت گیر
 ہم از راستان باشد این استان
 ۵ چو پی بغیر اک نیک اختر ی
 بہر فن کہ نہایش آری بجای
 و گر کائے از دیں نہ تر بود
 در ان خانہ کردیں جدائی دہست
 بہر چہ کہ ز مائی دم چن در
 ۱۰ اچو پوئی بد نبال شکر کشان
 بجای اں تو سن جانہ را
 نبرد از پئے نام و غارت مکن
 گرت بہرہ سہلست و گریقیاس
 زہر تو شگ گدیز روزی ساس
 ۱۵ گرہ ساز کردن دل باز کن
 مزین در کماناے ابرو گرہ
 کہ ہم ستہ گردی ہم رتنگا
 ہم آہنہ شود راستان اعلام
 تو اضع کند عاقبت پیش تیر
 کہ کس کز زلفت ست بارستان
 بہ نیک اختر کی شش چو پکاری
 جہت انگہ در سوع خدای
 مکن گر چہ شمشیر بر سر بود
 ز سر سبیت سبز پائی بہست
 خدارا انگرہ نی خندا و ندرا
 مباحش استلم گیر چو سر کشان
 کہ دیراں کند کشت بیگانہ
 و گر چہ گردی جبارت مکن
 فراموشکاری مکن در پاس
 مرادی بہ بے توشہ میراں
 ولی ز ابرو اول گرہ باز کن
 کزیناں کہانی نیز ز دبرہ

بود زهر اگر شمشیر بود
 که ز باز گردد بدندان کند
 اگر میخ ندهی همان وی بس
 بس به زنجشده تلخ زوی
 دو نعمت بود کماں دو یکجادی
 بدین خواجگی حلق را بنده کن
 دو دو دام را میسمانی کند
 که چون لقمه یابد شود گوشه
 که بخشد بفرزند و زن هر که هست
 که باشد جو اندیش با عروس
 که مهرش بود سوی فرزند خویش
 که خوش عاقبت جانب خویش کشد
 جدا کی شود چون شد میخسته
 که از آواز شادمانی کنی
 میان حسالی و بانگ نام بلند
 بخاکستر اندر فتنه سزنگون
 از اندازه بیرون من پای خویش

دهنش کماں را بر فک پرچین دهد
 که دندان زند در ترش روی تند
 برو تازگی گریستانی نفس
 نخیله که باشد خوش و تازه روی
 ه دیگر با ملطف تمتادهی
 به نعمت کماں اسرافکنده کن
 چو شیر از خورش کما را نی کند
 چو گربه نشاید شدن تنگنوی
 به بیگانه بخش آنچه داری بستان
 ۱۰ نشاید جو اندر خواندن خردوس
 بود لابد آن خوبه در بند خویش
 بخویشاں دل مردم افزدن کشد
 چو گرد می در می ریخته
 به ارزن و شش بار دانی کنی
 ۱۵ دهل و ارتافغان بیوده چند
 چو آب ز لب دیگر جوشد بیرون
 نخواهی زیر آفتی از جای خویش

بیک کام چوں نزد بانی جمی
 تن آدمی را به نیروی ذات
 کسی کا ستواری نه کارشن بود
 دخت از پئے آں شود دیر پاک
 ه گراں سنگ باید چو پولاد گشت
 هراں باد کو سخت تر در شکوه
 گه خشم در برد باری شتاب
 چو بالغ ز یادش در دگلت
 بهر کاری انجام را بهین نخست
 ۱۰ نیندیشی اول چو در پیش
 بیاندیش و بهر کنج بحسنه بونی
 کند هر کسی پیشه خوشتن
 بکوشش متاعی چنگ آورد
 کسی انبت در غلای نیست
 ۱۵ دود انگ خود از پیشه نه عیب
 جوی بهره کردن ز کسب حلال
 حلال آن کسی ادمی که دگر

سلامت بود گر جسمانی جمی
 قدم باید آنکه قدم را ثبات
 همه کارها استوارش بود
 که پای سکونش نه جنبه جفا
 خس است آنکه باز چیه باد گشت
 به نرمی زند بوسه در پای کوه
 چو آتش نه گیسو در حاجت بربا
 مرغهاں دله تا نرسد دلت
 پس آنکه کمر کن در آغا حسیت
 سر انجام پیش آید اندیشا
 نیندیشی و بد کنی بد بونی
 بمقدار اندیشه خوشتن
 که هر خطه پیش آب و رنگ آورد
 سفالینه را در گره جایی نیست
 که آن اهنر نام باشد نه عیب
 به از گنج بردن بغصب بال
 بکشت هنر آب ریزد ز خوی

هنر کو مثل هست در نار دود
 گدائے که هست از هنر بهره ور
 ترا آن هنر جست باید بذات
 بر آن دل نه ای مشعل طاب من
 ۵ بر آن گونه شو گوشت تار بناک
 و لیک آنکه آن نور بخش فراغ
 نظاره کن این سلک گهر زدور
 چنین دیک از بالغان بود پوشش
 چو بالغ شوی در هنر با من
 ۱۰ به از پند من دُر شهوار نیست
 مکن و ترش گرچه تلخت پند
 ز خواب جوانی چو گردی خراب
 چو طفلان غم از گوشمالی مدّ
 مرا بر در قمار دیگر قلم
 ۵ گیاهی که روید صبح از کوه
 چو خواهی بشادی و تیار با
 من نه زین وصیت بردن هیچکام

هنرمند را سر نیار دمنه دود
 به از بادش زاده بی هنر
 که بخشی پس از مرگ آب حیات
 که شمع در آری در ایوان من
 که روشن کنی مندرل منجناک
 کزین سلک گوهر فردزی چراغ
 نه سلک گهر ملکه دریای نور
 بطفلی ترا در کشیدم بگوشش
 شناسی بهای گهر با من
 ولی فرد رشت ست هموار نیست
 که تلخی بود غسل اسودمند
 بدین گوشمال اندر آئی ز خواب
 ز پند پدر گوشش حالی مدّ
 ایمن بس که از من بر آری غم
 بفرزند ی ابردار دشکوه
 صلاح خود اندر همه کارها
 وصیت همین ست و بس و السلام

بیاسی قیاد رده آن خونِ خام
 که شد قرۃ العینِ ستانش نام
 چنان گوشِ من پکن از بانگِ نوش
 که بیرون و دیند اناز گوش
 بیا مطرب آن بستره طفلِ دوش
 چو طفلان بر گیر و بنواز خوش
 نوائے که تسلیم کرد از نخست
 بزن چوب تباباز گوید درست
 گفتار در وصفِ آفتابِ دولت که چون پرتو گرم کند
 سنگِ سیاه را یا قوتِ سبز و لعلِ آتشین گرداند و اگر
 روی بتابد و دود از گوهر شب چراغ بر آرد صبحِ الله
 لمقتسمین من نون الی صبح الساعۃ

کلیدی ده لے دولتِ کار ساز
 که سوی تو بتوان دے کرد باز
 بباغ تو منزل گمے ساختن
 می آوردن و مجلسِ آراستن
 گلے چیدن از وی بهر شیوہ
 چشیدن هر شاخِ تر میوہ
 خوش آن میوہ کز شاخسارت بود
 گرامی گلے کز بہارت بود
 چو در خانہ بر نہ زنی چراغ
 کنی یکدشگر چه زندہ است باغ
 دراز کوئی کس باز تا بی لگام
 رسانی دمِ صبح گاہش بشام
 بہ پیشانی مردم از تست نور
 کہ از نورِ تو چشمِ باد دور

مرا گریاری ز یک جرعه یاد کسی را که ساغر دہی نوش باد
 بیاموزد من روہ روئے تو کہ تا چوں تو اں آمدن سہے تو
 مرا زیں ہوس بربا نفس کہ سوی تو پیچم عنان ہوس
 ولی چوں تو نکشائی از قفل بند چہ سود از ہوس ہائے ناسود
 ہ بخشش تو اں باتو کردن شست بکوشش کسی انیائی بہت
 چو کوشش کند مدبر از ہجر گنج زیادہ کند بر تن خویش رنج
 خری کو سوی آسیراہ جست ہما نجا ز جاں بایش دست شست
 ولی جہد مانیز هست از شمار کہ بیکار کاہل نیساید بکار
 چو کوشندہ را بخت باشد فروں بہنجار آں گردوش رہنوں
 کسی کو ز دولت کشاید قناع بد لالی بخت باشد متاع
 ستم کشن شد مقل و شاد کام کہ نہ تو اں شد بخت دولت بلام
 نہ ہم پیری در خورد گاہی بود نہ ہر سر سبزے کلاہی بود
 سزائے بزرگی نہ شد ہر یکے بجز مردم اتانہ ہر مرد کے
 ہمہ جانور سرنگوں شد لباز بجز آدمی کو بود سرفراز
 ۱۵ سراز گوشت خود شود تاج و ر کہ طاؤس اتاج روید ز سر
 اگر مار را مہرہ تاج سہرست ولی مہرہ آدمی گوہرست

اگر گوہر تہ نیت سرگو مباح
 چو آزادہ را خوش بود و زنگا
 چو گوہر بود باج زرگو مباح
 بہ آزادیش گردد آموزگاہ
 کہ کس خاے از سر و سوسنج
 فرومایہ را در پناہ آورد
 کند ہفتیان خود را خراش
 بہ پیرامن خویش گیرد خنث
 بدولت کز اندیش بیشتر
 سر و خوش و قص از ان خوشتر
 تو خوں کن بقرش کہ خونے بود
 گرش تخت عودست ہنرم شود
 چو در غضب کوشد حرام ست باج
 چو خوں خورد قصاب شد فی ثباں
 کسی کیند ار و چہ خوشدل کسی
 بخت در آویز کین ان بست
 کہ در دام کس در نیاید ہما
 کہ بر مال ہستی بود دسترس
 ۵۔ ق و س دم : سفد - ۱۳ - ق ۲ : چہ فارغ کے ست - ۱۲

کسی کش میس مایه آسود دل
غمن مانند امر و زمن در آخل
بود گرچه غم بیش چون زر کمت
اگر زر بود بیشتر از آن غم ست
کماں گرچه به شد چو بی آب گشت
و گرفت آبی خود از تاب گشت
مراد دولت نیستی شد پسند
که این جا و آن جا بوم بے گزند
چه کار آید آن هستی بے صفا
که بیش از دور روزی ندارد وفا
چرا نیستی را نگیسرم بزور
که همراه من خواست بودن بگور
سگان ابردار باشد قرار
کنند آدمی قوت خود را شکار
نه ترسد چنان غم ز فوٹال
که از فوٹ درویش اهل کمال
حکایت دیشی که خرقه را سوی آسمان اندخت و آسمان
بہوا گرفت و او خرقه را در ہوانہ گزاشت

یکی روز محمود عنازی بگا
جنبت برون راند و صید گا
خروش نقیایاں جہاں در گرفت
جہاں در جہاں موج لشکر گرفت
خشن پوشے از خاصگانِ حضور
ہمی کرد فطانت از دود
۱۵ ز غیرت چو صفر اش در تاب کرد
بسوی ہوا سنہ قہ پر تاب کرد
چو کرد آن سلب پار سازد و رو
معلق چنان شد کہ ماند فرد

نمودنش از غیب کای ناپاس
 بمخت مکن عاقبت اقیاس
 درین بود کاسب شاه‌ی تمام
 ز دنبالش کمر و سولش خرام
 ملک پیشش آورد تاج و سیر
 ز درویش مسکین بر آنفسیر
 حمایت ز دروان را از حبست
 نبراری همان حنقه را بابت
 ه بیدیه بے رفت خاک نیاز
 که ز ندن رفته رایافت باز
 چه پنداری ای کت بصر دست
 که درویشی از خسروی کم‌ترست
 نظاره بدل کن درین هر دو دست
 که تا فرق در هر دو دانی کم‌ترست

داستان اول در آغاز روشنی آئینهای اسکندری و
 فرستادن سکندر لشکر چوپا بر باران و سنانها چو قطره
 آب بر پولاد پوشان جاقان دن و حملگی آئینهای چین
 تیره و تاریک گردانیدن

قلم را این نامنه چو نشت
 چنین کرد دنیا چو نشت
 ه که چو شد خاک اختر فیل قوس
 بیای سکندر جهان داد بوس
 شد آسسته تخت شاه‌ی بدو
 شرف یافت مه تاباهای بدو
 زمانه زبیدادی از او گشت
 ز داد و دهش عالم آگاهت

چو بر شد ز طادوس هند و سراسر
 شدش سهر دولت تیز بین
 دوال کمر چست کرد و فکند
 چو خاقان بفرماں بری سر نهاد
 ه ز اقصای چین دخن سر کشید
 برید از حد ترک پیوند را
 از ایں پس کشش سوخی از کم کرد
 بنجاک غر ز گشت منزل شناس
 نواحی شناسان آن کارگاه
 ۱۰ چو فرماں گزاری برایشان گشت
 براں سرکشان نیز شد چیره دست
 از ایں جا برآمد به آلان و روس
 چو آن ناحیت امراعات کرد
 از ایں آب لب تشنه چون با گشت
 ۱۵ چو ز ایں رخنه سد سکند کشید
 بدیں گونه یکره رخش شیر جام
 ز آهوی چین گشت نافه کشا
 ز پامان هند و ستاں سوی چین
 نه چین بلکه خاقان پس را به بند
 قدم بر سر ملک دیگر نهاد
 بسر حد اتراک لشکر کشید
 بنا کرد شهر سمرقند را
 شکیبان شد پیشتر عنیم کرد
 در و کرد شهرے چو بلغاراس
 نهادند گردن بهستان شاه
 غناں سوی خفیاقی وحشی گزشت
 تبد بیرشاں کرد خسرو پست
 بشاهی زبوں کردشاپر حو فر
 از ایں جاسفر سوی ظلمات کرد
 بنخو نیز یاجوج دم گشت
 بر جبت سوی روم لشکر کشید
 جهان قاف تا قاف بسته تمام

۱- سل: هندی سراسر - ۲- ق: از انجا - ۳- م: بنجاک خضر - ۴- ق: نواحی شناسان آن کارگاه - ۵- سل: از آن
 است

دگر بارہ کز روم رایتِ خجرت
 بنشکی چون بود جولانِ گری
 عجب ہائے دریا چون نطّان کرد
 جہاں گر کئی در تیرے پائے خویش
 ہ دروغ ست کاں بادشہ را بدت
 ز عمری کریں گو نہ اندک بود
 چنانچہ اندم از قصّہ شان او
 بشرح آنچه زد کرد گویندہ یاد
 ہر آنچه از وی آمد بد و را خویش
 ۱۰۔ دلم چونکہ در بند ایں کار بود
 مثالی کہ بود از خطرِ آستان
 دگر ہر چہ ناگفتہ ماند از نخست
 نخست آرم از زخمِ قاتلِ سخن
 نظامی کہ کرد آں جبریدہ نگاہ
 ۱۵۔ دگر گو نہ خواندم من ایں ازرا
 و گر نہ لطافت ندارد بے
 نوعی دگر گردِ سنّاق نہت
 رواں شد چو آبِ رواں تری
 بر آمدنِ مرگ را چان کرد
 بخشی بر انجہامِ برجای خویش
 نویندہ نئی سال گوید حیت
 در دستِ آفاق و شک بود
 کہ پانصد فروں بود جولانِ او
 نہ کرد از کیو مرث و از کعباد
 نوشت ست نامد یو ان خویش
 بایجا ز گفت آنچه ناچار بود
 نہفتم بہ یک بیت یک داستان
 کنوں کیبت یک گفتِ خواہم
 کہ دیدم تبارِ نخ ہائے کمن
 درِ آشتی ز دیانِ دوشاہ
 دگر گون ز دم لا بد ایں سازا
 کہ مرگفتہ را باز گوید کسے

بتاریخ شاهانِ پیشینِ حال
 که دولت چور و در سکنده نما
 در آفاقِ نامِ طعن زنده کرد
 چو بر مشیرِ خسرواں چیره گشت
 ۵ رہا کرد بر دیگرانِ راه را
 بر آهنگِ چین خوشدل و شاد کام
 چو قلبش در اں کشور افکنده خوش
 گردوی بهر در حصار می شدند
 خبر شد بخاقانِ ریاشکوه
 ۱۰ تبر سید و در دل شد اندیشناک
 بلکه آنچه خاقان جهان شاه بود
 چو لشکر آمد صبحی بکس چسبید
 بسر حذر آن عرصه جان نترسید
 سکونت گهی فرخ آرام دید
 ۱۵ همه کوه پر آهوی نافه داد
 زمیں بکس پر نافه مشک بود
 چنان خواندم این حرفِ دیرینیاں
 سراں ابد رگاہ اوسر نما
 بزرگانِ آفاقِ ابنده کرد
 بشاهی و لشکر کشی خیر گشت
 بخاقانِ چین اند بنگاه را
 ہی کرد منزل بمنزل خرام
 برآمد ز کشور نشیناں خروش
 گردوی پئے زینهارے شدند
 که سیلابِ دریا در آمد بکوه
 طلب کرد عصمت زیزدایانک
 ز اقبالِ اسکندر آگاه بود
 پیر از چسبید از لعلِ اسپانیں
 سرا پرده ز دشاہ کشور کشاکش
 طربخانه در خور کام دید
 همه دشت و گلشن لاله زار
 گل از بوئے خوش فندان مشک بود

ملکِ خوش آمد ہو اے چناں
 طلبِ کردِ مردیِ خردمندِ حُسنِ
 بخاقانِ چینِ دِ اذرا و زنگِ دم
 کہ بر ما چو کردا یزدِ کار ساز
 ۵ بہر سو کہ تو سن بر انگھنِستم
 چو بر خسر و زنگِ بستیمِ تنگ
 دگر سویِ ایراں فرس تا ختم
 دگر در عربِ مشعلِ افروختیم
 و راقدا و رغبتِ ہندوستان
 ۱۰ دریں دم کہ بندِ قبا را بکس
 اگر سر در آری بفرماں بری
 و گرنہ بدیں ہندی ابدار
 تو ز اں تیر نہ مشیتِ ترکاں پر
 بہ تیرا تراموشگانی ست خو
 ۱۵ فرادادِ تنہا جاں خوردہ
 کنوں کتِ حرفیتِ شیر افگنے
 نیوشندہ بشنید و برداشتِ راہ
 کمر بست بر ضبطِ جاے چناں
 بہ اندیشہ انا بکفنتِ دُورست
 پیامی کہ پولاد را کرد موم
 در کار سازی و اقبالِ باز
 ز بدخواہِ خوں بر زمینِ خستم
 بخونِ وی از تیغِ شستیمِ زنگ
 ز دارایِ دولتِ سر انداختم
 دلِ منکرانِ عربِ خستم
 گلِ فتحِ چیدم ازین بوستان
 بہ بستیم بر پسینِ خاقانِ چین
 ۲۰ بہ آزادی از تیغِ ماجاں بری
 بر آرم ز ترکاںِ پسینی و مار
 بدیں تیغِ یکشتِ ہندی نگر
 من از تیغِ سرمی شکام نہ مو
 می صاف بے میماں خوڑہ
 حرفیانہ پیش آئے باچوں منے
 بخاقانِ رسانید پیغامِ شاہ

جهاندار خاقان فرخنده بخت
 ہمہ روز با سینہ پُر ہر اس
 چو آہوی پس شد ز گشتن ستوہ
 شکم ناگہاں گشتش از تیغ چاک
 ۵ طلب کرد فرزانہ را دہفت
 کشاد از گرہ قفل گنجینہ
 کہ تا این زمان آسمان بلند
 کنوں کا دابر نے دریائے روم
 دریں عرصہ سرم چنایں یزدآب
 ۱۰ دلت کر خرد یافت نام آوری
 کہ دشمن چو با ما شود کینہ جوی
 جہان دیدہ کار آزمائے کمن
 دعا کرد اوّل کہ بادت رغیب
 جہان زیر فرمانِ رائے تو باد
 ۱۵ از من باز پُرسے کہ فرمود شاہ
 بشرطیکہ ز اندیشہ حرف سنج
 زباں بند کردن بصد قفل و بند

دل آزرده شد زان نمودارِ بخت
 رہ ایمنی را ہی دشتِ پاس
 شکم برد و بہناد بر تیغ کوه
 پُر از نافہ مشک شد نافِ خاک
 کہ تدبیر او با خرد بود و بخت
 بروں رخت اندیشہ سینہ
 نیامد بہ سیان ما گزند
 کہ دریا شد از سیلش این مرز بوم
 کہ خورشیدِ ما ماند اندر نقاب
 چہ بنید صواب اندرین آوری
 بکوشیم یا باز تا بسیم روی
 زمیں لب نہ دآمد اندر سخن
 ہمہ آرزو ہائے عالم بحیب
 فلک چون میں خاکپائے تو باد
 جوابے کہ دامنہ دارم نگاہ
 سخن ہر چہ گویم نیائی برنج
 بسے بہ ز گفتار نا سود مند

حدیثی که آن سودمندست و را
 هراں طفل کش تلخی اندن فزود
 طبعی چه خوش گفت در خاک تلخ
 شنیدم که این شاه نو خاسته
 ۵ هر سو که لشکر به تاراج بُرد
 کسی کش تر از دوبرابر نهد
 همین ست مارانمودار بخت
 حرفی به استا چه در کار زار
 ستیزه نه زیباست باز و روند
 ۱۰ نشاید شدن با توانا بزور
 فرستاده باید نرساده
 که دریابد این درد مار اعلاج
 دل آهین آسای دارای روم
 گرش باشد اندیشه آشتی
 ۱۵ در لطف را چاره ساز می نیم
 ترش گشتن ارتلخ باشد خطاست
 به پیری شود در شنش کاه چو بود
 که آب حیات ست در وی تلخ
 سری دارد از دولت آراسته
 هم اوزنگ بر بود و هم تاج بُرد
 ز هم شگیش بر زیر سر نهاد
 که با بخت یاران نکوشیم سخت
 ولیکن حرف آزمانی ست کاه
 که پیل نتوان شکنان کند
 که پولاد سنگین ترست از بلور
 در و ن نقش بندی برو ن سادّه
 دل خصم را با ز جوید مزاج
 بروغن زبانی کند چو موم
 نیایم ما هم ز هم داشتی
 همه برگ همان فوازی نسیم

۲- ق: بهان - ایضا - س: چو طفل کش تلخی

۴- س: بر زمین افتاد - ۱۲ - ق: بدو نخست - ۱۳ - م: به نایم

و رشن دل شود ناول انداختن
 همه حال از بخت یاری چنین
 بر آشت خاقان گفت رپی
 بدو گفت کای پیر شوریده مغز
 ه چه کم دیدی از مابین زانگی
 که با خصم ناکرده دست آزمای
 اگر جنگ ناکرده طاعت کنیم
 چو ترساں بود شه زکیں جوین
 عروسی بودنی شمی آنکه شاه
 ۱۰ سناں بهر پیکار کردیم تینر
 زبردست الملک عالم عطاست
 کسی کو کلاه کیاں می نهد
 بشاهی زده پای بر تخت عاج
 چو اسر نیارم به تیغ هلاک
 ۱۵ چه باشد یکے رومی خام و پست

ز دنیا را باید سپر سختن
 رضا بهتر از کیں بکاری چنین
 شد از غصه گلگون رخس چو زریه
 خلایق نه دیده مکن پایے لغز
 در آئین مردی و مردانگی
 بسوی زبونی شوی رهنمای
 ز ملک کنجی قناعت کنیم
 چرا بایدش لشکر آرستن
 کشد گرد تخت از عروساں سپا
 نه بهزنگوں کردن اندر گریز
 بشاهی زبونی نمودن خط
 سرخویش ادر میاں می نهد
 پس آنکه دهم چوں زبوناں خراج
 که نام بزرگاں در آرم بجاک
 که با نچته کاراں شود شهمست

سکندر که می نازد از تحت سر
 چو کارش نیقاد با چوں من
 چنان انمش در صفت کارا
 سر خار چندان ندو در پاش
 ه خردی که مردی کند با خرد
 چو زینگونه نخت بدستو گفت
 بنوشنده چوں گوش نه ندید
 بس آنکه به آینده داد از شیر
 بدو گفت کائنات بر این دریغ
 ۱۰ بگو آنچه گوی خطا و صواب
 گر آهمن هوس اری اینک است
 چو زین از پنهانش آگاه کرد
 شتابان ز خاقان و حمال از
 نمود اے آورده بر دیش
 ۱۵ سکندر بخندید از آن داوری
 به آینده شاه پس باز گفت
 شد از سخت رایان چنان سخت تر
 ز آهمن دلی گشت روئین تن
 که زین سوے عالم نگیرد قرار
 که آتش شود بر سرش نور پاش
 بچنگال شهباز گرد و دوس
 دل پر با اینی گشت جفت
 خور و گوشت مال از سپهر بلند
 یکی مشت خاک دیکه تیغ تیز
 که هست اندرین دور زمینی
 منت زین تیر باز گویم جواب
 و گر گنج و زر بایست خاک هست
 رسول خودش نیز همراه کرد
 رسیدن پیش سکندر و نواز
 نمودند راز آن آورد خوش
 در آن نکته دید از فلک یاری
 که تدبیر با گشت با کام جفت

ز خاقان ماکیں دو کلا رسید
 نموداری از مستح واک رسید
 چو دشمن بساتنخ خود خود سپرد
 کنوں کے تو اند سر از تیغ برد
 دگر آں کہ بر ما فرستاد خاک
 نشان خود از خاک چیں کمر پاک
 گرفتیم بقال ایں کہ بخشم و کیں
 زمین ایں د ا خاقان چیں
 ہ قوی شد دل دولت اندیش ایں
 چہ باشد نشانِ ظلم بیش ایں
 فرستادہ زان پاسخ غصہ و
 سرمای گم کردہ بی معنی و
 ہر اسان بر گاہ خاقان تافت
 فرد رخت پیشش جوابی کہ تافت
 بجوشید خاقان و شد خشناک
 خیال محال باز دل کرد پاک
 فرستاد فرمان کہ بر عزم کا
 فرحسم شود لشکر از ہر و یا
 ۱۰ در اقلیم ترکان ر افتاد جوش
 بر آمد ز بازار عالم خروش
 ز آب اتق تا بدریا چیں
 چو دریای چیں شد ز لشکر زیں
 چو گشت تخمین کرد خاقان سپا
 بدانگو نہ کا جسم بود گرد ماہ ق
 برافراخت ایت بر آہنگ زرم
 بکین سکندر قوی کرد عزم
 بجنبید با قلب زرم آزمای
 چو سیلاب طوفان کہ جنب زجای
 ۱۵ سکندر خبر یافت زان اثر دہا
 عنائ کرد یکبار بر فرے رہا
 بیارہست قلب جہاں سوز را
 کہ از دین منجو است آن ذرا

بخصم آزمائی علم بر کشید
 بشیر افکنی قصد بدخواه کرد
 شتابان دوشه از دوسوی تنگ
 چنین تازیم در میان تنگ ماند
 اجل فتنه را کار سازی نمود
 فرو آمدند از دو جانب دوشا
 چومه لشکر آرای شد بر سپهر
 بر آورده شب چتر عباس
 طلا به بردن آمد از هر دوسوی
 ۱۰ فرو ماند غوغای لشکر ز جوش
 سکندر جهاندار لشکر شکن
 همی کرد ز احسان سکن دری
 بهر لشکر آرای دهر مرزبان
 فرو رفت هر کس ز سودا خویش
 ۱۵ زیاد دنا سینه می شنید حش
 یکی رخت می بست بهر گریز
 همه دشت در زیر لشکر کشید
 چو شیری که آهنگ و بیه کرد
 دل هر دو جوشا ز صفرا می خنگ
 میان دو لشکر دو فرسنگ ماند
 یزک بر یزک دست بازی نمود
 کشیدند تا آسمان بارگاه
 زمین در میان کرد شمشیر مهر
 گمگون کرد رایات شمشیر
 بجاسوسی یکدیگر گرم پوی
 بگردون شد از پاسبانان خوش
 همه شب چومه بود در انجمن
 بمقدار هر کس نوازش گری
 گم تیغ میداد گاهی زبان
 در اندیش کار فردا خویش
 همیز دمره خواب اد و رباش
 یکی تیغ و پیکان همی کرد تیز

یکی دامن از عالم افشانده بود
 بسی مرد و نامردیابی بجنبگ
 ہمہ کسب ساز جوید نبرد
 نہ در کوی جنگ سواراں بود
 ۵ شہ چس دگر سوی باہل راز
 خرنیہ ز گنجینہ پر دختہ
 ز زرتود ہا بر فلک برد سر
 ہمی حبت مردان پولاد سنج
 چو از زر گراں شد ترازدی ست
 ۱۰ بدینگونہ از شام تا صبح گاہ
 حشم از زرساخت بید زہ
 چو تو قفل خود را ندانی کشاد
 بیاسائی آن جام شادی فرا
 بمن دہ کہ راحت بجام دہد
 ۱۵ بیامطرباں بر بطر خوشنوا
 بزبان کہ بر باید از مغر ہوش
 یکی در غم جان خود مانده بود
 کہ ہمسایہ موش باشد پتنگ
 ولی گاہ مردے شناسند مرد
 کہ ہنگامہ مشت خواراں بود
 بہ تدبیر فردا شدہ کار ساز
 در بار کہ را بر انداختہ
 بیک سوی آہن بیک سوی زر
 باندان مرد میر خیت گنج
 بہ آہن قوی کرد بازوی شلا
 بز آہنیں کرد پشت سپاہ
 کہ اوّل بود مال مستح گزہ
 در دیگری کے توانی کشاد
 کہ بنیاد عزم اور آرد پا
 زخون نابہ و حسم نامم دہد
 کہ بے مغریش معنہ تراشد و
 بدل جان تو ریزد از راہ گوش

گفتار در دوا و دوتوسن فتح که عنانش در قبضه
 قدرت فتح مطلق مقید ست تا در طنی که جوا نشود
 مجال سپر چیدن باشد و جاد مجا هات تا در جاد شمشیر
 هندی امحرابی کند و ذوالفقار هندی رایت

حطب سازند

چو فیروزی مرد گردد پدید	در چاره را زود یابد کلید
فرس ابر سو که چپد عنان	گل فتح چینه ز خای سنان
۱۰. بهر جا که شمشیر برود کشد	سرخس ز آب رخون کشد
بچشم بداندیش در کارزار	یکی صد مایند بل صد هزار
ولی مرد باید بجوان خویش	که برگرد اول دل از جانیش
چو مردم ز سر ناهراساں بود	سراغکدن دشمن آساں بود
کسی کز سر خویش ترسد بجنگ	سر و گیری کے در آرد بجنگ
۱۵. کسی که دل شبردی دلیل	اگر پشته باشد خورد خون پیل
نه بدش از کلنگ ست شایس نزد	که سیلی زنانش رساند بگور

ولی کز عدو گشت در خوف غرق
 غلبه از ازاں گشت مردار خوا
 چو از خون نه شد دست رنگین جنگ
 تو گر بر عدو دست پائے نهی
 ه سرانگه توان ز آب بگیا نه شست
 چو در خیل بدخواه نمیبازی
 نه زیباست بر مرد با ترس بیم
 خرمانده کز ریش نالای بود
 چو کاهل بود ناقه در خاستن
 ۱۰ بسا خود نمایان بهیوده گوی
 کسی که مردی بود اندک
 ز نیروی می لاف کردن زنی
 چو در کرده گشتن خجالت بود
 چو تیغ ندارد زبان در مضای
 ۱۵ بشمشیر پولاد به دست بُرد
 بگر کرپے خود نمائی و نام
 که جنگ پر بهیز باید نبرو

گس اند اندر سیمرغ فرق
 که مثل بود زنده کردن شکار
 به آب خنابایدش کرد رنگ
 نه هست او هم از دست پائی تهی
 که از خون خود دست شوئی شست
 گر از جاں بهر اسی چه کالابری
 زن کوز زرباش فختاں بسیم
 چو سودار ز دیبایش پالای بود
 نشاید بخجالتش آراستن
 که باشند در بزم که رزم جوی
 اگر صد کند زان نکوید یک
 زنی داں به نزدیکِ داں تی
 بنا کرده گشتن چه حالت بود
 مکن رخبر تیغ زبان ابله
 که از خنجر گو سپیس کس نه مرد
 نگر دی بخو نریز خود تیز گام
 ولیکن خنچداں که مانی زبوں

دلیری بہ ہنجر کردن نکوست
 ہنجر کن سازِ حسرِ بیشہ
 بجای کہ ہنجر باید نہ زو
 نہ آسان تو آن فت پیشِ دلیر
 ہ شائبہ کش نہ باشد درنگ
 درنگی کہ آن نیز بجای نیست
 شتاب و درنگی بہنگامِ خمیش
 دلاور کہ نہ بود سلاح آزمای
 چو کوشندہ در کیں بودِ حشمِ نیر
 ۱۰ چہرہ باید آن ترکش و تیغ بست
 بزرگی چہ بینی بشاخِ گوزن
 چو لشکر بود نصرتِ افروں بود
 چو دلت سبک نیست در داوری
 سپہ ابو تیغ و جوشنِ سپاہ
 ۱۵ فردزاں شود گرچہ آتش زبہ
 یکی تیر کا شانش دانی شکست
 چو کارا وقت کار کردن نکوست
 کہ ناید فن سوزن از تیشہ
 شود شیر بجای در دستِ مو
 کہ دشوار دیدن تو آن دی شیر
 زبے سنگیش پیر آید بنگ
 عدد را قوی کردن از رانمیت
 سلامت ہد مزد انجام خویش
 زبے دستی خود در آید ز پای
 بود تازیانہ کفت تیغ تینہ
 کہ دشمن بیلے سازد دست
 کہ شیرش بناخن کند پست وزن
 بہ تنہا کی پیشِ صد چوں بود
 کند تیغ تو خصم را یادری
 بود جوشن و تیغ شاہاں سپاہ
 چو یک شعلہ باشد نیارد ستا
 چو بادہ شود چوں توانی شکست

ولیکن ہمہ کوشش اند قتال
 مشوشیر گیر از کمند و کماں
 بر زم از زیر وزی آید شمار
 و گریار نہ بود طفل بتنے
 ۵ دلیری کہ نصرت بود یارِ او
 از اں وی شیرست ہیبتِ فرا
 نہ ترسد ز پنجہ آہو کے
 نہ ہے دولتِ مرد فرخندہ غم
 نیاید ز جہاں سعادت بحیب
 کہ فیروز زند آفریش خدا
 فرہم شوند ارجہ یکجا بے
 کہ نصرت بود یارِ او و فریزم
 کہ ناگہ پدیدار گرد و زغیب

۱۰ حکایت بادشاہی کہ بنام سحر کوس میزد و نوشتش

بہ نوبت گاہ سحر رسانید

شنیدم کہ سحر ز بخت بلند
 چو شد بر لبی ملک فیروز مند
 از آنجا کہ رایت بر اختر کشید
 سوی خسرو روم شکر کشید
 ۱۵ رسید او ہم از پیش بر غم جنگ
 بگر آئے اندر میاں بود تنگ
 برود اندر از گرمی آفتاب
 بد اں آتش تیز میداد آب

خروشیدن بادیش بگوش	رسید از صفِ سحر سخت کوش
دونده چو آهو بجهنده چو شیر	شیر و میان داشت فحلی بزیر
که کوشنده را بست از کف عمل	به تندی در دوان اندیکس چپان
به بگناه خصم آشکارش برد	بیک چشم زد تا کنارش برد
بد اندیش ادید در بند خویش	چو سحر ز بخت برومند خویش
بشکرانه فتحش آزاد کرد	از ان فتح از بس که دل شاد کرد
گرت فتح باشد خود آید دوا	تو مردانه کن رخسِ همت دوا
در آغوش تست آنچه داری نیا	گرت هست بازوی همت در
خود افکندی اند صف شکست	و گر همت بشکستن نشست

کند افکندن سکند در خرگاه کره شמוש یعنی کنیزک

چینی را طویل طویش بسته ربارگاهِ حشمت خویش
 آوردن و کشادن سلاح نازکیش معلوم گردانید
 و نوازش کردن میدان یافتن آن ماهِ لطافت جولان
 خویش اوست پانهادن حیران شدن اسکندر در نزاد

او و او را از برای خویش خوش کردن

گهر سنج تاریخ اسکندری
 که چون گشت غم و دُخسود
 همه شب در اندیشه کارزار
 چو صبح از افق تیغ بیرون کشید
 در افکند شبِ دُخسود
 سکند جهانگرد کشور کشای
 صطراب سنجان موزون سیک
 ۱۰ بوقتیکه با فرخه یار بود
 برآمد بر آهوی توسن دیر
 بگرد و شد از نای زین خوش
 دگر سوی خاقان لشکر شکن
 هزاره در آمد بهر دو سپاه
 ۱۵ علم سرزعیق بر ترکشید
 بیابان همه بشیه شیر گشت
 ز لر ز زمین زیر قلب رواں
 چنین سخت از خامه دُردی
 که باید بکوشش کمر کرده بُست
 نمودند تا روز ترتیب کار
 همه دامن چرخ درخون کشید
 پوشید خورشید خشان لعل
 به آرایش لشکر آورد رای
 باندیش گشتند ساعت تناس
 نظر با لطلع سزاوار بود
 چو خورشید رنشنده بر پشت شیر
 بدریای لشکر در افتاد جوش
 چو کوهی سرفراخت شد تیغ بران
 روار و بر آمد بخورشید ماه
 سنان چشم سیاه را کبرشید
 جهانی پراز تیر و شمشیر گشت
 در اندام گداور دگشت استخوان

نفسِ اور و نِ گلور اہ بستی
 کہ سیارہ گم کرد خود را بنجاک
 گلیں آسمان شد ز میں آہنیں
 کہ بے بند عالم گیسو چو میغ
 ہماں آب بدخواہ را تا بسر
 چو دریا کہ بادش در آرد موج
 ہو ایزر میغ و ز میں یز برق
 جہاں گشت پر سوسن و برگ و بید
 شدہ پُر صد گنبد لا چورد
 ترزلزل در افکنده در کوہ و دشت
 ز طوفان آتش رواں کرد آب
 ستارہ ہروں ریخت از ماہ نو
 اجلِ اشدہ و شگاہے فراخ
 شدہ چاشنی گیر جانِ ہمناس
 چو طفلان زنے بارگی ساختہ
 زرہ ہرزہ پشتِ رویتناں
 شدہ ہر مرد بد زہرہ خوں
 فرو بستہ راہ سلامت بنجار
 بیابانِ نیستان و گلزار بود

غبارِ زمیں کلمہ بر ماہ بستی
 چنان گشت وے ہوا گردناک
 ز موجِ سلاح و ز گرد زمیں
 یلاں بند بر بستی بر آبِ تیغ
 ۵ رسیدہ ز تیغ آبِ شاں تا مگر
 سپاہ از رہ موجِ مینہ بہ موج
 بدریا کے آہن جہاں گشت غرق
 ز روپین و پیکانِ سبر و سپید
 ز بانگِ سیونانِ گیتی نورد
 ۱۰ اخر امیدنِ بادِ پایاں بگشت
 عرق کردنِ تو سنانِ درشتا
 شہارہ کہ ز دغسل ہنگامِ رو
 نمازہ اماں زیر پروزہ کاخ
 نفیرِ زہ از چاشنی تمناں
 ۱۵ بلانزین بناوک بر انداختہ
 گرہ بر گرہ دستِ پیکانِ زناں
 ز خشیدنِ خشتِ ہر گویاں
 ز ہر سوسناں ہائے خار اگزار
 ز تیر و سیر ہا کہ بر کار بود

بزیر سپر تیغ رخشاں تباب
 و خشنده شمشیر ہائے بقیش
 خروشیدن کوسِ روئینہ کاس
 سپہ از علما شدہ سایہ دار
 ہر سینہ نوشہ کیسنا
 جدا گشتہ لہما ز پیوند خویش
 دوشکر نگویم کہ دو کویہ قاف
 سوئے میمنہ در صفِ رومیان
 قباد از سوئے میسرہ گرم پئے
 دوالِ ملکِ ریزک پیشِ رو
 برو از خیلِ منہ زنگ از جناح
 بقلب اندر اسکندر نامدار
 گر پئے ز پیوند از خویش او
 صفِ چینیان نیز بر غم کیں
 ریزکِ اردر پیشِ تاتاریاں
 سوئے راستاں کرد فقور خاست
 قراخاں با قہ شدہ سخت ساق
 بقلب اندروں شاہِ تورانِ گروہ
 چو گشت از دو جانب صفِ راستہ

چناں کز تہ برگِ نیلو فر آب
 ز دیدہ بصری رہو دواز دفش
 فلکِ اپرا ز خفِ کردہ طک
 دلیراں بر شفتہ دیوانہ دار
 گیرزاں شدہ رحمت از سینہا
 پدر شتہ خونِ من ز زند خویش
 رسیدند در سلو گاہِ مصاف
 ز ریوند گلی لمر بر میاں
 بر آوردہ یک رویہ تیغ دورے
 دوالِ عناں کردہ درخوں گرو
 با قہ شدہ خونِ مصری مباح
 شدہ گردش از خشتِ آہن حصا
 بجاں ایستادہ پس پیش او
 بجوش آمدہ ہچو دریائے چین
 بخوشنہ چون چشمِ فرخاریاں
 امیر ختن سوئے چپ گشت راست
 بقتِ البوئے جنح اتفاق
 بگردش صفِ بستہ ترکاں چو کویہ
 سلامت شد از راہ بر خاستہ

سواری بگرمی چوسوزان درخش
 فرکش نامی که در دار دیگر
 کشان در زین نیزه شرده بند
 پلنگینه پوشی که در روز جنگ
 ۵ بر آئین مردان بصرین بسرد
 نخست آفرین کرد بر کردگار
 پس آنکه دعای جهانداگفت
 و زان پس بآن تیغ فولاد کرد
 که از موکب شکر آرای روم
 ۱۰ گرامی کشد دل بهمان خویش
 کسانیکه هستند ازین فن بلاف
 چورے بدیناں و مید آتش
 بتنگوی نامی چو سترنده شیر
 بحکمہ سوی رومی آورد روی
 ۱۵ عنان در عنان هر دو خستند
 چو بودند در و هنرمند صفت
 نصفت سکندر بروں راندن رخ
 سپاہ شکستے بیک چو بہ تیر
 بگوہ زردہ شردہ تیج کند
 نہ شیرش چشم آمدی فی پلنگ
 ہی کرد جولان میخواست مرد
 کہ فیروزی از ولایت در حاکم
 کہ شمشیر او باد بخت جفت
 ز پولاد ہندی سخن یاد کرد
 سوائے غیر ہم دیں مرز بوم
 کہ نزل غریبی کند جان خویش
 در آید بسم اللہ لایک مصاف
 بروں آمد از چینیان سرکش
 ننگی بدست اتر دہاے بزیر
 برسید از درومی کی سنہ جوی
 سنا نہا بیک دیگر انداختند
 خراشے نیامد کسے را درست

نمودند بسیار جولاں گری
 ز نیزه به شمشیر بردند دست
 بدشمن فریبی یل روم زاد
 بدنبال او چسبنی گرم کین
 ه چون نزدیک شد تا تیغ چو برق
 در انداخت و می کیانے کند
 چنان کنش از بازوی زد و ناک
 همی رفت پلویاں یل شیر گیر
 به اسکندر آمد سوار دلیر
 ۱۰ ملک اخو دآن فال سنخ نمود
 بسی گنج دادش بفرزندگی
 چو لشکر بدید آن نوازش گری
 بروں آمد از میمنه پُر دے
 بر جوشنه سبز چوں نو بهار
 ۱۵ حامل در افکنده تیغه بدوش
 کماں بسته و ترکش آراسته
 کسی را نبود از همت برتری
 هم از هر دو تن تار موی نخست
 گریزاں شد از پیش چینی چو باد
 ز گرمی با بُرود در آورده چس
 گریزنده را از نسیم نیرد نفیق
 کما گاه چینی در آمد به سبند
 که بر بود از باد و داذش خاک
 به خاک اندرون شیر جنگی اسیر
 شکار خود افکند در پیش شیر
 که فتح اول از سوی او رخ نمود
 غنی کردش از گنج بخشندگی
 بکین لشکری گشت هر لشکری
 پُر از آتش و بادش آب گلے
 بنزیر ابلقه تند چوں روزگار
 حریرش بر سر چو پیر سر دش
 جواں شیرازی نیتاں خاسته

چو آشفته دیوے بدیوانگی
 خدا را چو در دل نیایش نمود
 بس از پیش دستی سخن پیش کرد
 که لشکر شکن طرد روی منم
 ۵ بهم دوزم از شست پیکانهای
 که دارد سر من بکس گسری
 چو زین گفتن پرستی گشت مرد
 فرس اند بر طر و چون اثر دها
 بیک ضربتش در عدم راه کرد
 ۱۰ اگر چینی تاخت مردے بجنگ
 به تندی بر آورد بالای دوش
 چو بر طرد شد تا شود مرد کوب
 بشمشیر تا دست یار دشتاب
 برو تاخت دیگر سواری دلیر
 ۱۵ قلم کردش از تیغ سرتازین
 بر نیگونه تا هفده ترک دلیر
 در آمد بیدان فرزانیگی
 خداوند خود را ستائش نمود
 حدیث تو مندی خویش کرد
 که در حمله لشکری بشکنم
 بسی چینیایا اچو چینی قباای
 که تا بجه سری بنید از همسری
 سر اندازی از چینیای گشت فرد
 دلاور نکردش سیدن ها
 اجل ابد در راه کوتاه کرد
 بد انسانا که بر صید ماهی ننگ
 یکی گزشتش پیلو و هفت جوش
 که کوبش آهن برو شد خوب
 ز شمشیر طردش گزشت از سرب
 برو نیز شد طرد بازنده چیر
 نبشتش ز خون حدیه لم کن
 ز پولاد هندی در آمد بزیر

دگر چینیو تا گه نیم روز
 فرستاد خاقان بنیروی خوش
 نبرد آزمائی کینفوس بنام
 برون آمد آزا دسروی چو بید
 ۵ ز بهر هنر تبه نه از هبلات
 بچشمش نیار و طرد و دیر
 نبغند تیر و نه بر جبار سید
 یل صینی از جوش صفرا می شیش
 چنان دسان رتی گاه طرد
 ۱۰ رواں شد یکی دیگر از قلبم
 بیک ضربت نیزه سینه دو
 دلیر افکنی دیگرش گشت جفت
 چنین تا چهل و می سخت کوش
 دگر تیغ کس انیاد هوس
 ۱۵ سکند که دید آن چنان دست بُرد
 چو شمشیر خورشید شد در نیام
 نیامد برون تا شود کینه تو ز
 دلاور سواری ز پهلوی خویش
 کز آسیب او کوه کردی خرام
 چو بر پشت طاؤس باز سینه
 سلاحی که کار آید اندر مصاف
 کشیده کماں سوی او شد چو شیر
 ز پولاد جست و جبار رسید
 برون اندر خش سبک پای شیش
 که از باد پیا و فگندش بگرد
 چو سروی ز پولاد کُلی ز موم
 براو نیز شب گشت ز خنده زو
 بیک جنبش او نیز در خاک خفت
 ز یک مرد صینی تمی شد ز هوش
 که در معرکه پیش اند فرس
 چو آتش برافروخت چو یخ نشد
 برون تاخت و هم سپیدار شام

ز شب سایه بر چرخ والا رسید
 دو لشکر ز کوشش غنا رفتند
 طلایه برون شد ز هر دو سپاه
 سکندر که ز انگونه فیروز بود
 ه که فردا اگر پیش اند بجنگ
 حرفان در آن بازی اندیشمند
 و زان سوی خاقان بس چیرگی
 همی کرد خبش سر انداز را
 اگر خفته و گر چه بیدار بود
 ۱۰ چو در گنبد آمد براق سپهر
 چنان خور و شب ز غلطات دم
 دگر بار شیران بجوش آمدند
 کشیدند از قاف تا قاف صف
 ۱۵ دو خسر و میان دو قلب سپاه
 هان پر دل دینه بر عزم کار
 علم زیر شمشیر بالا رسید
 سوی جنگه خویش بشتافتند
 شبی چون بدخواه را بست راه
 همه شب در اندیشه روز بود
 که پهلوزند بادا در نهنگ
 که بر پیل باست بی ذق فکند
 شبانه در خون صبح خیرگی
 همی داد دل مرد جان باز را
 همه شب در اندیشه کار بود
 بهر از ریز بیار است چهر
 که نعلش بنفیت دو سمار سم
 بشیر فکنی در خروش آمدند
 بکوشش نهادند جانها بکف
 چپ راست گردان لشکر نپاه
 بر انگشت از صحن میدان غبار

۶- سن: خیرگی - ۴- ق: شتابنده در گیس

۴- سن: بصدتیرگی

سانش ز خونیر پیشینه لعل
 به پولاد غرق از کلمه تا به نعل
 چو خود را و خافتانِ جُح در استود
 بمردی مبارز طلبِ کج دزد
 سواری بروں آید از رومیاں
 سپر بسته پس حیت کده میاں
 بگرمی بر آهت چوں برق تیغ
 که برق از نفس آب گشتی چو میغ
 ه تگادر سیاهی بزیرش چو دود
 بر آورد سر بر سپهر کبود
 بگردن زنی تاخت بر جسم ستیز
 بنیذاخت برگردش تیغ تیز
 کینفوی بازنده خم خود و حبت
 بز دیزه و پهلوش شکست
 گذارشد از پشتِ دمی سناں
 ز دوشش بروں رفت یکسر غناں
 دگر خنفتانی بچوں جوش کرد
 هماں شربتِ اولیں نوش کرد
 ۱۰ نبرد آزلے دگر حمله بُرد
 هم از مردی مرد مردانه مُرد
 چنین تا دید آن هنر بر جواں
 بنه حمله پهلوی نه پهلواں
 دگر در سر کین نفیاد پیش
 که با همسر خود هند پای خویش
 سکن در بر آشفست از داورى
 که گم گشتش از یاد راں یوری
 ز شکردلی بشکند خوں بود
 دلِ شکری بشکند چوں بود
 ۱۵ حریت را به شطرنج شد چیره دست
 بیازنده چابک آر شکست
 بساطِ دلیری که بے رنج نیست
 بازی کم از نطعِ شطرنج نیست

گرا زیکہ باشیر دندان کشد
 چو بازوی کوشندگان گشت
 به شندی بر دوش بست کار و شتاب
 سر آن سپہ پورش انگیختند
 ۵ بصدغذ گفتند کای تاج بخش
 بیست دشمن و دوست اند در سپاہ
 بود بادشاہم چو کوہ از شکوہ
 اگر صد سراز پایتخت ز جاے
 و گرمی از فرق تو کم شود
 ۱۰ ایک امروز بنمای در کین رنگ
 بدین داری شاہ را دہتند
 چو در پردہ خواب افت آفتاب
 مکمل شد این نطع نیلوزی
 دو شکر سے خانہ گشتند باز
 ۱۵ طلایہ رواں شد بگرد سپاہ
 دل از سینہ شیر خداں کشد
 مہین سواراں غماں کرد سپت
 بر آں موج آتش چو دیے آب
 ہمہ رعناش را نگیختند
 تو خورشید ملکی محب چرخش
 بدین دست رومے ز دشمن مگنا
 قیامت شود چو کنبید کوہ
 تو داری جہاں ابکیسریے
 خرابی بہ بنیاد عالم شود
 کہ فردا شود بر عدد کار رنگ
 غمان دی از دست نگذشتند
 رواں کرد شبیہ دہ از خواب
 چو دیبا بر او رنگ اسکندری
 بساط دفا را نوشتند باز
 بتاتی بہ پیر امن بار گاہ

۹- سن: اگر صد سراز پایتخت ز جاے + تو داری سراسر جہاں ابیایے

۱۵- سن: بادشاہ

بمه بر شد از پاسبان نفیس
 همه شب سکندر بچش اندر و
 همی گشت زان دشمن خیره چنگ
 ز گرمی برانگونه کز برق میسغ
 ه ز خجالت لیران درگاه نیسز
 بران دل که مندر چه ساز آورند
 چو اسکندر صبح بر شد بلند
 شد از رنگ سرخی سر کو هسار
 یکم ز سپه دار چین از عسدر
 ۱۰ بغرمی که بر فتح گشتش دلیل
 سوی رزم گاه آمد آراسته
 دگر جانب اسکندر شیر زور
 نهیم از خندنگ نه باک از ناس
 بختیید و آمد بسوے مصاف
 ۱۵ چو شد هر دو شکر بر تلبست
 برون دیکه چینی سخت کوش
 خرد پیر بود و مبارز جوان

شد از گوشه گیری فلک گشته گیر
 ز خشم بد اندیش میخورد خوں
 بسودا و صفر از رنگ بزرنگ
 همی کرد آتش ز دپین و تیغ
 طمع برگرفته ز زبان عسیر
 که بدخواه را سر بجاز آورند
 در انداخت بکمر گمر کند
 چو پیشانی پیل شگرفت وار
 زین کرد چون عرصه گاه نشو
 شد از خانه زین بصدق پیل
 نهیب حریف از دشمن بسته
 به تندی چو شیران پنج پیر گور
 قضا را به سلیم داد ده غنا
 بسختی پے افشرده چون کوف
 حریف از دو سو یکدگر مرد و ست
 سپر در پس و در چینی بدوش
 فرس خنچه و خام برگستوان

ز پولاد چسبنا چنجه ده منی
 بگردن بر از بهر گردن زنی
 در آمد بیدان و جولا نمود
 نمودار دعوی فرادان نمود
 برون آمد از قلب و می یله
 بر آورده تا آسمان بیگله
 بزور و توانائی آهر منی
 بیازدی پولاد روئیس تنی
 ه یکی حربه در دست خارشگان
 که بکشدی از نسیفه کوه ناف
 رسید و زوآل حسره نماند
 بسرنانچی نینر خورد استوا
 هم اورا اسل از نپاج آمد بگرد
 هم این خفت بر جای کاه به خود
 فتاده بیک جادو رزم آزمای
 بجای بوده و حسد و رفته بجای
 ز رومی دگر بفرساز کرد
 بصحرا می کین رفت و پرواز کرد
 ۱۰ عمو می بگردون بر سرشته
 گه بے ستون بر ستون داشته
 بر او تاخت چینی سواری چو پیل
 زده جامه در ماتم خود به نیل
 قزاقندی از رقی کشیده بتن
 که هم شنش بودی هم کفن
 یک نیره بید برگ سپید
 سنا بر سرش سه چون برگ بید
 چو بر یکد گردن برسد آمدند
 ز لرز زمین زیر گرد آمدند
 ۱۵ به سختی که ز رومی سخت زور
 سرش ادر آن گمش کرد گور
 برای گونه ده پینی تیز کیس
 زجاں پاک گشتند چون نقش چین

دگر تا شب از چپینیان بول
 سپرو چو بر آب و فکند آفتاب
 شب تیره در صحن زنگار گوں
 دوشکر به شکر که آمد فراز
 ه سکنه را زان خیر گهای بیش
 چو شب پر سپم خویش در خو کشید
 شعاعی که رفت از افق تاب دور
 دو در یاد گریه باره جوشند گشت
 از آن سیل کافاق را در گرفت
 ز جو لایمیه رویا بید رنگ
 ملوکانه ترتیب آراسته
 بگفت کرده قلابی الماس گوں
 بیدار شد چالش آغاز کرد
 چو شکر سکنه به آواز گفت
 ۱۵ قرانام پینی یله پرستیز
 همی خور در جبان و می دینغ

بمردی سوائے سید مدبروں
 بر آورد مدنه نایج خود ز آب
 چو هندوی نایج زن آمد برون
 یکی ستر گوں دیگری سرفراز
 شکبیا شد و نخته آمد به خویش
 زمین طلس خورشید بیرون کشید
 بزدنیزه بالا سنا نهای نور
 بهر سوی سیله خروشنده گشت
 کرا تا کراں فوج و لشکر گرفت
 کتا بون رومی برون شد بچنگ
 چنگک ز کوه روان حاسته
 کزاں سیل اور کشیدی نگوں
 به تحسین خسرو زباں باز کرد
 بنام آوری نام خود باز گفت
 اجل از باں داده از تیغ تیز
 بگردش در آمد چو بازنده میغ

به تیغی که بروی زرد از زور دست
 چنان دمی انداخت قلاب را
 بزخمی گریبان گشاک زد
 قرار اچودر خود تیراری نهاد
 ۵ ازاں است زخم کز انگیخته
 دیگر رهنری کرد زان سوتاب
 برینگونه تا سیرده پیل مست
 دیگر راست بازی نکرد ایتاد
 چو قلاب سیم از کیس زد هلال
 ۱۰ شهاب از سیرینه دیوسوز
 دوشکر بمنزل شدند از مضای
 همه شب غنودند تا صبح دم
 جهان چنین تنبه با هر سیرت
 بطا ازیم چون سازد آوارا
 ۱۵ به تشویش جان دهباقرا
 دیگر دزد کا شفر بر تن باخته
 قز اگند برید و اندام خست
 که چون بُرد آویخت قصاب را
 بیالابر آورد و بر خاک زد
 دیگر بقیاری فرسش نهاد
 شد او نیز بکمر آویخت
 شد او نیز زان جنب کثر بخواب
 بزخم کزک است در خوش است
 که کز باز را کز تواند نهاد
 بخون غرق شد ترک چینی جمال
 شد تشن فگن در سیلمان روز
 گروهی بخلت گروهی بلاف
 ازیں سوبشادی ازاں سو غم
 که رنج یکی راحت دیگر نیست
 نوای پچا دک بود باز را
 ملک آماشا سگان را سکار
 یکا سپه رواں شد بروی سپه

کمان مه نو که شد خفت تیر
 و دضرود گر باره گشتند تیز
 کشیدند صفا بر دانه گنی
 هماغه پیل جنگی کت ابون گرد
 ه بدستش هماغه قلاب دار
 هماغه سر فلک تاخت از چنیاں
 به تندی فرس بر کتابون نگند
 کتابون در انگند قلاب را
 چنان تیغ زد چینی تیز گرد
 ۱۰ چو قلاب آقابه زد چنان
 بزد بر کتابون چنان برقی تیغ
 رگ گردنش موج زد بر تنش
 کتابون گلوی ز شمشیر چاک
 خروش از صف چس آمد بلند
 ۱۵ مه و میان چس چنان دید حال
 بدل دادن شکر ناشکیب
 کشیدن نیار است گردون پر
 سلامت شد از چار سودر گریز
 زردین نال شد زمین آهنی
 غمان نبرد اژدها را سپرد
 بخونریز هم شنه هم آبدار
 که سپیش از ان و پیشینیاں
 ز حمله تر لزل به مامون فکند
 که برسل آتش زند آبدار
 که خطه قلم گشت در دست مرد
 که هم نیره بیکار شد هم نال
 که ز خون و اسنچ باران ریغ
 همه خون او کرد در گردش
 ز توسن بغلیطه در خون خاک
 دل و میان خسته گشت از گرد
 که لشکر هر اسده شد از خیال
 گراں کرد بر خنک خلی رکیب

بخوابش گری نادران عهد
 که شاهاتو شمع مجه چو شمع
 چو باشد بے باشه پرواز را
 گرازها بر آرد جهان رستخیز
 ه و اگر جامه دشمن فیت به نیل
 بے زین مط گردان سپاه
 چو بود آتش لفظ را شعلیه
 غنا بستند داد پونیه را
 چو شیران آه بخت بملت لیر
 ۱۰ تبارک ز پولاد سبزش کلاه
 بقامت یکی جوشن بے بها
 جو اندر چینه که معن در بود
 نه کرد التفات بران شیرتند
 بگردش در آمد سکنر بکار
 ه ۱۱ کند آں چیاں کرد بر تابخت
 کشانش سوی شکوهش برد
 غناش گرفتند کردند جهد
 به پروانگی کار بر ما گذار
 چرا خجسته بید شدن باز را
 ازاں پس تو دانی و شمشیر
 به فیروزی شاه باشد دلیل
 سخن بان کردند از اخلاص شاه
 فروزنده تر گشت از آں آبیز
 قدم پیش زد راه جوینده
 دل خصم را داده زان بکشیر
 فرس جنگ برگستوانش سیاه
 کمندی بکفت کرده چو اژدها
 شکست خود از خاطرش در بود
 که جوشش دلش اقصا کرد کند
 بگردنگی گشت چو وزگار
 که کند از بن آں خسروانی خست
 نه میت بقلب بد اندیش برد

برآمد یکی غمعل از رویا
 چو خاقان چنان دید رفت از تنگه
 به تندی سوی رویا حمله برد
 سکنه را چو بدخواه را گرم دید
 ۵ سیلماں شد باد را راند زود
 سیلماںش بی چو خجسته کشید
 صف و م را تیز آواز داد
 دو دریای جوشان به هم باز خورد
 سواران غنا در غنا تاقند
 ۱۰ ز بس یکدیگر چاشنگ میخندند
 غم کو کس را مش از دل بود
 دهن اں تہی مغزے کا ند رست
 ز جوشش درون مرد را پی بر پی
 ہراں تیر باران کہ آمدند و
 ۱۵ ز باران تیر و ز تیراب تیغ
 دو روزن کہ پیکان نہ ہر تن کشا
 بخون چست کردند ہر رویا
 بجنبید با شکر چو کوه
 بخونریزی و کیں کشی پی فشرده
 بکوشش نہ ہنگام آزر م دید
 چه بادیکہ ہم یو و ہم باد بود
 فرو رفت خورشید را بر کشید
 فرس ابجولان غناں باز داد
 قیامت در فتنہ را باز کرد
 یلان و بر تو سیر تفتانند
 زمین و فلک با ہم میخندند
 در افگند غمعل سحر کبود
 سخن گفت با فتنہ در زیر پوست
 زہر موی خون جبت بر جای خوی
 پلارک ہی گشت و جاں می رود
 بناہای گل خنہ شد بدیغ
 دو دروازہ مرگ در تن کشا

سبک مرگ مهاں شد از یکدش
 ز شمشیر چاک و سنگ تاناک
 طاق سراز گر ز فولاد بند
 مشک شده سینها از نال
 ه ز غلیظدن کشتگان در مصا
 سراسر شده روی صحرا چسپ
 بهر سوز آواز زان کماں
 ز تنهای صد پاره و شاخ شاخ
 هر اسندگان ادران ریختر
 ۱۰ بکوشش دیران شمشیر گیر
 سکندرخود آشفست چون اژدها
 بهر حمله گز خشم بر زد سری
 بران تن که ز دخنر کینه کوش
 بهر سو که شمشیر او کار کرد
 ۱۵ چو دشمن دوی در غیبتش داشت
 چو خاقان نگه کرد کاس پیل زو

برون رفت جان از در دیگرش
 برآمد زهر جانی چاک چاک
 همی خواند اجل را به بانگ بلند
 بلا زان مشکت تا شکست
 شده پشته پر شسته چون که می
 ز بس نقش بجای چو دیبای حص
 شتابان شده کرگسان آسمان
 شده طعمه گرگ و در و فراخ
 شد از سیل خون بسته راه گریز
 بر غبت دوان پیش شمشیر قهر
 عنان کرد بر صید شیران ها
 تنگانی در افکند در شکری
 روان شد سرش پای کوبان زو
 یکی را دو کرد و دو را چار کرد
 زمانه سرش اهاں پیش داشت
 بسی شیر را کر همسان گور

چو ابری که آید بریای نیل
 که در شیر خنکی بر آرد شکست
 چو طوفان آتش تباراج موم
 که از پیلانان بر آید نفسیه
 که شد غرق در کوه آهن سان
 به آزدگی راند و تافته
 شکست آن شرّ قلب خاشاک
 در افتادش کربن بال شال
 که مرد اندک و روز بنگاه بود
 بفری و زنی بخت رست از قصا
 کجاست گشته در آن دای
 که بهنگام سختی نیاید به کار
 به آسانیت خود من روان بود
 که بے یار کار نه نکرد تمام
 بیک سنگ تو او علت نگران

به تندی بران پیل ترین اند پیل
 در انداخت خرطوم را پیل مست
 دو دیدند فوج دلیران دم
 کشتند از آن گونه باران تیر
 ۵ دوالی ملک نیزه ز چپان
 شد آزرده پیل شکن یافته
 در افتاد در شکر خوشن
 چو دیدند روی سران حال شال
 تعاقب نمودن نه از راه بود
 ۱۰ سکندر در آن مطرح بی خلاص
 زیار آن گمشد نامدی یادری
 چه کار آید آن یار ناسازگار
 بدشواریت یار شایان بود
 بهر کار بے یار مگذار کام
 ۱۵ نه بینی که در کار گاه حساس

۳- س: قوم ۵- ق: دانی

۴- س: آن همه ۱۲- س: مردی

۵- ق: نتوانی جو کرد اس

مرا با تو چون کا رفتہ چسہ کار
 دور دیدہ ہیں رفت ششیر تیز
 فلک سُر مہ در چشم سیارہ کرد
 حریر مغنبر پوشید ز و و
 بہ تدبیر دھیلہ سا ز آمدند
 یکی نوحہ مردہ خویش کرد
 یکی در رہ غائبان چشم داشت
 یکی زندہ باز آمد آقا بہ مرد
 بجلوت گہ خسروی کرد راہ
 دروں خواند تا پارسدش ہر کار
 سلاح و سلب ہم بر آئین خویش
 زرہ از تن و خودش از کمر کشند
 بزیرش چہ بینند ما ہی تمام
 کہ در فے نظر خیہ گشتی ز نو
 پری را ددش ادہ رد لہری
 خود افگند ز بخیر در پائے خویش

چو کار افتد حاجت آید بار
 ہمہ روز تا شب راں رستخیز
 چو خورشید برقع بر خسارہ کرد
 کشید آسمان بھلن کہود
 ہ دوشکر زخوں ریز باز آمدند
 یکی خستہ را مہم لیش کرد
 یکی شب زانیش غایت گذشت
 یکی پرش خستہ را پے فشد
 سکندر چو باز آمد از رزم گاہ
 ۱۰ ہنر برے کہ خود بتش اندر سکار
 جو اندر در ایستہ بردند پیش
 سلاخس بہ فرمود تا بکشدند
 کشادہ چون پوشش ابر فام
 ہشتی و شے شک غلمان حور
 ۱۵ فریبندہ بازی گرے چوں پری
 ز زنجیر زلف سمن سائے خویش

بنا گوش از برگ گل تازه تر
 چو باغ شگفتہ ففضل ہمار
 غزلے زہر غمزہ شیرانگے
 سراندا از چشمے چو ترکانِ مست
 ۵ کرشمہ باغزلے خوں کردنش
 زہر خندہ شورے انگینتہ
 دہن تنگ لبہائے یاقوتِ رنگ
 سکند زنگہ کردیچوں سوئے او
 تماشای او دید و بخویش گشت
 ۱۰ گہ از بخودی اصل خنداں گزید
 عجب باندازاں او ری تابیر
 نہ آہو عنبر الی چو خورشید بود
 چو دریافت سر رشته عقل و ہوش
 بدو گفت کائے شمع خوابانِ چین
 ۱۵ بگو تا کی دوزاد تو چیست
 اگر مردی این حسن و زیب از کجاست
 سُرخ از مشتری عالی آوازہ تر
 پراز لالہ و سوسن و سیب نار
 ازیں شوخ چشمے و چشمک زنی
 زہر غمزہ دور باشد بدست
 بے بار خوں داده در گردنش
 زہر ہونے جانے در اکوشتہ
 جہانِ نمک دُشکدانِ تنگ
 فروشد بہ لفظ ارہ رفے او
 کش از پیش دیدن ہوس تگشت
 گہ انکشت حیرت بنداں گزید
 کہ آہو چگونہ شد آں شرہ شیر
 کہ روشن تر از جامِ حمشید بود
 طلب کرد گوہر ز گوہر فروش
 غلط گفتم ام کافاب زیں
 بدیں نیکوئی کار ساز تو کیت
 بشاخ گلست نار و سیب از کجاست

و گر زن شدی زن چنی کد بود
 هزار آتشی بر چنان دادی
 بوسیدن مسند خدای
 پس از پستہ نختی شکر خست کرد
 ۵ کہ شاہ سرت زیور تاج باد
 بہ فیروزی اقبال آراستہ
 زمین باجرای کہ درخواستی
 من آن نازنین سر نو خاتم
 پدر داشتیم چون دلاد رنگ
 ۱۰ بہ پیکان چوں محوے خاٹا سنگ
 بر آن دست بردی کہ گاہ نبرد
 ز نینہ نہ بودش چو فرزند پیچ
 چنانم در آموخت آئین کار
 بر نئے کہ شد پیش حمتاے خویش
 ۱۵ چنان کردم اول تماشاے او
 طریقے کزد و نظر داشتیم
 کہ از تاپ و شیر در خوے بود
 کز وزادہ شد چوں تو نیک اخترے
 بنفشہ شد آزاد سر دجوان
 بساط دعار اپرا ز قف کرد
 فلک از تخت تو معراج باد
 ز سہم تو جان عدو کا ستہ
 جوابے ندا نم بہ از راستی
 کہ در خاک صحن قامت آستم
 یگانہ بچندیں ہنر ہاے جنگ
 ندیدہ کے پشتاد در مصاف
 یکے صد کند زور بازوے مرد
 بہ تعلیم گوش مراد ادیب
 کہ چوں من نہ شد دیگرے کامگار
 مر اُرد بہر تماشاے خویش
 کہ آتہ نگہ داشتیم جالے او
 یکے راز صد بہرہ برداشتیم

ز بس چیرہ کرد از دلیر افگنی
 به اندر ز فرمود کائیک تخت
 تو مردی نه زن ناز و سوس دیو
 بجای که باشند مردان دلیر
 ه گرت خواستگار آید از همسر
 نخو هم که ناکرده دست آزا
 کے کت بمردی زبوں آورد
 من از پند آں کار دان کمن
 چو اورفت دوران روشن گزشت
 ۱۰ بسا نامور گزشت من
 غرضش خاں کربا خاک جنت
 کے بر من از کینہ زخمی نہ بخت
 ملک نیز دیدست در رزمگاه
 تو خود چوں به پیکار من تاختی
 ۱۵ چناں بنگ زد بر من اقبالِ خلص
 مرا میں سپہ فرزندہ بختی ست نیز

چو من آہوے را بشیر افگنی
 ترا جلوہ که رخس زید نہ تخت
 بخوے نال بر نیاری غریو
 دلا در نراز نر بود مان شیر
 ق اگر شاه باشد اگر چاکے
 کنی گوشت خویش را دست سا
 بہ نزدیک خوشت دروں آورد
 جز از شیر مردے نگفتم سخن
 ہنر ہای میراث بر من گزشت
 بچالش گری گشت ہمتاے من
 کز آسیب ہنوا بہ در خاک جنت
 و گر بخت یا کشتہ شد یا گزشت
 کہ از چند تارک بودم کلاہ
 کمندم بگردن در انداختی
 کہ جز بجاں سپردن دیدم خلص
 کہ گشتم چو تو خسروے را کینز

چونید پیر بود با گوهرم ق که بندگان من بود شوهرم
 کنوں کا یزدان دُربسکِ ستب بسکِ گرچوں تواند نشست
 اگر در خورم خاص کن در نظر و گرنہ بہ تعینم بنید از سر
 و گر کس نہ بنید مگر تیغ تیز دگر کس نہ بنید مگر تیغ تیز
 ۵ دریں چارہ خاقان بے پی نشد میسر نشد منہش دست برد
 چور دزی ترا بود حلوائے من کہ یار دہ کرد و شکر خایے من
 ہر آن لقمہ کش و دردا نمی گان ز ر دزی خوراں کر توان داشت
 چہ خوش گفت انا کہ دیر نہ بود کہ کس و زئی کس نیار دبو
 اگر چنپ کوشت نگہبان باغ خورد عاقبت میوہ کنشک و زاغ
 ۱۰ بسا چوزہ کز باز بودش خلص بہمانی گر بہ شب گشت خاص
 سکندر کہ ہم درختن نگاہ تمنائے دل بردہ بودش راہ
 بروں ادا ماہِ ناکاستہ جوابے بصد پوزش آراستہ
 کہ اے نازنین میہانِ عزیز ز رخ میزبان دلم گشتہ نینہ
 برینگونہ کار است یزدان ترا چرا دل نہ خواہد بصد جاں ترا
 ۱۵ نکوئی و چنیدیں مسر در برت کہ یار و حسدین بخرا سکت
 بہ کدبانوی در شبتاں گراے کہ رفے ترا بندہ شد کہ خدایے

۱- س: گیرندہ - ۴- ق: کہ ر دزی کس چوں توان داشت باز

۹- س: باشد - ۱۰- س: باشد

شد از بار گه سوی خر گه رواں
 صنم ساقی و شاه ساقی سرت
 گراز می غنا تا بد ابله بود
 خروخت و رغبت در آمد خواب
 طلسم خود از پرده بیرون فکند
 بجاد و گری در بر آورد تنگ
 شود زنده بهیوش مرده بهوش
 در آن بهشتی گشت بهیوش تر
 که داند بدین گونه بستن نگار
 که می دشت خود را با فسونگری
 همی کرد اندوه دل را دوا
 که رغبت سوی خوابگاهش نمود
 که یادش ناید ز خرا و سبب
 نشاط و نظاں بود و بس
 که شیرینی عیش ریزد بکام
 که تلخی بے دیدم از روزگار

بگفت این دهنر مودتایم همان
 صراحی طلب کرد و در می نشست
 که را که ساقی چنان مه بود
 چو گردن دهشت چند و شراب
 ه صنم غمزه را در افسون فکند
 بر آهنگ امش طلب که و خنگ
 نهی زد که چون حای سازد بگوا
 چو زان نعمت شاه را گوش تر
 هزار آفرین کرد بر کردگار
 ۱۰ چنان گشت دل داده آن پری
 همه شب با فسون آن خوش نو
 چنان دل سوی عیشش امش نمود
 چنان ماند بروی گل ناشکیب
 نصیبش ز چندان با طهرس
 ۱۵ بیاساقی آن بادیه تلخ دام
 بده تا بشیرینی آرام به کار

بیا مطربا برکش آواز تر دماغ مرا تر کن از ساز تر
رواں کن که خشک است و دُوبا از آن دست چون ابر باران آ

در فضیلت فرو خوردنِ خارِ خشم که لذتِ کاظمینِ الغیظ
به کام سازد و تسایشِ حمولات که زبوں نفس گسسته مها
نشوند و چون نایقه صالح از شکسته جنبند

ز دلاپ چرخ آں کسان است که آسان نیارند درخون شتاب
چو دشمن بوی گردد احسان کنند بقدرت جو امر دی جان کنند
۱۰ چو مجرم بخاری شود عذر خواه برحمت کشند استی بر گناه
توانا پیش تو شد ناتوان مزن گر چه دشمن بود تا توان
کرم کن چو دست تو بال ترست که نجشایش از خشم و الا ترست
بگاه گشت غصه را خشم نبند که خود بد گنه ایمن ست از گزند
تو امر و زآن کن چو سودا رود که به پسندی ار بر تو فردا رود
۱۵ با مزش مجرمان کن شغ
ترا چون زین دواں بزرگی عطا
تبعیل رسم سیاست خطامت

گراؤں تو قف کنی در قصاص
 و لیکن چو قالب پر اگندہ گشت
 چو از ہم شد این خاک زنگین دھپت
 نگہ کن کہ تا مادہ مسر سنج
 ۵ کہ جلا دھونی بیک تیغ تینہ
 کجا دید قصاب رنج مشال
 چہ باید بود از کس لے کینہ سیا
 چہ بایچیناں بیکے خوشن
 درختے کہ عمرے بر آید بلند
 ۱۰ لگو مرد صد کشتم اندر بر
 چو بر خود نداری روانشترے
 نسوزد کے راتپ دیگر اں
 بہر جانوز جسم جانی فرن
 مکوش اندراں کرتے خون
 ۱۵ بخوں نیز خلے مشوقنہ دست
 بر زم آں کے راشمر گرم خیز
 تو اں کشتن آں کہ اندھی خلص
 نیار دھنن تو زندہ گشت
 نگر دھسفال شکستہ دست
 براں طفل خود چند بردست رنج
 بر آرد بیک لطفہ زور ستیخیز
 تبرزن چہ داند غم باغبان
 متاع کہ دیدن نیار شیش باز
 کہ نتواں از مومے آرستن
 تو اں دیکے لطفہ از بیج کند
 یکی زندہ کن مات خواند مرد
 مکش تیغ برگردن دیگرے
 مگر شپت دے کہ ساید براں
 چہ جانی کہ خود تا توانی فرن
 کہ جاں باز ناید چو بیرون د
 ترا نیز خونے ست آخر پو ست
 کہ باہمستیزے شود در ستیز

۵- ق: دسل: بشمتریز - ق: ۱: ۱۱ دن ۸ - ق: ۱: کاستن ۱۱ - ق: ۱: ۱۱: باہم پو شیرے شود در ستیز
 ۴- س: ۱: کہ با شیر شترزہ کند رتیخیز

بود بر برگ مرده شترزدن
 اگر شیر مردی پئے شیر گیر
 چو شد خوار اگر خشم انی چه بود
 شتر و احسان مرغیلاں خورند
 بد اں کز فزون خوردن آید بخت
 گلوی مشعبد نیا بد خراش
 نه ترسد ز بخشایش دشمنان
 نواز دهنس خونے را بشیر
 که صفر ابرو دین حین تن ناخوشست
 چو آتش نگیرد چه حاجت به آب
 کز افتادگان دُور دارند کین
 که در مانده را دست در خون نبرد
 بر افتاده زخمی نیارد ز شاخ
 چو پیش نشینی شنید ز تاب
 به از مرده کوز بون کش بود
 که زالی بود رستی بر اسیر
 زند گردن پهلوانی زنی

ز بون گشته رایتغ و خنجرزدن
 بدنبال آه چپ لوی چو شیر
 که غت از خصم خمارت نمود
 عزیزاں که خشم ذلیلان خورد
 ۵ اگر خنجر مکرم بود غصه سنج
 اگر خنجر آشاد و دور باش
 چو مرد از هنر هست مطلق غنا
 چو مارے به بند آورد مار گیر
 تحمل بهنگام صفر اخوشست
 ۱۰ بطف انکس کوشش کا ئی تبا
 بر آن نیکنجیاں حسرت آفرین
 ز رستم فزون بود سحر اب گرد
 ستورے که جسمه پوید فراخ
 گسکه کت بخوردن در آید شتاب
 ۱۵ ستور و گسکه کوز بون هوش بود
 بر آن تیغ نمن کو بود تیغ گیر
 چو در بند و زنجیر باشد تن

نہ در شیر ہاں از دلیری ست شو
 کہ باشیر زنجیری آید بہ زو
 اسیرے کہ در بندت افگندہ تر
 چو آزاد کردی شود بہتہ تر
 اگر صوہ را گذاری بہ کام
 چو زنجبتی آمد ہمیس حد زیت
 بہ بی حد بخشیدن چاں کہ چیت
 از اں بہ کہ سیم رخ آری بدم
 حکایت دو وزیر کہ یکی آتش خشم بادشاہ را بد تمیز کرد
 و دیگری باب دہاں نہ نشاندہ

یکے را ز شاہاں صاحب میر
 قوی دستے از دشمنان شد اسیر
 بہ تدبیر گفت اپنے ہشیار تر
 کہ دشمن بکشتن نہ ادا تر
 ۱۰ چو دستوری از راے دستوریت
 بر عہد دل فتنہ راے ہمہ
 کہ در رسم شاہاں بامید دیم
 سخن گفت بر عکس راے ہمہ
 اگر خسرو ایں حکم دارد روا
 قصاص عدد دستے شد قدیم
 و گز آفتہ وار ہاند سرے
 بود خسروے چوں دگر خسرواں
 ۱۵ خردمند کیں دستاں یاد کرد
 نباشد ز شاہاں چو او دیکر
 بدیں یک سگالش ہنجار کار
 ملک از خوں کردن آزاد کرد
 ہم ایں رستہ گشت ہم دستگا

ہزار آفریں بر چنان رہنمون کہ پیش بزرگان نکو شد بخون
 گرفتن سکندر سیمرغ خاقانِ اچوں مرغِ چینی و شکست
 افکندن در جناح او و صیدِ ادرچنگال گرفته سوی
 دستگاہِ شاہیں باز شدن آن ابجو صلیہ سدرخ
 فارغ البال گردانیدن و آزا کردن

چنیں پرده بردار و از بارگاہ	نخستہ عمل را بن ایس کار گاہ
چو آور و صیدی چنان رکند	کہ اسکندر از بخت فیروز مند
بر آن زندگانی شب زندہ دشت	۱۰ بر دیش لبِ عیش پر خندہ دشت
در آئینہ عالم آراے ماہ	چو زنگی شب دید رے سیاہ
بخندید ناگاہ صبح از کیس	زد آئینہ ماہ را بر زین
بنزل ہا کرد خورشید را	رواں کرد شہ تخت جمشید را
بکوشش چو خورشید شد خاستہ	۱۰ بجولاں گہ آمد صف آراستہ
ز نا آمد فتح در پای لغز	۱۵ دزاں سوی خاقان شوریدہ مغز
ز سوداے گم گشتہ خوشیق	ہمہ شب نیا سودہ جانش تبن
کہ چون شمع خود را را ہند ز سوز	درین غم کہ تا کہ شب آید بر د

بز و کوس و برشت کبشت
 رسو و نرسو و بر شاه رزم
 چنن تا بکے صبح دم تا بشام
 دو تا گشت پشت هیسو نال با
 ۵ بخور دن بود سیری از شهد و شیر
 دو تا گشت در کشت دهنال گیا
 رعیت بدو شد دلایت خراب
 زبردست چون سدر آرد جنگ
 چو آشوب شمشیر گیران بود
 ۱۰ بجای که کوشند پلایاں بزور
 دو دوسن چو گیرند جسم تنیز
 توای تا جور کا دی در بر
 به پیکار اگر با منی کینه سنج
 چو کاری میان من دست بس
 ۱۵ بیا تا بهم دست ببرد کنیم
 بکوشیم تا بخشش کردگار
 بصحرای رزم آمد از پویمست
 که تنگ آمد از دست این مزم
 سپه در زره بارگی در لگام
 فرو مانده باز و سمر داں کار
 خصوصاً که از تیغ و پیکان و تیر
 گریزند شد کار و دانه از راه
 نه آسودگی ماند کس نه خواب
 سر زیر دستاں در آید سنگ
 فرو مانده راحت نه ویران بود
 غبار مفت جابر آید ز مور
 گیارا بود بر زمین رستخیز
 بمردی کن این داری فی بر
 سپه را چه بهیوده داری برنج
 چه جویم نسیر یا د فریاد رس
 زره در خوی و تیغ در خون کنیم
 کرا بر سر آرد سر انجام کار

ز ما هر دو تن هر که ماند بجا
 چون نزد سکنه رسید ای پیام
 بروں اند چون گانی خاص را
 سوی حرب که تاخت با ساز جنگ
 ۵ میاخی بخاقان خبر گفت با
 دلش بود گر چه زان پیشه پاک
 ولیکن چون خود خوانده بود پیشش
 رواں شد بچو لاں گری ساخته
 چو پیلان جنگی در اں لوب گاه
 ۱۰ نخست از کمان ناوک انداختند
 چو بودند هر دو هنرمند و چیت
 ز ناوک سوی نیزه بردند دست
 بشمشیر گشتند دست آزمای
 د و جنگی بدست آزمای شگرف
 ۱۵ چو کردند چندان که بود از هنر
 به نیزه بازوے پولاد سخت
 بود بر سر دم و دین کد خدا
 در اں کا بجوی دشمن یافت کام
 شتابنده شبنم رقا ص را
 بر آنساں که پنجر جوید پلنگ
 که اینک بزم آمد آں بزم سا
 از اں پیش دستی شد اندیشاک
 چگونه عساتان بدار گرفت خویش
 ز رخت بقاخانه پر داخته
 در آمد به شطرنج بازی دوشاه
 ز یکدیگر آماج که ساختند
 نیامد بر آماج تیرے درست
 ز هر دو در اں نیزه نخت
 در اں هم شد قلابه زخم سا
 همه زندگانی دریں کرده صرف
 نگشتند فیروز بر یک دیگر
 دواں کمر حاکم رفتند سخت

چوپایاں کہ خرطوم درسم زنند
 بہ پیچیدہ خرطوم را خسم زنند
 تباہ تو اں درسم آمنتند
 قیامت ز یکدیگر انگشتند
 بسی دست بازی نمودند سخت
 دو جانب خمبیدند بیخ و رخت
 ہم آخر قوی دست شد شاہ زم
 ز جادو ر بودش چونکے ز موم
 ۵ فرس تانت باز و بر افراختہ
 ز ترکان چینی تی گشت صبر
 خروش از صف و میاں شد بابر
 بر آورد رومی تبارج دست
 در افتاد و قلب خاقان شکست
 سلاح ہنگان اتراند تیغ
 سکندر لعینہ مودتا بید تیغ
 براں زینہار استواری کنند
 بہ پیمان شہ زینہاری کنند
 نکو شد کرتیغ بے سر شود
 ۱۰ و گر کس مبردی برابر شود
 چو در ناید آماج تیرش کند
 بہ نیزنگ و ہنجار اسیرش کند
 سپہ نافزد کرد و خود باز گشت
 چو را این بدینگونہ دمساز گشت
 بدام او فگندہ شکار چیاں
 سرفراز گشتہ بکار چیاں
 بغیر وزہ گوں سپنہ برز و کلہ
 بغیر وزی آمد سوے بارگاہ
 قزاقند مہماں کشا دند باز
 ۱۵ بفرمود تا جامہ داراں برار
 کہ نے پودا و بود پیدانہ تار
 گرامی یکے جامہ شاہوار ق

پس از شستن شخص خورشید تاب
 چو گرد سوارى ز تن دُور شد
 ملک دست گرفت بالا نشاند
 دلش داد و سوگند ها خورد چند
 ۵ همه روز بابرگ سازندگی
 چو آمد شب تیره مهسان روز
 فلک میزبان را از حبیب پُر
 بفرمود فرمانده روم و شام
 جهاندار خاقان بیدار بخت
 ۱۰ بخوابد خورش آسوده شد بپای
 چنین شب بسی خفت و لاش خفت
 شب روز با خسرو مهر تو ز
 سپاه سکندر بر آنسان که خوست
 در آن که لغیم اسر قباچ بُد
 ۱۵ همه شکر چینی از بے سری
 گرد به خورشید تیغ و تیر
 کشیدند بروی چو بر گل گلاب
 تن خاکی نپسند نه نور شد
 بهم زانوی بر سرش نشاند
 که از جان او دور دارد و گزند
 همی کرد مهسان نوازندگی
 بر افروخت همه شمع گیتی فردز
 بد امان مهسان فروریخت در
 که مهسان کند سوی بستر خرام
 بخرگاه خواب آمد از اوج تخت
 که بودش امان سکند بپای
 بامید آزادی آزاد خفت
 ز عشرت ندانست شب را بروز
 بغارت همی تاخت پیرچپ دست
 سپه تاد و هفته بت راج بود
 در آمد بخت را اسکندری
 گرد به بزنجیر خوارى اهر

زمیں شد ز بارِ غنیمت گہاں
 دل ویدہ مفلک گشت پُر
 نہا خانہ بے متاعِ نہشت
 کہ دل ادا ہوت جاں ریا
 ز کافورِ عسبر ز مشکِ عمیر
 بیدار ز زیبا بقیمتِ فزوں
 طرائف بحرِ من جو احسن
 کہ دریا بد آں را مہندس شمار
 کہ خم شد از اں بارِ پشتِ زمیں
 دو عالم بیک دگر تختند
 کے را بھنشن نیامنیاز
 برادرِ نگ شد چوں جم و کیتاب
 بر آراست بائے برسم کیل
 بزرگاں کشید نہ صفِ سوسو
 زمیں سے شد خسر داں اکلاہ
 فروز زده شد ماہِ ناکاستہ

بُن بگاہِ رومی کراں تا کراں
 ز بسیارِ رختِ اسپ و شتر
 کسی کو بجانہ فقاعِ نہشت
 زمیں خیر چینِ چنہاں غریب
 ۵ ز سیف و دیبا و خنجر و سیر
 گر انما یہ ہاے ز غایتِ بردوں
 زدہ تودہ بر تودہ در ہر وطن
 نہ سرمایہ چنداں در آمدِ بار
 جداگانہ گنجینہ شاہِ پس
 ۱۰ بہ گنجِ سکندر نہ دختند
 چو آہستہ شد شکر از ترکِ تاز
 سکندر ہیں وزے از بامداد
 ز فرخندہ را یانِ سنخِ بیاں
 ستادند نڈاں براں رو برو
 ۱۵ خردش رقیباں بر آمدِ باہ
 جو گشت انجمن ز انجمن آراستہ

طلب کرد خاقان آفاق را
 چو آمد برادرنگبِ الا شحبت
 بفرمود تا هر چه در ریز گیس
 که دمه سوی بارگه آوردند
 ۵ کسی کو کند رشته تابی نهان
 چو فرمان شه سوی لشکر رسید
 ز کالای داز مردم و چار پا
 چو ظاهر شد اسباب چسب هر چه بود
 نوازش ز غایت فردن کرد و نوا
 ۱۰ بفرمود تا لشکر بے قیاس
 دو دیدند جویندگان تن تن
 ز هر جانب از بخت دالای خویش
 همه چینیان با هم برگ ساز
 چو شد بر سر رخت خود هر یک
 ۱۵ پڑوهنده در پیش فرمان شاه
 متاع ز هر جنبش از مشاء ق
 که در دفتر آورد و دسترگا

گره باز کرد ابرو طاق را
 دوسر داز یکی پنج شمشاد سرت
 غنیمت بدست آمد از شاه چسب
 کم و بیش در پیش شاه آوردند
 رسن در گلویش بر نواز جهان
 غنیمت ز هر جانے دریر
 بقدر سه قرنگ پر گشت جا
 اسیران چسب را طلب کرد و زد
 رسن باز گردن بردن کرد و نوا
 دهر رخت و کالایکالاشناس
 طلبکار سر مایه خویشتن
 بدست آوردند کالای خویش
 بدرگاه شهر میر رسیدند باز
 نشد هیچ ضایع مگر اندک
 شد از خاصه شاه چسب غنچه
 که در دفتر آورد و دسترگا

بخاصانِ خاقان اشارت نمود
 دودیدند فلان پذیرا چون باد
 جداگانه اسباب کارگاه
 ز سکان تلف شد بغارتگر
 ه گرافسای از تو سنج گشت گم
 چو زان مرد میهای مردم بپ
 جهاندار برخواست از جای خود
 ز مهاں نوازی شمارش گرفت
 پس آنکه دهن چپه نوش کرد
 بدو گفت کامین شواله با جدا
 اگر نا که از دورا پس سبب طاق
 مه و خور که نوریت پیوست نشان
 دگر روشنایا که بنی جمال
 کسی اور آفاق صورت بند
 ۱۵ جفا گر چه سیر افلاک نیست
 زمانه که دادت چنین پای لغز
 که بر هم نط باز جویم زود
 نط های گم گشته کردنیاد
 همه باز کردند از بارگاه
 فرزدندش از گنج اسکندری
 فرس بود نادان آن بسته دم
 رمیده دلال را در آید کیب
 بتعظیم شد پیش تمهای خود
 نوازش کنان در کنارش گرفت
 ز لعل خودش حلقه در گوش کرد
 که رام تو شد گردش دزگا
 گرفتار شد آخرت در محاق
 گرفتاری عاقبت هست نشان
 هم ایمن نیندا ز مبوط و زوال
 که دریابد آسایش بگردد
 چون مشتری با شمت باک نیست
 درین تعبیه باز دشت لغز

کہ از کس مہر تُوائی دہد
 بہ اوز نگہات آشنائی دہد
 ۵ چو بستہ شود پیل ترس دز مات
 دور وزے کہ آزدی از بخت خود
 چو من چیں کشادم ز ابروی کیں
 بگفت این فرمود کارند پیش
 گر انما ہماے کہ شایاں بود ق
 ۱۰ بیک چشم ز دھازن گرم خیر
 چو شد دید جمع آنچه بایستہ بود
 بخاقاں کی تاج زریں سپرد
 ز گوہر مکل یکے تخت عاج
 سزاواراں یار گنج شکر ف
 ۱۵ اتکا و رہنرا اسپ بازی نژاد
 بیای دو اں دست بردہ باد
 ترا کی شدے با من ایس یادری
 چو بینی ز دولت ہر دیاری
 کہ خواہد ابر دست سلطان نشست
 نذا ند کہ روغن خور دیانبات
 بیاداش و یافتی تخت خود
 مبارک ز سر ہادت اقلیم صیں
 سلب ہای شاہانہ ز اندازہ پیش
 سزاوار کشور حایاں بود
 جہاں رجاں کرد گنجینہ ریز
 رواں کرد جای کہ شایستہ بود
 کہ خورشید از اں روشنی شک بد
 بہاے وی اقلیم صیں اخراج
 کہ عمری در اند دقتش گشت صر
 بیای دو اں دست بردہ باد

۱۱- ق: چو شد جمع دید- ۱۱- سس: چو شد جمع گرد آنچه شایستہ بود

۱۱- سسل: بانستہ بود

ہزارِ دیگرِ شترِ سرخِ موے سبقِ بُردہ ز اندیشہ گرم پوے
 غلامانِ دمی و قیاقِ دوس کینِ زانِ آستہ چو دس
 ز جنسِ حبشِ خادمانِ سرے ملونِ سیاہانِ قیمتِ فزے
 ہر اے ز ہر نوعِ زیبا و سیت کہ در حیرتِ آنِ خرد گشتِ سیت
 ہمہ پیشِ فرمانِ پیرِ کشید سرش از رفتِ پیرِ کشید
 بزرگانِ حییٰ از پاتا بفرق ز خلعتِ میانِ گھر کرد غرق
 جدا گانہ بر ہر گرامنِ ایہ کرم کرد بر قدرِ ہر پایہ
 بفرمود تا پسِ بآنِ عسکرِ ناز رود میہماںِ جانبِ خانہ باز
 سپہا چسبِ زانِ نو از ندگی ز سرایتِ سرمایہ ز ندگی
 چنان گشت شرمندہ احساںِ جان کہ زانِ ندگی خوش بنودش خلان
 فراوانِ درانِ حش و رنج چہ از بارِ منت چہ از بارِ گنج
 ز بس کا نذرانِ اور می داشتد دلش صید گشت ارتنِ آزاد شد
 ز بختِ شایس و بخشِ بے شمار ز بانس ز پورش نمیکرد کار
 بصد شرمناکی و بجلتِ گرمی بغلطید بر نطعِ اسکندری
 ہا نو از ندہ را معذرت ساز کرد بشکرِ نو از نشِ زباں باز کرد
 سز آباد بر وارثِ ملکِ جم کہ ویراں کند عالمِ آباد ہم

اگر بردے داغ داند نہاد
 بہ چشم ارپشیزے ستاند ز کس
 و گر ملے از تاجدارے ر بود
 چو دشمن قوی شد ز بول سا ز دش
 ہ بسا راہ زن شیر مردم ربا
 نباشد چو تو شاہ در مہر و کیس
 کجا خسرے جز تو باشد چیاں
 دگر شاہ را در عدد و سونستن
 رہی کر تو در بندگی شاد گشت
 ۱۰ چنانم گلو بستی از طوقِ خاص
 چو بستی بقیدِ عطاکرد غم
 ہر آن مرغ کا سود گشت از فروغ
 چو آہوے وحشی ز جو گشت ام
 چو طاؤسِ افسانہ شد بوستا
 ۱۵ دگر تو بشاہی نخواہی مرا
 ز بنیاد بر کنده بود خستہ سرم
 بر دم مہی جسم تواند نہاد
 بہ احسانش گنجے دہد باز پس
 دو چندانش بخشد بہنگامِ جود
 دلی چوں بول کرد بنواز دش
 کہ گم گشتگاں را بود رہما
 بکوش چیاں و بہ بخش خنپ
 کہ کوشد بہ جاں بخشی دشمنان
 ز تو باید این بخشش آہوستن
 کنوں بندہ تر گشت کا ز اگشت
 کہ تار و زنجیر نیام خلاص
 چہ حاجت رسن در گلو کرد غم
 دلش راقص خوشتر آید ز باغ
 دگر آہواں را در آرد بہام
 دگر یاد نار د زہن دوستا
 یکے بندہ خاص دانی مرا
 دگر رہ تو کردی نہال از سرم

درختے نشاندی بربیکِ آخرتی
 از پس من خونِ خصمانِ شاه
 کسی را کہ باشد چو من چاکرے
 مخالف چو کیں آوِ شاد باش
 گرم زندگانی دھند کر دگار
 چو زینگو نہ خاقانِ چینِ غرورست
 بیایے سکندر بے داور
 برآمد بفرخندگی بہمن
 ز سر ملکِ اریٹ افزا گشت
 سکندر بفرمود تا مہتران
 بتعظیم دیباچہ شاہیش
 کسے کیں کرم دید یا خود شنید
 چو زان ناحیت صل آمد فراغ
 ستودہ جہاں - داورِ نیکنام
 تنزل در تسلیم دیگر نگند
 چو در ملک قار بود بادشاہ
 کہ امید باشد کز ان بخوری
 کز ایشان نہ ستر نمونی کلاہ
 بخشم چہ حاجت دگر لشکرے
 حوالہ بہ من کن تو آزاد باش
 کنم روشنِ اخلاص با شہر یار
 بر آہنگِ فتنِ عمار کردار
 پس آنگہ دواں گشت پیل دگر
 گر ایندہ از بختِ فیروز بہ
 سوئے دولت آباد چین باز گشت
 ز فرماں دایان و فرماں ہاں
 گر ایندے تختے بہم سر ہیش
 تعجب کن لب بدناں گزید
 شد از مشکِ چین خلقِ مشکین
 بنامِ نکو کرد آخبرِ اہرام
 گئی تاج بر بود دگر سر نگند
 گئی سر زندگاہ بخشد کلاہ

چو ابرست فرمانده کامیاب که باردگی آتش دگاہ آب
 بیاساقی آن شربت خوشگوار کزد بزم گرد و چو خورم بہار
 بدہ تاچو در تن در آرد توان گل زرد من زوشودار غواں
 بیامطر بساب می کن گام بدان رخنوں ساز طنبور نام
 ۵ کہ گرچوں عود سانش در بر نی می پڑھد از کہ دی تہی

نصیحت قوی از وان کہ ز درستان بقوت پنجہ
 نگاہ اندو مجروحی کہ خوابہ او از تنگی بیرون او دہر حرا

آں از سر لطف ہم نہند

کسی کو بہ گیتی بود ہوشمند نیابد ز آسب گستی گزند
 ۱۰ باندیشہ بنیاد کارے کند کز آن خویش ادھ صائے کند
 بہ پیغولہ در کند جابے خویش کہ داد دزد پاس کایے خویش
 گرش نیست کارے زیوتنگاں گرفتہ بر نیست از خستگان
 ولیکن گرش قوی اندر پست بہر نیک بد عہد شاں بردیست
 چو صد سر بسانیت زیر پاست بسختی سر خویش گیری خطاست
 ۱۵ غم دیگران خو چو دلتیت ہست غم خوشتن خود خور دہر کہ ہست

بزرگی کے رادہ دستگاہ کہ دار و پناہندہ را پناہ
 نہ زان مایاں کمتری در شمار کہ بر چو زگاں سازد از پر حصا
 بزرگاں کہ کمتر فوازی کند نہ رسم بزرگی بیازی کند
 سرمہ دہر سہی کردن بست چو نبود سہری بار بر گردن بست
 ۵ ولیکن سراں اتواں کرد فرد کہ بازیر دستان بود پایے مرد
 کے بر سر حلق زید امیر کہ افتادگاں را بود دستگیر
 شرف کردن مردم از مردمی و گرنہ ہم آہمی آدمی ست
 شد از بوسے خوش نازہ مشک ست و گرنہ فراداں بود خون و پست
 بہ تنہانہ باشد کے سر سراز سر آں شد کہ باشد رعیت نوا
 ۱۰ بزرگے کر و خور دبیرں شود و گر خود فریدوں بود دوشو
 عطاے کہ از بے پری شد بول ستونہ کند لیک ہم بر ستوں
 بزرگ ارچہ طاؤس باغے بود گردش دم بریزد کلاغے بود
 پلنگے کہ بکت پایش بنگ سرش ابرقن من اندزنگ
 پرستار کش خدمت کردنی ست ترانیز تیمار او خوردنی ست
 ۱۵ ز سر گرچہ پایر بار اندرست چونی بنگری بار پا بر سرست
 بود پا بجاتا بود سب بجایے چو سہرستیت پا اندر آید زجایے

میں درختِ بارِ سیارِ اد
 تو برگِ گردنِ خوبِ دُراںِ بارِ اد
 چو پشتِ شتر گردِ دازِ کزِ نگار
 دلِ سارِ باںِ اکنہِ خارِ خار
 ز رفِ خردِ هستِ آںِ ایند
 کہ از کمتراںِ بازِ دارِ دگرِ زند
 گرازِ فتنہِ یکِ پائےِ بے‌نیشہ‌نیت
 چو دادِ رقیبِ باشدِ اندیشہ‌نیت
 ۵ اگر میشِ درختِ گرگاں بود
 نرِ نجدِ چو زانِ نرِ رگاں بود
 چو سرِ سبزیِ خواجہ باشدِ بجائے
 چہ اندیشہ از دشمنِ سبزیِ پائے
 سگے خورِ دِراںِ شبانےِ بزرگ
 کہ بزرگالہ را دارِ ہاندِ زگرِ گ
 جہانداریِ آںِ را مسلم بود
 کزِ درختِ فتنہِ محکم بود
 بہنگامِ فتنہِ مکنِ بے‌غمی
 کہ باشدِ سرِ انجامِ او درِ ہی
 ۱۰ چراغے کہ درِ خرمنے بر کنی
 بکشِ ورنہِ خرمنِ درِ اںِ سرِ کنی
 چو سیلابِ تند آید از بزرگے
 ز سوراخِ موئے کند روزنے
 بغوغا و شورِ اہماںِ خوش بُو
 دے کارِ داناںِ شوش بُو
 دہلِ کارِ دشِ نوبتیِ دُفنیہ
 بو شادیِ کو دِکِ دِنجِ پیہ
 مکنِ تکیہ بر حنا طرِ شہمنہ
 کہ زیرِ کترازِ تستِ چرخِ بلند
 ۱۵ بودِ پاسبانِ گر چہ بیدار تر
 ہمہ حالِ از دوزِ دُشیا تر
 ز جو رہاںِ گر توئیِ تنگِ خوے
 جہاںِ کارِ خود کے گدازِ بگوے

دراں بھجے خوش بند زیاں
 زیانتا زپے سود خود میکند
 زبے نائیش مردہ باید بہ کنج
 بودیگیاں تشنہ خون خویش
 کہ از فتنہ ایمن تو ان رستن
 حمایت قوی دار تا بر خوری
 بدان خواب تو نیست خسی بے
 کہ ہنگام خفتن نگوید کہ خیز
 رہانڈہ جوے تا دار ہی

غنی کو بغارت بہ بند و میاں
 بد اندیش کو باتو بد میکند
 کدیور زباغ از ند زد و ترنج
 کھن گرگ ناشاد از خون میش
 چناں باید اندر جہاں رستن
 اگر بر سر کھتہاں سہری
 چون خوش خپد اندر پناہت کے
 دگر کہتری و رپناہت گریز
 زد ہر زبوں گیر چوں آگہی

حکایت فریاد کردن اشتر دہاں بستہ و بفریاد رسیدن
 موش بر سر وقت او

نگہ کرد موشے بہ پنہاے دشت
 رسن چیت کن چوں گستی مہا
 از آن کسے شو کہ یابی اماں
 بمقدار خود گفت باید سخن
 مٹو با بزرگے چو من خردہ گیر

شگرف اشترے اہنگام گشت
 بدو گفت کاے ہر و برد بار
 کیس ہاست اینجا بے ز آسماں
 شتر با بگ بر زد کہ خاموش کن
 وجود تو ز نیگو نہ خورد و حقیر

شترچوں نکر دآں نصیحت گویش
 دکان بست موش نصیحت فرد
 بسو راخ رفت ایں غبار افکن
 شداد سوے دیگر مہار افکن
 ہر شاخ خاکے کہ شد سرفراز
 ہمارا ہی داد رشتہ دراز
 ہی گشت شاخ افکن و خاکن
 کہ پیچیدہ گشتش شاخ رس
 ۵ دور و زود و شب باندہیوں دتا
 چو دل ان زبونی بریش آمدش
 اہل اہمی دید ہر دم نجواب
 بدگفت چونی و زان کہ
 نصیحت گر رفتہ پیش آمدش
 شترگفت دریا بکان تو ام
 بدیں چاشنی میہان کہ
 بہ اربندہ خویش خوانی مرا
 بنزل کرم میہان تو ام
 ۱۰ چو بحر چنیاں دید چارہ سگال
 ازیں بندگی وارہانی مرا
 دریں ہ کہ در سر کلابہ ترست
 بعاجز رہانی بریدش دوال
 پناہندہ بے پناہ ترست

غمیت کردن سکندر سے دیو لایا جوح و با جوح
 و بعض اہ تیغ کو تہ سگاف و غار کشتن و در آں رخنہ ہلا
 ۱۵ را از آہن گر ان سنگ و خشت پلا و بستن
 گزارشش گر نفس دیر نیہ ساز
 چناں بند دایں پریان اطراز

کہ چوں چہرہ شد کا رفرمائے دم
 از اں دل کہ دولت سگال آتش
 گرفت اں طرف نیز یکسر زبور
 ز طاعات بالانیاں تاج داد
 ۵ چو بر عرصہ روشنی دست یافت
 چو ز اں چشمہ عمر لب تشنه ماند
 سوئے چشمہ از روشنی کرد روی
 سنجکوی پشینہ جادوے پیش
 بشر حکیم بست این رق راطراز
 ۱۰ چو زین کتہ اہ معانی کشاد
 از اں چشمہ ماسیای گزاشت
 چون گذاشت ادم بشیشہ دروں
 چو تاراج شد زلہ بر خوان میر
 چو دہقان کند خرمن از دانه پاک
 ۱۵ گل از بوستان بادہ نوشتاں برند
 چو آمد جهاندار دریا دروں
 بشرق دروں بر بے مرز بوم
 غریمیت بسوے شمال آدش
 بدریاے خزر اں در افکنہ شور
 سر و سیاں را بتاراج داد
 بتاریکی آب حیواں شتافت
 جنبت ز ظلمات بیرون جہاند
 بر بے آبی از خوشن دست شوی
 کہ جادوگری کرد ز اندازہ پیش
 ازین پیش بیرون نفیگند از
 نعم از چشمہ زندگانی کشاد
 گمر تبہ و گوش ماہی گزاشت
 من اریشہ شویم چه آید بروں
 من از ریزہ چینی ندارم گزیر
 بود عاقبت قوت موراں بنجاگ
 خس و خوار ہمیرم فروشاں برند
 ز تاریکی آب حیواں بروں

در آن ه که نطعمه نه هموار داشت
 سپه از روشِ رنج بسیار داشت
 ز کوه و در و بیشه سنگلاخ
 سیم باد پایاں شده شاخ شاخ
 علفِ اچنان بر عدم شد برات
 که نایاب شدن چو آبِ حیات
 فراخیِ بطنخِ برونِ بر درنگ
 ز تنگیِ دلِ یگنان گشت تنگ
 ه کسے را که صد گنج و دینار بود
 شکم خالی و دل گرانبار بود
 بجای که باید شکم کرد پُر
 یکی دانه جو به ز انبار دُر
 تو نگر که ماش جہانے بود
 چو بیش محتاجِ نانے بود
 چوبے تو شکی در تن آر شکست
 تو انا ترے را کند زیر دست
 اگر آدمی بادشایار ہی ست
 دلش پُر دیاں گر تہیکہ تہی ست
 ۱۰ بجلس مے و میوہ حالی بود
 فتح شکن ایشیہ خالی بود
 دل شاہ رنج از ہمہ بیش داشت
 کہ بار ہمہ بردلِ خویش داشت
 از اں غم کہ کارش سختی فدا
 رہانندہ خویش را کرد یاد
 شبے شد نہیم صجبتاں گوشہ گیر
 بہ پوزش گری پیش پوزش پذیر
 بخویش نظر سوائے بخشہ داشت
 شب بندگی را بجاں زندہ داشت
 ۱۵ چو باہنم خود بے راز گفت
 سر دشتے پیدا رگشت از نہفت
 سکندر تہ چوبے تو شہ
 کہ دادش ز انکورِ تو خوشہ

بدگفت کا زاد بکس از گزند
 که بردشت دولت نکار تو بند
 ز باران اشکے کہ چشمت کشاد
 بے داذینگونه شاخ مراد
 نادى چو در چشمه عمرے
 شدى آب نادیده زودر شے
 بے رنج دیدی به پویندگی
 شدى آب نادیده زودر شے
 ۵ خدایے کہ در کارگاه مراد
 بے رنج دیدی به پویندگی
 چو بر قسمت رزق پر دانه دد
 نکر دست رنج کسے را بباد
 گرت چاشنی بخشد این سبیل
 بپادشاه آیت این دانه دد
 یکے خضر زان چشمه شد زنده نام
 کنی چشمه زندگانی سبیل
 همه عمرت این نوشه یاری رست
 تو زین عالمی زنده گرداں تمام
 ۱۰ صلادہ بریں میوه ہر جا کہست
 ہمہ عمرت این نوشه یاری رست
 در دین تن این تحفہاں نواز
 کہ ہم نقل و ہم بادہ داری ست
 نہ از خوردنش باشد این دانه فرد
 بود تا بیک سال مہاں نواز
 تنومند را تازه گردد درواں
 نہ سالے خورش جوید آں کس کہ خورد
 و لے چوں سپہ یافت خورندے
 تو آنا شود مردم نا تو آں
 ۱۵ چنانست فرمان نیردان پاک
 در آید بدلہاں تنومندے
 کہ ساکن نمانی دریں تیرہ خاک
 ازین جاکنبی چو دریا کے آب
 سوے کوہ یا جوج رانی شتاب

جہاندار از ازل دُزیے بتقیّا
 بے گفت و زنی رساں اسپا
 چو خورشید خشنود نمود تاب
 برآمد چو خورشید بر تخت عالج
 بر آئین اسکندری داد بار
 بر افکندہ پرده ز در پرده دا
 بفرمود تمام مردم از خاص عام
 ۵ نواے نوازش لہجہ رسید
 بدرگاہ راند آدمی فوج فوج
 زمیں ز ان فیدے کہ خوشکوی و گوا
 کسے کا د از پیر و برناؤ خورد
 بدان انہ خلق شکم خستہ
 ۱۰ کسے را کہ نوبت سیدے فرا
 بدردیزہ نفس و زخ شرت
 ز پیر مردگی زندہ گشتے تنش
 جہاندار تا ہفت روز تمام
 سپہ اکہ در نالہ و دواے بود
 ۱۵ چو شکم ہمہ گیر گشت از خورش
 ز آتش معدہ دلانہ گشت
 بدست خود شہ انہ می سپرد
 شتاباں چو کنج شک آختہ
 ربوے ز مخدوم کمتر نواز
 سپرے بد زخ نشان بہشت
 چو شمعے کہ افزوں کند روغش
 بدان انہ آورد دلہا بدم
 شکم پر شد و خوشہ بر جاے بو
 گرفت از غذا سینہ پادش
 ز دایم شکم گردن آزاد گشت

شہ مہرباں طبع - پاکیزہ خوے
 بفرمود تا مردم و چار پائے
 خرامان آہستہ زیر مرز بوم
 خود از کوچکہ کرہ بیرون جہاند
 ہ بدشت بیابان و کوہ و درہ
 دران ہ کہ شد رخ صد چاشنی
 پس از چار ماہہ گزند سفر
 چہ بیند محنت ستانے دشت
 زمینے زد و زخ عنم لگیز تر
 ۱۰ علم بردہ کورہ بر افج میخ
 سراندازد از تیغ گاہ ستیز
 بہر کوہ و غائے چو دریائے زرت
 چنان خاک و ان عفونت شست
 چو شاہ اندران اوری پے فتر
 ۱۵ بفرمود تا خیمہ ہر گروہ
 بر آورد و دہلیز و بر زد سریر
 بہ تیمار در ماندگاں کرد رے
 کہ از ماندگی ماندہ باشد بجائے
 گر آیند منزل مہنزل بر دم
 جریدہ سوے کوہ یا جوج راند
 بہنجار می شد سپہ یک سرہ
 خضر شیر و بود و الیاس نیز
 کشیدند در کوہ یا جوج سر
 کہ بیندہ راز و دوتا گشت پت
 گلشن خار و خار از سناں تیز تر
 ز ابر سیہ آب دادہ بہ تیغ
 کلمہ می ر بود از سر آں تیغ تیز
 بہر غار در اثر دہائے شگرف
 شد از موکب خسروے چو شبت
 علم برد عنار یا جوج برد
 بدوزند دامن بدامان کوہ
 از انجا بقدر دود پرتاب تیر

خبر شد باقصائے آن مرزبوم کہ بگذشت بر کوہ دریای روم
 نواحی ششیں مردم آن یار کہ بودند پنهان بہر کنج و غار
 زبا جوج و حشی جباں آمدہ زبید او شان در فغاں آمدہ
 چو دیدند کلام پید از نوی ستم دیدہ را داد بختے قوی
 ۵ ازاں گوشہ گیری بر آمدند نظم کنان پیش شہ آمدند
 بفریاد گفتند کای و شکیر زبید او دیا جوج ظالم نفیر
 بروں می گرانید ازین تنگنای بہندی چو گرگان مردم بای
 بچنگال شاں ہرچہ افتد کم ست اگر چاہا پست دگر مردم ست
 کہ یازد کہ شاں اکند ز جنت جزا قبال فرماندہ تاج و تخت
 ۱۰ مگر بخت بیدارت آرد شاب کہ آن فتنہ چشم بند و جوا
 چنین کار نبود بہ بازوے کس جزا اندازہ بازوے تست بس
 بہیمائے تست این سعادت پدید کہ سدے بر این رتوانی کشید
 بے زین خط بازی نگینتند سر شکے بزاری فرو بختند
 ز بس آرنالیدن آن گرو ببانگ صد انالہ می کرد کوہ
 ۱۵ دل آزرده شد خسرو روم را نوازش بے کرد مظلوم را
 بامید شاں کرد چون تندرست خبر بے آن وحشاں باز جست

کہ چونند و چندست مقدارشان
 شناسندہ رازاں کار گاہ
 چو برداشت سرزاں سرافکنگی
 کہ گیتی پناہا ہماذار باش
 ۵۔ جہاں درپناہ تو آسودہ باد
 چراغ جہاں از روی تو نور
 ازاں دیو خویاں چہ رانم سخن
 گرد ہی بہر سو چو دیواں گشت
 فرداں از شمر دن گرد ہا گرد
 ۱۰۔ مثل گرد بریا کنند آب خود
 بہر سو کہ در پیش گیرند راہ
 بکو تاہ چشی سگ جیفہ جوے
 نہ شرمی دے بنیش دل نواز
 تہ پا چو دامن فروشتہ گوش
 ۱۵۔ ہنگام نختن بخسند سیر
 چہرہ دار داندیشہ کارشان
 جیس سود بر مفرش بار گاہ
 سخن گفت بر قد و اندکی
 شب روز چوں بخت بیدار باش
 بداندیش ز اندیشہ فرسودہ باد
 دم سر دھم از چراغ تو دور
 کہ دیوانہ گرد سپہر کمن
 کرہ برد در تنگ ز غولان دشت
 چو ریگ بیابان خاشاک کوہ
 بیکدم ز دریا بر آرد گرد
 نہ گل ماند از رز میں نے گیاه
 بگوش دراز از خراں بوجے
 دراز چشم کوتاہ و گوش دراز
 نہ زان دامنے کو بود عیب پوش
 یکی گوش بالا و دیگر بزریر

۱- ق:- چونند- ایضا- س:- چونت- ۲- بر فرخشاں

۱۴- س:- بہ آواز دارند چون سنہ خردش

۱۵- س:- یکے گوش زیر

قباشان بمان بست دجشن ہماں
 شکن برشکن چین ابرے شاں
 گھمے زہمے خشن برود جو د
 برد آدہ پشت شاں چوں گرا
 ۵ برہن بیکد گیر آسند گرم
 زبے دانشی ہچو خرس و خرس
 بشوت شب روز باہم بکار
 دراں کوہ بے میوہ و جے شوم
 نباشد چو چیزے دگر قوت شاں
 ۱۰ شہ کار داں کاں حکایت شنید
 ہو س گرم شد طبع جوشیدہ
 ز لشکر گزین کرد مرد ہزار
 ز گور اں سبق بردہ ہنگام گشت
 ز گرمی جہندہ برابرش جو برق
 ۱۵ بہ پیکان چوں مے خاراں سگاف
 حریر سر و حلہ تن ہماں
 کشاں ایش تازی زانوے شاں
 قرہ زرد و سرخ دودیدہ کبود
 شکم ہن پاخرد و ناخن دراز
 ز فرزند و مادر نذر اند شرم
 بخواہر نے گشتہ مادر عدوس
 نمیردیکے تا نر اید حسرتار
 کہ درے ہمایوں تو اں گفت بوم
 بود بہتریں طعم خرقوت شاں
 عجب نازد لب ابدناں گزید
 کہ بنید تماشائے پوشیدہ را
 شائبہ چوں باد در وقت کار
 گرفتہ بہ تنگ آہواں از دست
 ز سر تا بہ پایر فولاد عنق
 نذیدہ کے پشت شاں در صفا

۱۔ بر۔ ۳۔ س۔: گھمے زہمے کشن برود جو د۔ قرہ سرخ و سرخ زرد دودیدہ کبود

۸۔ س۔: ہماں اوتوں

۱۴۔ ق و س۔: قدم

چو شیر درنده بششیر و تیر
 بفرمود تا هر همه یک سر
 بر گوشه غار پنهان شدند
 چو بکر فلک رعماری نشست
 ۵ عروسان شب یور آراستند
 فلک ده زان لعبان باز کرد
 رسیدند بازی کنان فوج فوج
 چو طفلان همتاب بازی کنان
 نشستند در زیر هر خار بن
 ۱۰ چو دیدند پنج پیر سازان را
 کمانها کشیده بر آهنگ کین
 در آن وحش صحرای درختان
 بگشتند چند به شمشیر و تیر
 ز چنگال آن قوم بیباک نیز
 ۱۵ سر اسیمه شد مرد از آن بزرگان
 بر آنگونه کشتند پولاد را

بمردی و مرد انگنی بے نظیر
 کمین خستند از در آن ده
 بران فتنه فتنه جان شدند
 شب تیره در پرده واری نشست
 فلک ابگوهر بر آراستند
 جهان بازی لعبت آغاز کرد
 زد از دیو مردم همه دشت موج
 لب از آب بنی نمازی کنان
 بهم ابرسمن انجمن در سخن
 که پنج پیر یون داز صیدگاه
 چو شیران برون خستند از کین
 گرفتند و کشتند و خون ریختند
 دگر زنده کردند نخته اسیر
 فروشد افرادان جوان عزیز
 چو شیر که افتد میان گان
 که شکنین پولاد بنیاد را

بندگان ہمہ حلقہ زہ
 ہمہ شب ہر برانِ جنگی سپے
 چو کلمے سیار گاہ بُربا
 درخندہ شد چشمہ آفتاب
 ۵ ز زنبورکِ مردِ کامل بزور
 بجوش آمدند آس گاہ صد ہزار
 بر غبتِ شبانہ سوے ہلاک
 رواں سوے شمشیرِ خنجرِ بلاغ
 بہر حملہ صد حشتِ نگینتند
 ۱۰ یلانے کہ رستمِ شاں آمدند
 باندانِ زور بازوے مرد
 ولیکن چو موجِ بلا بود سخت
 یکے تن کہ در پیشِ صد تن
 بسا چہ شیر بر رے خاک
 ۱۵ ز چنڈاں بنزد آژنای سر
 و گر حمله خفتند بر نطعِ جنگ

بُریدند یک یک گرہ بر گرہ
 دراں فتنہ بودند دست آژنای
 پُر از سبزہ گشت این ہمایوں سو
 زہر سوے فتنہ بر آمد ز خواب
 بزنبور خانہ در افتاد شور
 چو مورانِ سوراخ مارانِ غا
 نہ از دشنہ ترس نہ از نیزہ باک
 چو پروانہ کوزند بر چرخِ سراغ
 بہر مردِ صد تن در آختند
 ازاں دیو بازی بجاں آمدند
 نمودند بادِ یو مردِ دمِ نبرد
 بسیلابِ طوفانِ رافناخت
 اگر خود تہمتن بود زن شود
 کہ گرد و ز غوغایِ موراں ہلاک
 چہل تن بردن آمدند از درہ
 ز آسیبِ دندانِ و آزارِ چنگ

ز پولاد پوشانِ خنجر گزار
 گرفته کز آن در بر دین تاخذ
 ز بس تیغ راندن چو آب و آ
 ز خون غرق شد گرچه کسار و
 ۵ ز بون گشت شه اندازد اوی
 در آئینه رے بسیار دید
 به آخر براں یافت خاطر قرا
 بفرمود تا در گزرگاه تنگ
 برافروختند آتش تا سپهر
 ۱۰ رقیبان نشاند تا صبح و شام
 همه مردم و چار پا و سپاه
 چو دروازه فتنه شد ناپید
 جہاں بادشاہ بر سریر کمال
 بزرگان در گاہ را بار داد
 ۱۵ اسیران یا حوج را جست پیش
 دویدند جمعی ز نظارہ گاہ
 در رخنہ را گشت از آہن حصار
 سرخویش در دست خود باختند
 فرو ماند بازے مرد از تو
 ز دریای شاں قطرہ کم گشت
 باندیشہ جست از خرد یاوری
 نقش صورت چارہ بر رو پدید
 کہ رخنہ بہ آتش کند استوار
 رہ از چوب کردند محکم چو سنگ
 کہ از دو دآں تیرہ شد ماہ دہر
 فروزندہ دارند آتش بلام
 بمانند از آن آتش اندر پناہ
 در چارہ را یافت دولت کلید
 برآمد باین سرخ پیال
 پناہندہ را رونق کار داد
 بیدین ہوس کرد ز اندازہش
 طلبکار آں آدمی خوار گاہ

رسن بستہ بر شاہ بردن شاں
 سکندر ز نظارہ آں خیال
 بفرمود کز مطبخ آرنده خورد
 فراوان نشانند از ان جلیہ خیر
 ۵ چو آما وہ شد نزل مہاں گام
 نمودند ز انسان بخوردن پست
 نہ چوں سگ بخوردن ادیشہ
 گہ ایں دے آں اناخن دید
 چہاں خواہی پیر ز چشم تی
 ۱۰ براں گوئند دندان ز دنازل
 در آئین شاں خلق نظارگی
 چہاں خوردہ شد شاہ مہاں نو
 بفرمود تا ہچو کرد آب شرف
 بدان آب کانش بر آرد مغز
 ۱۵ چہاں در کشیدند بیک دشم
 چو در مغز شاں بادہ در کا گشت
 بخاصان در گہ سپردن شاں
 بحیرت ہی شد ز حال بحال
 ز بریان سمنخ و ز حلوائے ز
 بدلہ اریئے میہان عنیر
 دل میہان در آمد بدام
 کہ آتش بخاشاک و تشنہ بہ آب
 نہ زان بستگی در دل اندیشہ
 گہ ادیشہ تاین ابدناں گیرد
 بخوردند چوں چشم بر ہم ہی
 کز ان آسیا آرگشت استخوان
 بحیرت فرو ماند یکبارگی
 بر بجان می گشت شاں جان نو
 نہ اند پرے تغاری شگرف
 نمودند رغبت حرینان تغز
 کہ باران باریک اریگے گرم
 ز سر قنہ خفتہ بیدار گشت

از اں بوم خوی فرد آمدند
 نشند با هم گفت و شنید
 ز م هر کلاغ شده بلبل
 ملک بادل حکمت انداخت
 ۵ بدشمن کز اں گونہ بیچاره بود
 چو در سده اسکندری رفت مهر
 فروزنده شد ماه ناکاسته
 همه شب ملک شیشه می بخنک
 بهر جرمه گنجینه می فشاند
 ۱۰ نوای چکادک ز رود و در باب
 کرشمه کناں ساتی نیم مست
 چومی داد ساغر نشینده را
 ندیمان خوش طبع بیار مغز
 از اں بلبلان خوش و لغزگو
 ۱۵ ز بس شمع کائناتم افروز بود
 چو اسپ سحرزین شده هفت پوا
 بکمر جهاندار فیسر زمند
 چو زنگ شاهی بر آمد بلند

چو ز غوغا و ز غوغا در آمدند
 ز بانها و ز خند هارا کلید
 فکند در اں بوستان غلغل
 در اں تنگ چشماں نظر دوخته
 همه روز مشغول نظاره بود
 به یابوچ بازی در آمد سپهر
 چو اسکندر موی کب آراسته
 همه رخت گوهر به آواز نیک
 غباری زهر سینه می نشاند
 همی کرد خون در رگ زهر آب
 به خونریز متاسن پیاله بدست
 دل از دست می برد بیننده را
 غزل خواں شده بر غلطهای لغز
 شده بزم چو بوستان تازه روی
 شب تیر روشن تر از روز بود
 بر آورد پولاد ز خشاں بدوش
 بر آواز نیک شاهی بر آمد بلند

عنانِ اده دلِ ابنیکِ انری
 بفرزانه فرمود کز هر دیار
 باندیش سده سکنده ری
 میا کند جمله اسباب کار
 بدین اوری گشت سزایه سنج
 بدامان جوینده دادند زرد
 ۵ دویند جویند گال سولوسه
 منے گر بنجر دار ز ریافتند
 نه آهین آهین اگر بود ریم
 دگر چای از رے باز آهین ق
 چو آهین نشردند در سنگ پاک
 ۱۰ زهر اساس بدانگونه سخت
 چو ساز عمارت شد آراسته
 نشند پولاد کاران ردم
 ز مالیدن پیکر گشت گشت
 دے کو دم کوره را گرم کرد
 ۱۵ بخار غ دلی جابجا تن زدند
 چو در کور با پنجه شد کاخِ شست
 باندیش سده سکنده ری
 میا کند جمله اسباب کار
 بدین اوری گشت سزایه سنج
 بدامان جوینده دادند زرد
 زهر مس آهین و سرب رے
 خریدند چندان که دریفتند
 چو آب دال می نشاند نسیم
 شنیدند کانے ویامعدنے
 ر بودن چوں سنگ آهین پاک
 کشیدند شش مه بدرگاه خست
 زد لماشداں بار بر حناسه
 که پولاد بر دست شال گشت موم
 زندان بعیوق بر شد خردش
 نه آهین که الماس انرم کرد
 همه روز و شب خست آهین زد
 جهاں سکھ گل بر آهین نشست

خداوند فرماں لبسِ دست
 سپه جستِ خشرے بانوہ کرد
 پس و پیش در کوشش آمد گرو
 چنان تیشہ زد مرد پولاد چنگ
 ۵ ز بس کهنش سنگ آتاد
 ز کاویدن سنگها در شتاب
 ز گرمی سنگ آتش بود تیز
 چو آتش چنان دید پولاد را
 بفرمود کاہن در آتش نهند
 ۱۰ اساسے کز انسان بکس کنند
 رسیدند بنیاد سنجای چو باد
 بر روی فرشتے کہ اینگختند
 شگافے کہ در عرض و در طول بود
 نباش از کم و بیش طرزے شد
 ۱۵ نہانی بہ پیولہ آں اساس
 گزے شصت پنج از فرض ساز
 بہ بنیاد سنجی میاں کرد چست
 غمیت بدرد ازہ کوہ کرد
 چپ راست در کاوش افتاد کوہ
 کہ آتش بروں آمد از نان سنگ
 ز تحت آتشی تیشہ را آب داد
 نخست آتش آمد بروں انگہ آب
 شتاباں تر از آب رآب خیز
 کہ در آب حل کرد بنیاد
 چو پولاد کز آتش آتش دہند
 بران خشت پولاد سنگیں کنند
 اساسے نہادند محکم نہاد
 بر روی حل کردہ می بختند
 بجائے گلش روی مجلول بود
 چو پولاد یک تخت رزی نہاد
 دری بر کشیدند عالی قیاس
 صد پنچہ اندر درازا دراز

یکی قفلِ شش پہلو آگینتند
 گزی ہشت کردہ کلیدش پید
 ہر آں طولِ عرضے کہ در کار بود
 چو سدِ سکندر شد آراستہ
 ۵ سکندر ز توفیقِ کائے چناں ق
 دور و زود و شب و بے چاک
 سیوم روز کا سکندر صبح گاہ ق
 جہاندار بر تختِ زر بار داد
 کسانیکہ از بازوے چارہ پنج ق
 ۱۰ نمود از در برگ سازندگی
 چو پاداشِ رنج کسانِ آدہ شد
 ز گردنِ نسلِ ازان لشکر سری
 کم و بیش آں کشوراں اسپر
 بضبط آورد کشور از طوقِ ناج
 ۱۵ عمارت کند جملہ ویرہن
 شبِ روز در بانی سد کند
 بزنجیرہ گز در آوختند
 سہ گز چار دزدان ہائے کلید
 باندازہ خود گراں بار بود
 شد آشوبِ خصم از میاں خاستہ
 کہ برخاست از سینہ بار چناں ق
 خداوند خود را پرستش نمود
 بر آورد بر اوج گردوں کلاہ ق
 بکشند گاہ گنجِ بسیار د
 یہ بنیادِ سنجی کشیدند رنج ق
 بمقدارِ ہر کس نوا زندگی
 بقدرِ عملِ قیمتِ آمادہ شد
 نشانداراں عرصہ بالشکری
 کہ نماید اوفتنہ را دست برد
 ز کشور نشیناں ستانہ خراج
 زد ہتھاں بکشت افگند دہا
 یکے سد بہ نیزے خود صد کند

کند نام زد مردم از روم و روم
 بغفل در آرد کوس و درای
 بدان در آن حسن بے فتح باب
 چو دانند کاجاست خیل و سپاہ
 ۵ چو زان کارشہ را دل آسودہ گشت
 علم را سوئے روم پرواز داد
 بیاساتی آن بادہ چوں عقیق
 فرو ریز تا چوں بکشتی شود
 بیامطرب آن چاشنی بخش روح
 ۱۰ فرو گوئے و مجلس آوازہ کن
 کہ کونید بر در شب و روز کس
 جہاں کر کنند از دم کرہ نای
 رود فتنہ زان نعمت خوش بچو آب
 ہر اسندہ باشند از ان کار گاہ
 ہماں فتنہ بودہ نابودہ گشت
 فرس ابرقتن عشاں باز داد
 کہ ہم کو شش نام شد ہم رقیق
 خراباتی از وی ہستی شود
 کہ ہم صبح از و خوش شود ہم صبح
 دل جان میخوارگان تازہ کن

در نصیحت گر کنندگان دنیا و درم کہ چوں خم تیر
 چرخ بخطامی بنید این و رات ابدست خود سپر
 کنند دل و گرہ سیم نہ بنند بلکہ این مس قلب را
 ۱۵ دل گرہ نند کہ ہیچ سر قلب اگر نہ بند
 زہی بخت بیدار آن نیک بخت
 کہ نہد بزدان دین خانہ رخت

فزاج جهان اکه با کس نه ساخت
 چو دریابد از راه دانندگی
 فرهم کند محرم چند را
 خور و نعت خود باد هم ناکوس
 ۵ کز آن بسکه شد خوابکه در خاک
 بی تابشادی و فرزندگی
 بهم صحبت سازد و تنگانی بهم
 اگر باز کاویم بنیاد را
 چو غم را کرانه پیدار نیست
 ۱۰ کسانیکه رخت از جهان برده اند
 که و مه طلبگار عمرند و بس
 بقار اچونک ست جانک
 یک امروز در خوشدلی و نیم
 دل امروز در بند فزادها
 ۱۵ ببری که نقدست از غم تهی ست
 چو خواهی غم و شادمانی گزشت
 شناسد به انسان که باید شناخت
 که هیچ ست سرمایه زندگی
 گزار و بشادی دم چند را
 با فوس خواراں گزار و فوس
 بحر خاک خودی نه باشد بخاک
 بر آریم با هم دم زندگی
 نشینم و داد جوانی و هم
 بنا بر غم ست آدمی زاد را
 به از شاد بودن دیگر کافر نیست
 همه در غم زیتن مرده اند
 کس را ببردن نیاید هوس
 چه داریم دل ا به بیوده
 غم دی و فردا بیک سو نیم
 مگر تا بخت انیانی اما
 غم عمر نسیه خوری ابلهی ست
 جهان خوش گزارا توانی گزشت

رہا کن حسابِ کم و بیش را
 بخور کا پنچہ خوردی ہمارا
 نہ از بہر زیریں کردن است
 چو گورت کند سر بر آرد ز گور
 کہ ادا ماند تو منانی بجای
 سفالِ دوس در جہاں گو مہا
 کہ باز بچہ خورد سالانہ
 بدہ تا پیدا آیت خور می
 کہ گشت بندی شود کف سیا
 کشاورزی دانہ خویش کن
 کہ آہن پشمانی ارباب
 کہ نہ ہر کسے بہر تو یک پشیر
 رسانندہ دشواریابی کسے
 کہ چیدن خوش و رختن مشکلست
 کساں تودہ تودہ بیغاد ہند
 چو دیبا شود بخشش شاہ راست
 دہدنگ سنگ سیاہان آس

بھی تازہ گرداں دل ریش را
 متاع کہ دہ روز مہمان بست
 درم در جہاں بہر خوش خوردن
 ز سے را کہ در گور کردی بزود
 ۵ نہ بہتر ز تست آں گل و نامے
 گرہ گرتی گشت بد خو مباش
 کسے بر سفالے چہ نالاں بود
 دودے کز دودہ دل ستادی
 درم چوں تو اں داشت در دل گاہ
 ۱۰ دریں وضع تخم عمل پیش کن
 بدل انہ حرص چندان مکار
 خود از بہر خود دہ گرت ہست چیز
 ستانندہ ہر جا بے بنی بے
 جو افراد از ان قبلہ دخلست
 ۱۵ خساں زہ ذرہ بکیب انہند
 ہم کردن یا رجولاء راست
 برد کشتیاں خوشہ خود بد اس

خزینه باند و ختن خاص نیست
 بمنم ندادست روزی رسا
 دهنے کہ دور افکند برگ و شاخ
 کند گشت دہقاں چو بچو شکی
 ۵ اگر ابر بارندہ گرد و کجیل
 کے کڑے سیم کاں می کند
 مگر تاجہ خوں خوردی از حرص و آزار
 ازاں بار صد کوہ برگردنت
 خرے را کہ بیکار خربند گشت
 ۱۰ بخور آں کت امر و زبا ہم بود
 چو روزی خوری بہر فردا پیا
 اگر مایہ داری چرا کم خوری
 چو روزی نہی خواہد کم و بیش گشت
 براں تنگ و زی بیاید گریست
 ۱۵ ازیں غم کہ بے توشہ ماندن سہلست
 کہ دُر در خور گوشِ غواض نیست
 مگر بہر آسایشِ مفساں
 کند سایہ بر زیر دستانِ فراخ
 جہانے میر و زبے توشگی
 نہ بر آبِ خود دجلہ ماند نہ نیل
 ہمزوری حرص جاں می کند
 کہ نقدے بدامانت آید فراز
 کم از صد کی دشکم خود دنت
 دو جو در شکم بہ کہ دہ من بہشت
 کہ روز دگر روزی ہم بود
 کہ نا اعتمادی بود بر خدایے
 چو بخشندہ داری چرا غم خوری
 نشاید بہمت کم اندیش گشت
 کہ از بیم تنگی بود تنگ زبست
 ہمہ عمر بے توشہ بودن خطاست

حکایتِ حریصے کہ با صد ہزار دینار مغربی چون خوشید

ہمہ شب دُ آرزوے قرضِ خوبوے باید ادا کہ قریب
خو پیدا شد رومی دید و حسرت میخیزد تا چند آنکہ در آرزو

قرصِ حالِ ادا

۵ در افتاد قحطی بشهرے دُرس کہ می مردم مردم ز غایت فزوں
حریصے کہ دینار بودش ہزار بد ویزہ گردی دُراں و زگا
رسیدش چو بُراشت از جاں اُمید پس از فاقہ چند قرصِ سپید
ہمیکرد از دور در فے نگاہ بد انسان کہ مردم بخورشید ماہ
اگر چش تہی کہ پُر آزار بود تہی چشمیش مانع کار بود
۱۰ ہمہ روز از اں حسرت آزدہ تا شب او مرد اں لقمہ ناخودہ نہ
چو بے برزید مرد ہنگامِ برگ سبوسے نیز زد ہنگامِ مرگ

ساختن سکند برگِ مجلس در باغ و از نامی و نوش لب
چینی نوش دُ اربے لبالب نوش کردن و جنگ زدن
۱۵ اں شاہین شاہ سکادول بودن از شاہ سیر کردن شاہ
اورا از خلاصہ سرخاب و خون بطو و گردن کلنگ

کشائنده نافه این سواد
 که چون فرخ اسکندر سرفراز
 بر آن شد که فارغ دل و شاد کام
 ز پس گر چه چندان غنیمت به بُر
 ۵ هم از اول باد آفتاب
 ز باد بهاری هوا مشکبو
 شده جلوه گر نازنین باغ
 بساط گل از سبزه گلشن شد
 ۱۰ به لاله ز فردوس جام آمده
 شده مشکبو غنچه در زیر پوست
 بنفشه سر زلف آختم زده
 کشاده گل لعل جلاب نور
 ز بس تری اندام زیبای گل
 ۱۵ شده سرخ گل مفرش لوتیا
 بروں کرده سوسن زبان جوش
 سرنافه پس بدیناں کشاد
 بغیر وزی از ملک پس گشت باز
 از آن کام دل کام گیر و تمام
 کنیفوے پس را غنیمت شمار
 که گیتی شد از خورمی چون نگار
 بغرنده طالع در آمد ز خواب
 عروس جهان آب گل شسته
 رخ آراسته هر یک چون پرده
 چراغ گل از باد و رشن شده
 ز رفواں گلین سلام آمده
 چو توید مشکین بیازش و ست
 گره در دل غنچه محکم زده
 نظاره کنان چشم ز گس زده
 شده پاره پاره سر پای گل
 بصحر ابرو آده دوستاں
 همیکر دم تقاضای نوش

ہوا بر سر سبزہ می رخت سیم
 بہ چشمہ منفستار بط آب گیر
 بہ شاخ مرغ ارغوان خستہ
 از آن نغمہ کو غارت ہوش کرد
 ۵ غزل خوانی بلبل صبح خیز
 ز آواز دراج و رقص تدرو
 ز نالیدن قسری خوشنوا
 بر در چنین خوب و عشرت فرا
 کس از نامداران نہ در پیش دس
 ۱۰ بفرمود اشارت ان در گاہ را
 گل میوہ و نقل دے خواستن
 ولیکن بشرطیکہ در بزم گاہ
 کس از جنس مردان نماند باغ
 کمر بست کردند اشارت ان کار
 ۱۵ مرادی کہ اشارت ز در گاہ بود
 برآمد سر پرده بر او چ ماہ

مرا غم ہمیس کرد بر گل نسیم
 چو مقرض زریں بقطع حریر
 بہ نغمہ گلبن سر انداختہ
 مفتی تر غم فراموشش کرد
 تمنای میخوارگان کرد تیز
 سبک گشت در خاستن پای سرو
 کبوتر معشوق زناں در ہوا
 سکندر سے ہوتاں کرد را
 تنے چند خاص از غلامان دس
 زدن بر لب جوئے حنہ گاہ را
 ملوکانہ بزمے بر آراستن
 تہی کرد از خویش بیگانہ راہ
 بحر لعبان بر رخ شب چراغ
 بفرماں بر ہی پیش فرماں گزار
 بیک چشم زد در لطف گاہ بود
 سر نوبتی شد با بر سیاہ

رسیدند شکر لبان در زماں
 نمازِ پنج خہ راست گردِ گلے
 ز خوابانِ میںِ جنتِ آباد گشت
 صنوبرِ قدانی چو گلزار تر
 ۵ بنا گوشِ شاں پر زیاتِ قوتِ دُور
 لبے پُرمی و درِ خویِ نگینِ ختمہ
 ہمہ نمازِ پرور و نمازِ کِ نحرِ ام
 ز بیداریِ فتنہ خوِ نثار تر
 مسلسل بے دل بہ کیسویں شاں
 ۱۰ تنقہ معجزِ گلِ خوشِ ا
 بہر بازی از زنگِ سرِ رخسار
 ہمہ نمازِ پستان و نمازِ پنج خہ
 سخن گوی بر بطازنِ خوشِ مهر و
 خرامان و خوش پیشِ شہ آمدند
 ۱۵ ز چنداں پری پیکرِ انِ چو ماہ
 کہ در جنبِ خاتاں بچک آتش

چمن گشت خالی ز نامحسوس
 و گر اندرِ حیان و با سُنبلے
 گلستاں پر از سر و آزا دگشت
 بر خسارہ خوں کردہ گلِ راجگر
 دہان لبان نیز از اں مایہ پُر
 گلاب و شکر باہم آمیختہ
 مہ نیمہ و آفتابِ تمام
 ز خوابِ جوانی ستمگار تر
 معلق جہانی بہ موشی شاں
 نظر بستہ چشم بد اندیش
 خدنگ انگنانِ فرشتہ شکار
 بہ بردہ ز نارنج و نار آبروے
 چو آب و اں دستِ ایشاں بر د
 چو پرویں بہ مہمانِ مہ آمدند
 ہماں ترکِ چیں بودِ مطبوعِ شاہ
 خرد فتنہ چشمِ تنگ آمدش

جہاں سوزے از مہ شب افروز تر
 ز خورشید و لیش جہاں ز تر
 بیک طرہ صد شہر جسم نہ وہ
 بیک غمزہ بر ملک عالم زردہ
 درآمد خسرانندہ با ہمسراں
 چومہ در صفِ مشتری پیکراں
 بطاعت کہ شاہ با صندشاہ
 زمیں بوسہ زد ہچو نقشِ براط
 ہ ز فرمانِ فرہنگِ اراغے لیش
 دگر نازنینِ گلپسره نیز
 اشاقاں کہ بودند ز دیک دُو
 جہاں سن ماند و سُر جواں
 ازاں جو چہراں مردم شہرت
 نواے بر شیم برآمد براوج
 ز نالیدن چنگِ موزوں نوا
 فروتن شدہ چنگِ موزوں سرا
 خوش آوازی ارغوانِ رباب
 بہ نغمہ چہاں بر کشیدند زیر
 کرشمہ کناسِ ساتی خوشخرام
 قریب چہاں خندہ زد سرنگوں
 ہمیرخت خونِ صراحی بجام
 کہ جہش بد اس قوت از سینہ جواں
 کہ جہش بد اس قوت از سینہ جواں

بہر سو گل و غنچہ نوش خند
 بہر مہر اچہ لبر ز حدیش بود
 نشانہ صنم را بہ پہلوے خود
 بہر درش آسائی نیم خواب
 ہ بقدرت نشستہ دوسرہ جوان
 ملک عاشق رویش از جان تن
 گمی گل ہی ریخت اندر کنار
 چومی رغبت عاشقان تازہ کرد
 چنان بادہ درناز نیں را یافت
 ۱۰ ہوائے دلش قفل عصمت شکست
 بہ افسوں گری چنگ ابر گرفت
 از ان نمک اندر پری خانہ شد
 برائین خواب ز شوخی و ناز
 برد تازہ بود آں گل مشکبوے
 ۱۵ گہ از رنگ تر عشوہ بازی کند
 چو شکفت گل خوش بود بوستان
 ملک در میاں ہچو سر بلند
 دلش ہمہراں دلبر خویش بود
 چو آئینہ نزدیک زانوے خود
 ز لب نقل میداد و از کف شہزاد
 پیانی شدہ دوست گمانی ز دل
 بر انساں کہ او عاشق خوشیتن
 گمی دست می سود بر سب زار
 شکیب از میاں غم درد ازہ کرد
 کز و شرم زادست کوتاہ یافت
 عنان تحلف رہودش ز دست
 فسونش بدیو دیری در گرفت
 سلیمان پری وار دیوانہ شد
 سرودی بر آورد عاشق نواز
 کہ بولش جہاں اکند تازہ رو
 گہ از بوے خوش دل نوازی کند
 ولیکن ہمراہی ددستان

چو بے صحبت ارجمنداں بود
 کسے را کہ من باشم اندر کند
 چو سرد جوان اکسٹم شخرام
 بیک غمزہ برپا سیاں زخم
 ۵ مشعبد کہ داند جہاں بختن
 جہاں تنہ بے شرابی کنم
 چو لب اکسٹم چاشنی گیرے
 ہمہ خون خواباں بکش مے خورم
 چو درہم شود کیسے من بروک
 ۱۰ چو شانہ زخم زلف اشفتہ را
 بسکے کنم سے بتاں شتاب
 رنج ہر صنم ناپیدا ز من ست
 تیرے کریں چشم مست افکنم
 کسے کش برحمت زبانی دہم
 ۱۵ دے کش سپارم بیا و ہلاک
 چو کیسٹم مقنع از طرف گوش
 چمن و رازیں حابے زنداں بو
 چہ حاجت بہ بالاسے سر بلند
 شود خواب خور بر جواناں ام
 بدگیر رہ آشنایاں زخم
 زمین بایش بازی آموختن
 و گریست باشم خرابی کسٹم
 شکریں بیرون نیاید ز نے
 دلی نوش با دم کہ خوش میخوم
 بخیزد بر اندام خورشید مو
 برقص آورم فتنہ خفتہ را
 کہ خوں گریداں بر بارہی نہ آب
 صنم خانہ را اکلید از من ست
 صفت تو بہار شکست افکنم
 بہر بوسہ تازہ جانے دہم
 کنم چوں گریبان گل چاک چاک
 کلاہ از سر اندازم و سر دوش

پری گر چہ باشد دل آویز تر
 ہر آن جادوے کا داند شمار
 نہا شد زمین آفت انگیز تر
 بہار ار کند عالمے مشکبوی
 چمن دمنخاش کنم ناز خوش
 ۵ ہنر بے کہ آمد بخت پیہر من
 سپہ آفتاب زمیں خواندم
 چور فتم بیازار نیک اختر
 منم قبلہ روم انجا جسم
 قصبہ چوز اندام بختم جمال
 ۱۰ بغرہ ز کوہے بر آرم نفیس
 مرا زین قرہ ٹوسگانی ست خو
 چوبیندہ در نارم آرد شتاب
 ہستے ست این قامت چوں شکا
 دل آنکہ پذیرم بظتارگی
 ۱۵ چوز لہم زنج را بجوگاں سپرد
 ز سیم مگر غیب چیمختہ

نہا شد زمین آفت انگیز تر
 ہشا گردی من شد استاد کار
 دو عالم کنم من بیک تار مے
 کر اخوں گرفت بست کا یہ پیش
 بردن نامش نہ زنجیر من
 دگر ماہ بیند ہمیں خواندم
 جمال مرا بندہ شد مشتری
 کرشمہ مرا زید و نا جسم
 کشم گردن ماہ را در دوال
 و گر موشود موشگام بہ تیر
 کہ دیدست کو ٹوسگافد مے
 لبش خشک بینی و چشم پر آب
 پراز سبب بادام و نارنج و نار
 کہ جاں یزدوم در سیم بارگی
 بازی ز خورشید و مے گوے برد
 ہلاے ز خورشیدے آویختہ

بشوخی چو گیرم در آغوش خنک
 بستی چو خسارہ شویم زخوے
 کسے را کہ من مست کردم جزا
 چو ساقی شوم با چنین زلفِ خال
 ۵ گل از رنگِ رویم گلستاں شود
 سکندر کہ کرد آبِ حیواں ہوس
 چو در روشنی چوں منی را نہ دید
 چو باز آمد آں مے بہ پیمانہ یافت
 منہ نام آں چشمِ اس حویے را
 ۱۰ چو من کے بود آن کہ در ہر زن
 مگر شاہ زلفِ مراد رنیافت
 چو در خلوتِ من نہانی رسید
 گرا ز چشمِ راجع شد اورا برات
 گراندازد او شیر و آہو بہ تیر
 ۱۵ گرا دہست کیخسرو جام جوئے
 گرا ز مجلسِ او سمن میدد
 گرا دپہل بند و جہنم کند

بزخمہ رگِ خوں کشایم ز سنگ
 دہم غسل پر ہیز گاراں ز مے
 نہ بیند دگر ہوشیار ی بچو آب
 بود بادہ چوں خونِ مستاں حل
 می از دستِ من آبِ حیواں شود
 نظیرِ منش بود مقصود و بس
 تبار کی آبِ حیواں دید
 بہ دیرانہ کم کردہ در خانہ یافت
 چہ نسبتِ بمن آن سیدِ رؤے را
 تو اشت از دوستِ توانِ من
 کہ در عینِ ظلمات چندان یافت
 و چشمِ زندگانی رسید
 من اندر دہاں دارم آبِ حیات
 من آں آہوم کو بود شیر گیر
 مرا جامِ گنتی نہایت روئے
 مرا لالہ و گل ز تن میدد
 من از تارِ موئے کتم پیل بند

گراو حربه جسم نبردان زند
 گراو اژدہاے ست در زین لیر
 گراو گیتی ارش کر آرد بدام
 گراو زنگ چین استبدیدر
 ۵ گراو هست بر تخت ز پائے بست
 گراو اور اکلاہ است بر آسمان
 گراو بازخواہد ز شاہاں خراج
 گراو گنج ز رخست دار دھام
 گراو قبال دولت و رایا ورنہ
 ۱۰ گراو جبریل ست با پیر نور
 گراو تخت گیر دزکین چو شاہ
 گراو دشمنان انجوں خوردن
 گراو اور ایک آئینہ بر کف نشست
 علمہاے او گرچہ بالا رسست
 ۱۵ گمان دے ارشد شکار فکند
 کند دے ارصید بند بدام
 رخ من ہ شیر مرداں زند
 من آرم ز زین اژدہاں بر زیر
 خیالم بہ تنہا یکسر تمام
 بہرے من ہست صد چین و نگ
 مراد دل دوست جانے نشست
 مرا صد کلاہ است بر آستان
 من از سردراں سرستانم نہ تاج
 مرا نیز گنجے ست از سیم خام
 مرا ہر دو چوں کمتریں چاکرند
 منم قبلہ خوب رویاں زدور
 من از پازرے مہر گیرم جہاں
 مرا خون صد دست در گردنست
 دو آئینہ دارم من از پشت بست
 مرا یک علم ہم زبالا بسست
 یکا برے من صد ہزار فکند
 سن آنم کہ حیتا و کیسم بدام

نگین دے از لعلِ مانی ست
 سرخس گر جہاں اُمبارک نمود
 لہم بالپِ شاہِ دُخندہ باد
 چو سازندہ ارغوانِ نوشِ نوش
 ۵ ز سر ہا خرد رفتِ سر مستِ نیت
 بخوبانِ دیگر ایشا رت نمود
 چو پرویں ز ہما ہی ماہ راند
 تہی گشتِ سرگاہِ شاہنشہی
 چو تختے ازاں بخودی باز گشت
 ۱۰ حکیمِ الہی طلب کرد شاہ
 ازاں مہ کہ مہمانِ جبریں بود
 ملک سرخوش دنا زینِ نیم ست
 رسانیدہ این خضر صافی صفّا
 چو نوشیدن از دستِ جان بود
 ۱۵ ز بس کا وریدش د آغوش تنگ
 ہماے در افکند باز سپید
 نگین لبِ منِ سلیمانی ست
 من از مے مبارک ترم در دجود
 مِرخم با چہاں مے فرخندہ باد
 بدیں ہرنی کرد تاراجِ ہوش
 ملکِ اعنانِ دل از دستِ رفت
 کہ ہر یک بسوے حمیدند زود
 مہ آفتابے بحسہ گاہ ماند
 ولیکن شاہ از خوشین شد تی
 زمستی بچہ سزاند از گشت
 کہ بستند تا عقدِ خورشید و ماہ
 سکندرِ سلیمانِ ملقبیس بود
 دو عاشق بیکدیگر آوردہ دست
 بہ اسکندرِ شہنہ آبِ حیات
 ہر آبے کہ ہست آبِ حیواں بود
 بنفشہ دمید از گلے لالہ رنگ
 در آمیخت گلبرگ با مشک بید

ز شاخِ گل و خنسلِ خرمائے تر
 گئے نگہیں چید و گاہے شکر
 گئے نار با سب پیوستہ بود
 گہ از نار و اس سببِ اختہ بود
 گرفتہ ز گلِ حسرتِ منے در کنار
 ہمیش نار بر دست و ہم آبِ نار
 ز ساعت کمر ساخت و خواہ را
 کیشد از دواں قصبِ ماہ را
 ۵ بگنجینہ آرزو دست برد
 بکانِ گہر شاخِ مرجان نشاند
 چو خورشیدِ احشمتِ در خواب
 گہر سفتِ یاقوتِ بیرونِ نشاند
 بہ بر بطازنی زہرہ پرده ساز
 پیالہ فنا دے ناب رفت
 شد از پردہ تار بر بطاواز
 بہ پردہ درونِ خسرو پردہ پوش
 بخاتونِ پردہ نشینِ ادھوش
 ۱۰ درانِ ہ کہ ہر گامش از دلِ ہر
 نشد ماندہ تا بست منزلِ ہر
 چو زان مے دلِ تشنہ سیراب کرد
 ز مستی آسایشِ خواب کرد
 چو شد دمی صبحِ رخسارہ شوے
 فروشت خالِ سیہ از روے
 عروسانہ خورشیدِ چلنی خیال
 نمود از پسِ چادرِ شبِ حال
 دگر رہ مہ چینِ خورشیدِ دم
 نشست با ہم چو دو گلِ موم
 ۱۵ ہماں عشرتِ دے ز تہِ نگشت
 ہماں ساز شبِ عالی آوازہ نگشت
 رسیدند باز آں پری پیکراں
 کشیدند صفہا کراں تا کراں

رر دد و سر د و گل و نقل دے
 بشادی ہم سے وز ساغز دند
 بہنگام شب عاشق رفته ہوش
 بیک برج زینگو نہ تا چپہ گاہ
 ہمہ عمر ازاں پس بت سیم ساق
 سکندر کزاں ساں جہاندار بود
 بحر گاہ ذوق و طرب گاہ بزم
 حریفے بدانگو نہ در خور داشت
 جہاں خورد و خوش خورد و کرد
 تو نیز ار تو انی ہمیں سود کن
 کہ فردا ت چوں خورد و نہد کے
 بخاک اندر دں لقمہ خور کر نیست
 بجام طرب زندہ کن جان پاک
 بیاساقی آن گنج دان نشاط
 بدہ تاشط سخن کو نسیم
 بیامطر با ساز کن چنگ را
 ق

فزائندہ شد خور می پے بہ پے
 گے چنگ کہ بر بطر تر ز دند
 بت دوش را بست پیمان دوش
 تراں کردہ بودند خورشید ماہ
 بنودی ازاں حُفّت شائستہ طاق
 پرستار خود را پرستار بود
 بصحرے پنجر میدان زم
 و گردشت با او برابر داشت
 بدیں مایہ نام نکو سود کرد
 جہاں انجو رشاد و پدرو دکن
 پشیمانیت خورد باید بے
 جز افسوس و حسرت گر نیست
 کہ محتاج جرعه است مردہ بخاک
 کہ اندیشہ ادر نور دو بہا ط
 وز مجلس آراے خسرو نسیم
 بنالشد رآں آں پر انگہ را

زہو گیر کز ذوقِ آوازے حریفانِ نگرند محتاجے

تسلیش جو ہر بانی کہ از فعلِ ایشان متاعِ انفعال
نریرد کہ پیش از آن دیر کیفیتِ دیگران کم پڑہ بودند
و چون آن وضع ملکِ ایشان باشد بغیری مضاف
نتوان کرد مثلاً کردہ کس د ملکیتِ ست آن سخن گویند
از آن مقولات عشر جو ہر ہاں کی تو انہا د موضوع و
صنعت دہ و دیگران اکہ چون اعراض اند چندان
بقای نباشد

دل روشن آئینہ شد ز غیب	کہ ہر دم بر آرد خیالے ز حیب
بر پیشہ پیکر نو کند	بر پیکرے زیور نو کند
بر صنعتے کا پیشہ در گرفت	مہوداری از خود ہر آرد گفت
چو بکار نہ گزاری اندیشہ را	ترشہ ہی عاقبت تیشہ را
ز خود قاب لے باید گنجین	نہ در قالب دیگران گنجین

مثل گرتو آہنگری در ہنر
 چو ایں کمنہ آمد نو دیگر اں
 مثال دگر کن ہنجا ز خویش
 چو ہر صنعت آید ز دانا بہ تو
 ۵ در انگیزش و ساخت فرق ست چند
 بد لمانا ز استاد قوی ست
 و گرنہ مبرغاں کہ تسلیم کرد
 ہو راں کہ آموخت صحرا کئی
 بے ہست کنج شک بار یک بافت
 ۱۰ بزنہ بریں کر پئے خورد و خواب
 گس کا بگین ست بنگاہ دے
 بہر خانہ بی عنکبوتاں کہ چوں
 چرا گاہ پوید بہر خانہ خوار
 ازاں جانور ساخت کاشائے
 ۱۵ ولیک آدمی را بجستہ خانہ نیز
 براں می گمارد بنا چار ہوش

ز آرایش تیغ و پیکان پیر
 دریں فن توئی پس رودی گراں
 کہ خلقے کنی پس رو کا ز خویش
 بسیں تا چہ فرق ست از دانا بہ تو
 کہ ایں نخل کا رستہ اں نخل بند
 کرو ہر زماں صنعتے انوی ست
 کہ باید پناہ از پئے بیم کرد
 بموشاں کہ فرمود نقب انگنی
 کہ در خس تنگانی بود و مشکان
 کند خانہ صحرانرا ز لعاب
 کہ ہم خانہ تے کرد و ہم سختے
 کشد از شکم خانہ خود بروں
 کہ او در شکم خانہ دارد نہرا
 کہ حاجت ندارد بہر خانہ
 بہ خانہ است بایست بسیار چیز
 کہ سازد ہر انچہ بدل کرد و جوش

ہمہ خلق وضع گزینش کرد
 کہ تا ماند از گردش روزگار
 ز جمشید ماند آلت دار و گیر
 ز توران کلمه و زکیا تخت عاج
 ۵ ز کیخسرو آں گیتی افروز جام
 صطرلاب آئینه گوهری
 چنان کز سراں ماند ساز سراں
 و لے رخت خاص ارچہ موزد سرت
 مہیش کل غریب چو بی بیست
 ۱۰ دگر آسیای ست اندر خراس
 در آندم کہ گرد شکم دام خواه
 چو ترک گرسنه خورش گم کند
 شنیدم کہ در روزگار نخست ق
 ہمہ کس راہ نیازے کہ دشت
 ۱۵ یلاں تیغ ترکاں کماں ساختند
 یکے پنبہ رشت از پے جامہ را
 متاع باندان خویش کرد
 نمودارے از ہر یکے یادگار
 سریر از سلیمان صاحب سریر
 درفش از فریدون ہوشنگ تاج
 کہ دیدے در روز گیتی تمام
 نمودار آئین اسکندری
 دگر ساز ہا ماند از دیو مگراں
 بکالے کم حاجت افروز سرت
 بسیں چند باریک بزرے درست
 دقیقه نگر چندار داساس
 گلیں دیگ بہتر ز زریں کلاہ
 کلمہ در تہ دیگ ہیزم کند
 کہ انداز ہر تیشہ می شد درست
 ہی ساخت آہنگ سازی کشت
 زناں دوک - مرداں سنال ساختند
 یکے بافت پوشیدن عامہ را

یکے بہر زبِ خود آئینہ ساخت
 یکے شمع افروخت از بہر تاب
 یکے تیشہ آراست از بہر چوب
 یکے دستہ بر صلا یہ نہاد
 ۵ یکے گونہ گونہ بر انگشت خورد
 کنوں ہر چہ ایں مرد ماں می خورد
 شد از ہر س آرایش خاستہ
 برختے کہ باشد فراواں نیاز
 چراغِ ہدا کے زند لاف نور
 ۱۰ بود نرخ جاروب فلسے و بس
 گراں ساز ہیش جتے فراغ
 چو کالائے و کار آمد ر شمار
 گروہے ہزار و تار آمدند
 گروہے کشیدند شطرنج نزد
 گروہے ہزار و کبوتر شدند
 ۱۵ چناں کالت کار ہا شد عزیز
 یکے بہر آبِ سفالینہ ساخت
 یکے تیشہ ساخت بہر شراب
 یکے تیشہ آراست از بہر چوب
 یکے آسیاراد و پایہ نہاد
 یکے خوان کاسہ پدیدار کرد
 ہمہ تختہ دیگر اں می خورد
 کہ ترتیب عالم شد آراستہ
 چو مینی کلم خنجرے آید منہ از
 ولے پاس صد گنج دار و زرد
 کہ وہ خانہ را پاک دار و خن
 بحر بادشا کس نکردے چراغ
 ہو س شد بکالائے افزون کار
 گروہے نقش و نگار آمدند
 گروہے کشیدند شطرنج نزد
 گروہے ہزار و کبوتر شدند
 از اں بیشتر گشت بازیچہ سیز

ازین نکتہ مقصودم آنست پس کہ زاینده باید دل پُر ہوس
 بہین تا بزرگاں چہا سختند کہ کار تو پیش از تو پردختند
 توانی تو با این ہمہ سرکشی کہ یک سا از این ساں ز خود کشتی
 کساں کنر خود این جملہ فرمودہ اند نہ آخر چو ما آدمی بودہ اند
 ۵ چو آگینزش زیرک افزوں فتد دم اندر دشمن وضع موزوں فتد
 عجب نبود از بے فسون و فسوں دماند بر از علاج و گل ز انوس

حکایت و تراشندہ کہ یکی برنج از استخوان بریں کشید
 و دیگرے کنجد از شاخ بر آورد

۱۰ تراشیدہ پیرے بر طبع جوان برنجی تراشیدہ از استخوان
 بہ ہچوں خودے برد و خواہش نمود کہ این داند را پختہ پیش آرزو
 ستم دزد و دیگرے جشاں فشانند زمانی ز پامیہاں نشانند
 چو کرد از پئے چاشنی کام تر بد آن داند ز اول بے خام تر
 زمانی دگر ماند چوں باز دید بزریر نہیں ہاں راز دید
 ۱۵ چو آن خام کارے گزشت از قیامت ز صنعت شد آگاہ صنعت شناس

۱- س: مقصود آنست - ۶- (سرخ) ق: - از دندان ہاں - ۱۲- شد آن مردود

۱۴- س: - دگر چوں چشید آن ہاں راز دید

کمن کنجدے داشت ناکاشته ز بهر خیں روز را داشته
 بباریکی از شاخ بر کرده ساز که از کنجدش کس ندانست باز
 بهماں کفے داد کیں کن بکار دے تار سه لقمه خوشگوار
 هنرمند کروش چو در کام جے نشد چهره دندان پولاد خای
 ۵ بروں برد آں خورده و جارت که این کنجد از کشت زار که رست
 بگفتش نینوشده پخت کار کز آن کشت گاد بر بخت بهار
 هنر پرور اں کز هنرے پرند یکے از یکے در هنر برتر اند

داستان دواتی که خداوندان مرو نمی از برے
 حال استقبال وضع کردند مبنی بر آنکه اسم ایشان اناں
 فعل در حرف ماند و ذکر مصنوعاتیکه اسکند بالهام
 الہی قوت طبعی صنعت یا صنایع اختراع کرده و باشد
 او بر قانون حکمت تمام گشته و مناظره چینان و رومیان
 ۱۵ که در نظر او بود قصه سطرلاب که در آفتاب گردش

۱- ق ۱- روزش آراسته ۳- س ۱- دگر ۵- س ۱- بروں کرد

۲- س ۱- که مردان را که گوے بنامه بنام ۳- س ۱- بهت

برہانِ روشن شد صورتِ حالِ آئینہ وار در و درو

نمایندہ صورتِ این جمال
 کہ اسکندر انرا و پنهان وی
 بر او زنگِ کینخسروی سود پایے
 ست جامِ بر دستِ بخشندہ کرد
 جہاں ادر و بے مدار ابدید
 بے حل شدش مشکلِ روزگار
 بے یادِ آں شاہ در دل نگاشت
 دلش خواست از رے پوشیدہ
 چو گوہرِ برون آمد از تیر کاں
 کز اں در بینی کہ دارم بہوش
 نماں بے این جامِ آئینہ فام
 دروئے دمیدم ز جانِ عزیز
 کنوں گاں ہمہ بادشاہی مرہت
 حکیمان کہ من درم از پیش و کم
 چرا باید خسرو کہ در روزگار
 چنین داد آئینہ بیرون خیال
 چو در رفت در غارِ کینخسروی
 بہ کینخسرو دیگر آراست جاے
 تماشای آں جامِ خشنده کرد
 نہاں جہاں آشکارا بدید
 بے راز پنهانش گشت آشکار
 کز آنساں عجب یادگار گزشت
 کز دینیز ماندنشانے بہر
 فرد رختِ این قصہ بازیر کاں
 چو کردم من این جامِ بے بادہ نشا
 دریں جامِ خشنده دیدم تمام
 براں جام و سازندہ جام نیز
 بزرگی ز مہ تاباہی مراست
 نہ کینخسرو آں دشت ہرگز نہ جم
 نشانے ماندن من یادگار

نہیں بوسہ اندر روشن دلاں
 چہ فرمود شاہ کفایت شناس
 ہر آن فن کہ محنت دار مردم بود
 بر این گفته با ہم شستند راس
 ۵ ہمہ فیلسوفان جس پیشہ
 ہمہ کس در آن از پوشیدہ تر
 چو ہر کس مثالی ز ہر باب ساخت
 ہونانی اصطر ترازد بود
 و گر معینم باز پرسی ز لاب
 ۱۰ چو این ناما شد بہ پیوند راست
 پس آن کو مراد صطربا جبت
 دگر کار دانان راں دوری
 یکے گفت لاب ست نام حکیم
 اگر چش بر اسکندر اندختند
 ۱۵ دگر گفت لابے کش این نور بود
 دگر گفت دیدم بتاریخ عام
 نمودند کائے قبلہ مقبلان
 کہ آں بر کفایت نکردیم اساس
 نہ مردم بویم ار زما گم بود
 کہ تا اد کند اینچہ جویندہ خواست
 نہا و ندرے اندر اندیشہ
 باندیش می کرد جبے شکر ن
 ار سطوے دانا صطربا ساخت
 کہ در سگہ عدل سازا بود
 بود ہم بگفتار روم آفتاب
 بر کتب موزوں صطربا ساخت
 ترازیے خورشید باشد درست
 دگر گوی نمودند نام آوری
 کہ او ساخت این پیکر مستقیم
 دلی پیش از اسکندر شختند
 ار سطوے فرزانه را پور بود
 کہ شد پور اوریس الانام

ازاں بہرہ کو دشت اندر سپھر
 براں گو نہ ایں ماجر ارا کہ ہست
 تحقیق چوں کردہ شد با جہت
 غرض سالما خسر و کار سنج
 ۵ کہ ماہم بر آئین پیشینہ جام
 بخورشید سخی چناں کرشید
 سما کو چو پر گس تاب داد
 ازاں تنگ سوراخ بنیش فرو
 ز آگاہی آں چناں راز ہا
 ۱۰ شنیدم ز گویندہ راست گوی
 نشستے بفرزانگی با مہاں
 چو گشتی نموداری آراستہ
 در آں پیکر از پیکر آراے خویش
 ازین ساں بسے ساز ہا کرد اسآ
 ۱۵ نشانما کہ امر دز ازاں مکرنت
 ہموں رخت در طاس سا غزالال
 بر آراست نین ساں ترا ز مہر
 کند ہر کسے بر کسے باز بہت
 درستی شدش ہم ز رطو دست
 بکار صطلاب نے برد رنج
 بفرنگ فرزانہ گرد تمام
 کہ در ثقبہ خورشید را بر کشید
 بد آں عنکبوت صطلاب زاد
 شدش از خورشید روشن چو پرو
 ہوس بش گشتش در آں ساز ہا
 کہ در چنگ شاہ فرزانہ خوی
 مثالے بر آراستی در نماں
 شدی پردہ از پیش برخاستہ
 عمل یافتی در عمل ہائے خویش
 بنرخ اندک و در عمل بقیاس
 ترازوی وکیل کیان گزست
 ہمیں کوفت بر پنج نوبت دل

چون یادِ نوبت سکندر نہاد
 بماند اینک از چرخِ گردشِ نماند
 سراپردہ و خمیسہ از گاہِ جم
 از آن تختہا کر پئے عام ساخت
 ز فرہنگِ آں خسروِ دم و زنگ
 بہر آلت کہ بیش است سوشِ نیا
 نمطہائے شاہی کہ جادید ماند
 ز اسکندر آں ماند در روزگار
 ز بس کو فرو شد بے بر بیشہ
 ہنریشیہ مردم رخسار سو
 ہنریشی می برد ہر کار سنج
 بفرخندہ روزی حداثت باغ
 بزرگاں کمر در کمر یافتہ
 بہ کرسی نشستہ قوی پایگاں
 ندیاں ز دانش سخن کردہ ساز
 ز ہر موہنمندی و دانشورے

سہ از فے شد و پنج سبخر نہاد
 سہ و پنج شاں در سپنجی ہرے
 زگر گیسو بود و پنگیسو ہم
 ہمہ ساز آں اہم از جام ساخت
 بدل شد بکر پاسِ چرمِ پنگ
 بدورانِ ادبِ شتر یافت ساز
 ز آرائشِ اے جمشید ماند
 کہ در حاجت و حکمت آید بکار
 خبر یافت ہر چاہک اندیشہ
 بسوے ہنر جو نہادند روے
 باندانِ کار می یافت گنج
 بفرخندگی بود بر تختِ علاج
 مسلسل چون بخیس زربافتہ
 گراں کردہ جائے گراں مانجاں
 حکیمان ز حکمت بیاں کردہ راز
 ہی رفت گفتاے از ہر دورے

زہر ماجرے چو بگزشت کار
 زکار آزمانان نوتا کسن
 چو گفتند کس نہر کو نہ چیز
 کہ صنعت گر چند باریک ہیں
 ہ ازاں جا کہ شد دعوی کا رشاں
 در ایوان شاں خواند باید برار
 ملک گفت تاپیش خواند شاں
 فرستادہ تک د از بار گاہ
 طلب کرد ز ایشان شہنشاہ ہم
 ۱۰ ہماں نقش بندان د انش پسند
 پس آنکہ کشتا دند کیسر زباں
 ہمیشہ جہاں زیر سرمانش باد
 ہنر پیشہ چندانے خیال
 کہ تمثال حسینی چہاں بر کشیم
 ۱۵ کے آید ز روی نمودار ما
 ہراں نقش کر خامہ شد رو کا
 بصنعت گر کھیا در آمد شمار
 ہی گفت ہر کار دانی سخن
 سخن گفت ارمطوے اندہ نیز
 بروم آمد ستانہ را قصابی چیں
 بدون ستانہ اندازہ گفتاں شاں
 کہ برہان دعوی نمایند باز
 تبرتیب صنعت نشانہ شاں
 سبک حاضر آورد شاں پیش شاہ
 کہ بیرون دہند آنچه دارند بہر
 شدند از قرۃ خاک ر نقش بند
 کہ جاوید باد اسر سردراں
 ز شمع خرد نور در جانش باد
 ز چیں آید سیم صنعت سگال
 کہ بر حرف روی تسلیم در کشیم
 کہ گم گردد اندیشہ در کار ما
 بدیوار ایوان نخب بند زجاے

بسیر و سکون ست چون باد رست
 مشابہ بود باہم موبہ
 دہشت اگر شست سوش کند
 ہمہ آں نماید کہ ہمیش
 کہ بے جاں چنہا تو اند نمود
 بروم اندر ان نقش و نشیب
 بفرمود خاصان در گاہ را
 رسید پیش شہ از ہمہ مزوم
 کہ بر چنہاں نکست چنی کند
 بفرماں رسیدند و پیش سخت
 کہ ہر کس بجائے کند کار گاہ
 جد اگانہ ایوانے آراستہ
 کہ با خصم سازش برابر نہند
 دوار زنگ را در دو ایوان سر
 در ایوان خود پردہ راز خویش
 ہی بہت از اسان کہ اندیشہ داشت

ولی نقش ماکانہ از خامہ رست
 مُقابل بود جملہ ارو برو
 کند ہر چہ در پیش ویش کند
 چنان شست آید کہ پیشش
 ۵ از نیساں خیالے کہ داند نمود
 نیابد اگر چہ جویند چہ
 شکست آمدن باہر شاہ را
 زہر جے پیکر نگارے بروم
 چنان رہنہ نقش مینی کند
 ۱۰ نگارندگان جملہ با ساز و رخت
 اشارت چنان آمد از بار گاہ
 کند رومی از نقش نو خاصہ
 بر چنی ہم ایوان دیگر دہند
 و کیلان ایوان نمودند جے
 ۱۵ گرفتند ہر قوم با ساز خویش
 خیالے کہ مردم ہنر پیشہ داشت

چو شد حجت ہر دو دعوی تمام
 شہ کار داں بہر آن با حجت
 صنم خانہ دید خاطر فریب
 نگاہے بصر رنگ چوں نو بہار
 ۵ بے و میاں استایش نمود
 چو رشد بہ ایوان و بنش گشت
 ہمہ رؤے ویوار دید آہنی
 دران روشنی عکس دیدار ہا
 اگر پس نظر کرد و گر پیش دید
 ۱۰ جہت ہائے ایوان صورت پذیر
 کسے کو ہمراہی شاہ بود
 براں ساں کہ جنبید ہر کس ز جاے
 چو شد شہ دران عقبہ نظارگی
 بہر سو کہ نظارہ در گرفت
 ۱۵ چو کم دیدہ بود آئینہ پیش ازان
 بر سید کیں ساز آہن دالے

سپرند بر دست حاکم ز مام
 با یوان و می در آمد نخست
 ر بودہ زار رنگ مانی سگب
 خیالے بصر نقش چوں وزگار
 پس انگہ بہ پسنی گرایش نمود
 چہ بنید کہ خود تاب دیدن بدست
 سر اسر زدودہ بصر روشنی
 نمودہ چو صورت بدیوار ہا
 بہر جانے سپیکر خوش دید
 دران بے نظیری نبودش نظیر
 بہر جانیا لیش ہمراہ بود
 نمودار او بود جنبش نماے
 شگفتی فرو ماند کیبارگی
 نیارست ازان خاطر برگرفت
 بدید آں شد دست حیرت گزناں
 نخست از چہ ساں شد بچیں دناے

ہنر پرواں پاسخ آرہے تہند
 اساس ہنر ہر آں شد نخست
 ازاں جاہر دست گاہی نشست
 خبر چوں بصاحب کلاہاں رسید
 ۵ سکندر چو بشنید کرد آفریں
 دریں صورت آئینہ در مرز بوم
 سخن کرد درستی بشرح اندرست
 ولیکن سکندر دریں دُوری
 نگارندہ ز اں گونہ بہت این نگا
 ۱۰ دل آزر دہ چند تاراج راہ
 نمودند کئے خسرو نام جوے
 گرہے ز گرمی چو بادِ سموم
 جزیرہ کہ خوانند قبرس بنام
 ازاں جا بکشتی نشیند تہند
 ۱۵ پیایے بصد گونہ زشتی کنند
 ہما زار فزون ست در اندکے
 کہ آں زیر کاں کیں ہنر خواہند
 کہ رُئے کثر لقوہ گرد دست
 عروساں چیں اشد افزا دست
 زدست عروساں بشاہاں رسید
 چہ بر چیں چہ بر کار سنجان چیں
 ز چیں گشت صورت نامے بوم
 اساسش ز خاقاں نہ ز اسکندر
 نشان دگر یافت نام آوری
 کہ شہ بدرونے براونگاہ
 رسیدند پونیدہ در بار گاہ
 نفیر از فرنگان بیداد خوے
 بر آورد آتش ز دریائے روم
 شد ایں قوم بے عاقبت اہم
 بدنبال شاں باد را پویہ کند
 و ز اں گونہ تاراج کشتی کند
 سلامت بسا حل نیاید یکے

چو مارا بدین جانب آمد حجاز
 نمودند در کشتی ماشتاب
 بانوه در ما در آوختند
 ز شامیم بازار گان سپار
 ه ز مغرب طرائف بے دستیم
 کسانیکه کردند زور آوری
 چو شد کشتی ما ز زنجیر گاه
 متاعی که دزدان ما برده اند
 چو ششمیسر بحر و بیابان بود
 ۱۰ چو تو پاسبانے وفارت چنین
 چو تاراج گشت اشتر ساربان
 اگر داد ما دادش ورنه پیش
 سکندر چو بشنید فرمایندشان
 بخود گفت کای به بیگانه و گاه
 ۱۵ اگر چاره شان من نه سازم برآ
 بود واجب افتاده رایارے
 رسید پیر امن ما سر از
 چو موجب که در کشتی افتد ز آب
 گرفتند و خستند و خنیتند
 باز مینیه می کشیدیم بار
 بپاداش سر حمله بگذاشتیم
 سپردند کالاد سر سر سی
 کنون ماؤ زنجیر دهلیر شاه
 نه از ما که از بادش برده اند
 بتاراج ما بر که تا و ان بود
 جهاں چوں پذیرد عمارت چنین
 چه سود از توانائی کاربان
 ستانیم داد از خداوند خویش
 فروشد باندیشم دادش
 پناهنده را شاه باید پناه
 و گر کمیت بیچاره را چاره ساء
 ولی دارد این کار دشوارے

گریں پو یہ بودے بھراؤ کوہ
 چونتواں بدریا فرس تیاستن
 مرادیر یا زست تادردلست
 بڈاں گونہ کاند ر سطرلاب ہا
 ہ بسا زیم شکلے دگرتا بناک
 شبے چند با فیلسوفانِ عمد
 چو باخو خیالے گرفتند راست
 بفرمود شہنشاہ خداوندِ رائے
 چو سرمایہ کار شد ساختہ
 ۱۰ نمونہ کہ از چینیایاں دیدہ بود
 بڈاں ہمنونی کہ فرمود شاہ
 تبدبیر شکلے بپردختند
 طلسمے در آئینہ کردند ساز
 چو شہدیکر روشنائی و تاب
 ۱۵ بفرمود بشرطِ دریائے روم
 دویدند معماری و بنا بکار
 زمیں گشتے از بارش کرستوہ
 بساید دگر چارہ سنستن
 اساسے کہ ترقیب آں مشکلست
 تواں دید افلاک را باب ہا
 کہ بنیم از ورا ز دریا و خاک
 با گیزشش تازہ می کرد جہد
 خیال آشکارا شد و پردہ خست
 ہم آہن ساند ہم آہن زدائے
 شد اندیشہ کار پردختہ
 بدانا نمود انجسبہ حمیدہ بود
 نمونہ نہادند در کار گاہ
 دہ اندر دہ آئینہ خستند
 کہ روشن تواں دید راہ دراز
 درخشاں شد آئینہ چوں آفتاب
 منارہ بر آرنڈ چوں نخلِ موم
 ز بنیادِ بستی برآمد غبار

کہ در چشمِ انجم رساند گزند
 شہ آئینہ را بر سرش بر کشید
 بے عکس گیتی پدید آرگشت
 باز از ہشت فرسنگ بیش
 نمایندہ گشت اندر آں آبِ ننگ
 کہ باشد مہیا بدریائے ژرف
 شود عکس از آئینہ پیکر نامے
 شتابندہ ز آں سوے پر ختہ
 بدریائے شونید از ایشان
 براں ہر نماں حسن فی خلتہ
 خراماں شدہ را ہر بے گزند
 سفینہ نہ گشت اتر از باد ہم
 شد از کشتی نوح بے بیم تر
 ہماں آئینہ نیز بر عکس کا
 جہاں برد گر کہ حنایاں سید
 براں آئینہ پاس ہ داشتند

بمانہ کشیدند میسے لبند
 منارہ چو اندر ہوا سر کشید
 در آں سطح روشن کہ بر کارگشت
 نمودند رو عکس دریا ز پیش
 ہ جزیرہ کہ ہست آں زمینِ فرنگ
 بفرمود صد کشتی انگہ شگرف
 چو جنبش کند مرد قبرس زجاے
 بکشتی بود بدستہ ساختہ
 براں اہکیراں زنند از کیس
 ۱۰ برینگونہ چون چند کہ تا خند
 رہ ایمن شد از دزد بیداد
 چو الضاف شہ زد بدریائے رقم
 ہماں شتابندہ در ہر گزر
 بماند آں منارہ بے روزگا

۱۵ چو دور سکندربایاں رسید ق
 ہماں رسمِ پیشین نگہ داشتند

فرنگانِ حسن زبیا رگی فروماند گشتند یک بارگی
 نہانی بر آئینہ داراں شدند بر آئین آئینہ داراں شدند
 پوشد دزد با پاسبانایکے نمازند رائسہ برون شکے
 شبے بر منارہ شدند از شتاب کشادند و انداختندش در آب
 ۵ ہماں شورِ دریا ز سرتازہ گشت ہماں ہرنی میش ز اندازہ گشت
 از اں پس چنان کاروائے سخت کہ داند چنان پیکرے کرد دست
 زمانہ کہ دزدیت کبرینہا بسے دید از نیکنہ آئینہا
 بیاساقیاں مے دلنواز دل آہنین من آئینہ ساز
 مے صاف کاغذ چو ماراہ تن تو اں دید جان اشکاراہ تن
 ۱۰ بیامطر بغمے خوش بر آ رہا بزاری یکے قول دلکش بر آ رہا
 بزناں زباں اہ بابی رنگ کہ شدراہرن ہچو تیغِ فرنگ
 صفت دے دیوانہ و آہنی گشتن زنجیر آب و بستہ شدن
 چشمہ از جنبش و ذکر روز بازار خورشید گرمی ہنگامے
 ۱۵ آتش و شور خلق و مومنہ و سوزن شدن مومے برن
 پیراہنای گرم شدن پشت پوشین پوشان و تحریص معاشر

جگرِ شمشیرِ سرِ ما کہ چوں
 خنزد شیرِ درِ سپرم رو بہ روں
 ہمہ کس ز مویں نہ تن کردیم
 کلیمینہ را گشت بازارِ گرم
 ز نوے شدہ بردِ پائیدہ تر
 پلاس از کتاں ہا خوش آئیدہ تر
 ہر آن کس کہ بادِ مخالفِ نید
 مثل گرچہ کوہ است ز موخرِ نید
 ز بادِ مقامِ شش کینہ کش
 بر ہنہ تنان از تن پوششِ کم
 شب آں کو ندارد ز پوششِ فراغ
 فرومایہ لرزندہ چوں بید ہیں
 چو چشمِ خساں روزِ کوتاہ باز
 شب از کوتاہی مرغِ بے بال بود
 بر آتشِ ہمہ خلق ہنگامِ وار
 دریں موسم آں اشعارِ آدمی
 بمقدارِ سزائے خوشتن
 یکے لعلِ روشنِ فشانِ بجام
 یکے گوشِ اردِ برود و رباب
 یکے بڑہ و مرغِ برخواں نمد
 یکے تڑہ و ترَبِ برناں نمد
 چو مرغِ غنِ بستانِ بے گل بے قرا
 کہ کائے ندارد دجَبِ نہ ترمی
 نمد در طربِ پایۂ خوشتن
 یکے در سفالِ افگند درِ خام
 یکے بر لبِ و د نوشد شراب
 یکے تڑہ و ترَبِ برناں نمد

یکے ہم بخاشاک جانوش کند
 یکے بانگکے بود گوشگیر
 نہ از بیش و کم در خوشی کردن بست
 کہ نعمت بے بدل یاراں کند
 بہمستی چون خودے ہم خوشست
 کہ از ہر چہ اراد شود بہر مند
 بکم خو کن بے غمی پیش ہیں
 فراخی کجا مینی از خوئے تنگ
 علف کے رسد تا بہ را از خراں
 بجاں کند تش مردہ باید براہ
 کمت نیز ترسم گر نزد پیش
 چوناں رخو دہ شد یک سبکاست

یکے منقل ز بر آتش کند
 یکے با حریفان شود توشہ گیر
 خورد کہ در بند خوش خورد بست
 نہ عشرت چنین مایہ داراں کند
 ہ گدائے کہ در گوشہ دُردی کشت
 چہ فخر شد آں مرد عشرت پسند
 بہ بسیار جونی مشو بیش میں
 چو جو جو بصد کوشش آری بچنگ
 چو جو بشمرد آسیاباں دُراس
 ۱۰ چو از نوک سوزن کند تشنہ چاہ
 چو کم را نخوردی بامید بیش
 یکے بہر سبکا زناں روزہ

حکایت سکے کہ گرفتہ را بر امید نا گرفتہ بگزاشت

ہمی بر لب جے شد پویہ زن
 تپیدہ برے زمیں سو بسوے

۱۵ سگ پیر، مرد اے اندر ہن
 مگر ہئے دید خستہ ز جوئے

رہا کرد مردار و شد در شتاب چو آن جاشد افتاد مہی در آب
 چو باز آمد و دیدہ واپس گماشت غلیو از برد آنچه واپس گزاشت
 بخور کم میا از پے بیش را غنیمت شماراں کم خویش را

مردے نمودن سکندر در عیش و عشرت و بشارت
 حاجت نقدای عین بمیل مئے و نعمت اہل الصبات
 و زمرہ خلافت ادن و بنگلہ نار و زار با مخلصان جانی
 مشغول شدن از مہوہ النار لنا فاکتہ فی الشتا
 ۱۰ مزہ نار داس نار برداشتن و تیرگی کیش معان ااز بان
 آتشیں و کشن گردانیدن و دایے لشکر ابکشتن آتشکے
 زرتشتیاں و اں کردن

ز آتش فروزان باژند و ژند روایت چنین می کند ہوشمند
 ۱۵ کہ رونے سکندر در ایام مئے نشاط بر آراست از مرغ مئے
 نشسته فرمانروایان دھر کہ از خرمی بازیابند بہر

بر شمعِ زناں دُرسد و آیدند
 چنان یرو بالاشد آواز زیر
 پری پیکر آن ترغم سرب
 بهر زخمه راه صد حبال زدند
 ه خرامنده شد ساقی انجن
 قح داد بر زندگانی برات
 دران و زانیں سپرخ دولابند
 بکافور پچاں شده قرص مهر
 بفرمود شاه آتش افروختن
 ۱۰ فروزنده شد گوهر تاناک
 گل آگیز شد شعله چوں نوبار
 عجب میوه رسته از چوب ز
 هم از شعله نعمت پری را نکاں
 ز لطف زباں میزبان هم
 ۱۵ بهر خانه شمع و مشعل فروز
 در آرزوین تار رود آمدند
 که از مرغ و ماهی بر آید نفیس
 بهر زخمه شدند از درون دل بے
 بهر غمزه در سینه پیکان زدند
 چو کبک دری در میان چمن
 صراحی سخن گفت ز آب حیات
 هوائے نبار ندگی بود سرد
 همی کرد کافور باری سپهر
 خطبچیں دل دشمنان سوختن
 چو خورشید کوسر بر آرد ز خاک
 ز خوبی بر آورد دگلن رمار
 که هم میوه خوانی دهم میوه پز
 هم از دو دغماز همسائگان
 ز بانس صلا گوے خوان هم
 که مشعل است و ز که خانه نو

۱- سس :- رقیبان باد از - ۷ - ق :- باد و روم - ۸ - سس :- بنیری - ۱۰ - ق :- گشت آتش

۱۱- سس :- گلماء ۱۵- سس :- شعله

پرندہ کز درخت بر تپان زن
 زکالے کہ درے درخشاں شدہ
 مے بر شے پر تو انداختہ
 زتابی کز آئینِ خویش آیدش
 ۵ اگر کشتہ شد و فرو زندہ گشت
 بلند افسرے کز خشاں شادیت
 نمائے زندہ بے آب کس
 فرو میرد از آبِ بیجاں بود
 مرا غم بروغن کند جان او
 ۱۰ ز سنگ ز آہن بر آورد سر
 و دلعل یاقوت کاں ناپید
 زخار او آہن شدہ گرم خیز
 گمے از دخانے سحابے کند
 سرفرازے از تبریں دوماں
 ۵ ز گرمی کرہ در ہوا تاخت
 کرہ کز گرمی شدہ بادہ پیے
 دلش سوختہ لیک بر خولشتن
 سیہ بود لعل بدخشاں شدہ
 سیہ رے را سرخ رو ساختہ
 کند سچو خود ہر چہ پیش آیدش
 بمر د از دم و ہم دم زندہ گشت
 ز باغے ہمد و ہم از باد لیت
 مگر او کہ مر گشت ز آب ست و لب
 و گر خود مثل آب حیواں بود
 کہ روغن بود آب حیواں او
 چو از سنگ یاقوت و ز آہن گہ
 تنش جملہ جان چو جاں ناپید
 درو رفتہ ہر دواہنگتہ
 کہ از ذرّہ آفتابے کند
 کلہ دخان بردہ بر آسماں
 ہوا را در آغوشن جانتہ
 ز جولاں بے ہوا کردہ جائے

ز عنقریب خیمه برتر زده
 بدین ازل علم بر زده
 همیں گوهرے روشن اجڑا شد
 گهر کو محیط دریا شد
 سوادِ سیاه نامہ چند از و
 سیر روی زند و پازند از و
 مغش در خدائی فرو زنده کرد
 خدائے که خود کشت و خود زنده کرد
 ۵ برین ہمیش در پریش فرخت
 کہ فرجام از دوزخی گشت پخت
 بر اہمیں را گشت بستان نور
 شدہ لالہ موسے از کوہ طور
 چنیں کمنہ نورے بنو گوہری
 شدہ مجلس منور از اسکندری
 سکندرز داندگان باز جُست
 کہ ایں آتشچ فرو زنده چست
 ۱۰ نیاید ازین جوہر تبار
 چہ واجب کند کابلے چند خام
 چہ باید پرستیدن آں ابد
 مرکا نیرد از بہر آں ادیتغ
 براغم کہ در آذر آ بادگان
 ۱۵ کہ باہنیرد زیر دستی کند
 سیرودہ عنان موبدے چند را
 کہ از آب میرد ز خاشاک بست
 بجز بختن و سوختن هیچ کار
 برندش مبعودی خویش نام
 کہ مردم خودش کشت و خود زنده کرد
 کہ خورشید حق را بنوشتم بر منغ
 چرا باید ایں رسم منع زادگان
 بگر اہی آتش پرستی کند
 گرفتہ بخت زند و پازند را

شنیدم کہ آتش در آتشکہ
 چنان زندہ ماندہ است آتش دہاں
 سمندر کز آتش بود بچہ زائے
 براغم کہ آن جانب آرم شباب
 ۵ نایم بہ آتشکہ سوختن
 سر نہیر بدیگِ مبطیح کلم
 بسوزد دلِ مرغِ ہم از دود او
 بیاسخ بُزرگانِ پاکیزہ کش
 نمودند کاسے اور روزگار
 ۱۰ درست ست کاں قومِ ناہوشمند
 نہ از راہِ بنیشِ نظر کردہ اند
 ز نوے و تابی کہ آتش نمود
 ندانند کش چوں پرستد کسے
 دو قوم اند کہ چشمِ کوتاہیں
 ۱۵ مرغِ دہمن کیں و راشد صواب
 بہر دو تراغیت حاجت گذار
 ہم از عہد زرتشتیاں شد زندہ
 کہ یکدم نہ مردہ بہت تا این زمان
 توان یافت زان آتشِ دیرپا
 فشانم بر آں نار ویرین آب
 کہ آتشِ چنینی باید افرودختن
 بر آں دوزخی خانہ دوزخ کلم
 بسوزانمش ہم زمبہود او
 سرنہیگی را خفا و ندیش
 بہر دانشت دولت آموزگار
 نذار دزدانیش راے بلند
 کہ نظارہ از چشمِ سر کردہ اند
 نمودند در پیشِ آتش سجود
 کہ او زندہ گردد بچوبِ دُخسے
 بخورشید و آتش شدہ راہیں
 پرستیدن آتش و آفتاب
 کہ او سوزش خویش خود کردہ اند

چوزندہ بہ آتش در خوش رو
 ہم از راہ آتش در آتش رو
 ولیکن فرو سوز رختِ معاں
 کہ تا خود کنند از بتِ خود فغاں
 شد از رے پاکاں و آزادگاں
 شد از روم در آذر آبادگاں
 بفرمود مغ را بنا بر کنند
 بہر خانہ آتش آتش زنند
 بسوزند ناموس پاژند و زنند
 کشايند ز تار ہار از بند
 پس آبی بر آتش فشانند رو
 ز کانونِ آتش بر آندد و
 دویند فرماں پذیراں بر پیش
 زدند آتش در ہر آشکہ
 در آتش تند کا فروختند
 کہ گرد و آتش زد و آتش زد
 ۱۰ در آتش چنای سوختاں قوم خن
 مغ و ہمیزید را ہی سوختند
 فشانند آں خاکماے خراب
 کہ خاکسترے ناذا ایشاں بس
 ز زرتشتیاں کس نماذ آشکار
 ز طوفانِ آتش بدریاے آب
 رہائی ندیدند آں دیگر اں
 مگر در بیابان و در کوہ ہار
 ہم حلقِ عہد اندراں جستجوے
 جز از راہِ نیکاں و پیغمبر ال
 ۱۵ چنای سکدرستی شد تمام
 بہ ایند پرستی نہ اندرے
 کہ کس کیش کثر اندانت نام
 بیاساتی آں بادۂ خوشگوار
 کہ تا اندہ و عنم نم بر کنار

بیاساقیا ارغانی شراب کہ محراب زر تیشیاں شد زباب
 بدہ تا بمستی کنم خواب خوش گشتم آتش غم بد اں آب خوش
 بیا مطرب آں چفتہ کز یک فغاں کند ز اہاں را بکوئے مغاں
 چنان زن کہ آتش زند سینہ را ز سر نو کند داغ دیرینہ را

۵ نصیحت بہ اصحابِ بیس کہ در معاشرت اہالی السیف

کو بند و سروتن بیدینانِ فلسفہ انیا میزند و دہراں
 را ہم بزمِ مرہ ایشان قفا زند و بخر تر قضائےِ حکمی

۱۰ ندانند و مار میت اذ میت و لکن اللہ رمے

چہ فتح کسے کزد دل تر سناک گر ایش کند سوئے یزدان پاک
 بہر سرفرازی و افکنگی نہ پچیدہ سر از رشتہ بندگی
 ز پرہیز گاری بر آرد نفس کہ سزا نیستی این ست و بس
 بہر شئیہ کا پیش در شمار خدا را نکردد فراموش گار
 ۱۵ اگر شختم پیش آید و گرواخت شناسد ز جائے کہ باید شناخت
 چو او آفریدہ شد از خاک باد بعبرت کند ز آفرینندہ یاد

ادب انگہ دارد اندر سخن
 سخن جز برباندا زہ بندگی
 ز معلول و علت برآرند نام
 کہ مادہ چنین ست صورت چنان
 کہ انجا جز بنی بعلم قدیم
 گمے در ریاضی ریاضت نمائے
 دریں ہر دو چندان کم و بیش نیست
 خیال حسد در تباہی فت و
 قحازن کہ گردن دن انہرست
 خورد زین نمطہائے زنگین فریب
 کہ پیدا گزندست و پناہاں گزند
 چہ بینی رخ سمرخ و حال سیاہ
 شناسندہ شومایہ خویش را
 ولیکن فراموش مکن پائے خویش
 کریں پر بر افلاک بتواں پرید
 دم خو بہ تاشی زند تا حیات

در آگاہی خود ز نوتا کس
 نگوید زت نون دانندگی
 بسا تا ماں کہ از نخے خام
 بدست ہوس باز داده عنال
 ۵ کہ اثبات کلی بقول حکیم
 گمے در طبعی طبیعت کشائے
 کسے را کہ چشم خرد پیش نیست
 دے چوں سخن در الھی فتاد
 چوزیں در کند فلسفے مکتہ است
 ۱۰ چہ ابلہ کسے کا ندیں نہ عجیب
 چہ نازی براں علم ناسود مند
 چو حیثہ بدل ز حسد در تباہ
 مبین رنگ پیرایہ خویش را
 چو طاؤس شو پیکر آرائے خویش
 ۱۵ باندیشہ باید سخن گسترید
 سخن کر شرعت نویسہ برات

ازیں ہرزہ ہم بہ کہی پھی عنان
 سخن زیں زبوناں چکویں کسے
 چہ بندی بروہس و آزارِ خویش
 چو مرغِ خود از دامِ پنجہ ڈام
 ۵ گس کو بجلا پُتر گشت اسیر
 طبعیہ کہ پیوستہ بیمار ماند
 سبک گیر داکُ دیدہ را آبِ شو
 بباید سہ از رشتہ چرخِ تافت
 چو پردہ است ز آگاہی خود ہی
 ۱۰ چو شد پردگی پردہ باز را
 بسا کس کزیں پردہ گفتند
 بدیں قلعہ بنگر کر خود رہ است
 چہ فروغِ مرغ در بطنِ زسیت
 کسے کوندانت را ز جہاں
 ۱۵ چہ پنداری لے ابلہ تیرہ را
 چو صانع بود در صفاتِ کمال
 کہ غصہ چرخ کرد و پنجہ چنایں
 کہ ہستند عجب تر از ما بے
 کہ باشند سرا سیمہ در کارِ خویش
 دگر مرغ را کے رہاند ز دام
 کجا چوں خود لے اشود و تنگیر
 نشاید بالینِ بیمار خواند
 کہ دار و ستاند ز کمالِ کور
 کہ چرخِ این سہ رشتہ را دیت
 ز پردہ نشیں کے دہد آگہی
 چہ دار و خبر پردہ راز را
 کزیں پردہ تائے نکر دند باز
 کہ گنگر بلند و رسن کوتہ است
 کجا داند از بطنِ ہیروں کہ پست
 جہاں آفریںِ اچہ داند نہاں
 کہ گنج در اندیشہ تو خدائے
 چہ مصنوع را گنج داند خیال

خدا کا دمی را جانی ہند و
 چہ روشن کہ در ہر دلی راز
 نذ اند شنائے پنجاں ساس
 نذ اند چو کس ز آدمی راز را
 ہ جہانے نست گر چہ آدمی پیچ
 چو ہژدہ ہزار اندیس رہ گمست
 ولیک ایں سفیان بے رائے و ہوش
 بحر ہر دو گستاخ روی کنند
 کسے را کہ سہ رشتہ آمد بدست
 ۱۰ رقم بہ کہ بر حرف ابر کشند
 ادب را نگہدار کز جھپچ را
 در و آتش کار انانی ہند و
 بہر خاطر انجام و آغاز نصیت
 نہا خانہ آدمی از قیاس
 چہ روشن کند آدمی ساز را
 بدروازہ کبریا بہت حسیح
 چہ اندازہ یک دل مردمست
 دل بخورد را نالند گوش
 بکار خدا نکست کوئی کنند
 لبش بر سخن مہر جادو بدست
 ز بیوہ کوئی زباں در کشند
 خدا را نذ اند کہ ہر خداے

حکایت الے کہ ز الے را بجداے تعالیٰ راہ نمود

یکے راز زالان پوشیدہ حرف
 ۱۵ خبر یافت ز بازار او
 ہی کردش از چشم خواری نظر
 بہ نزد خدا بود کاے شکر
 درآمد بظاہر کار او
 کہ تاحصیت ایں بیوہ بے خبر

بہ پُرسید از زوالِ الا گرائے کہ ہاں اری آگاہیے از خدائے
 بگفتا کہ اے کو زشتِ کمن نہ پرسید کس از چو من این سخن
 کہ در ذاتِ صانع ز لفظِ چو در شد از گفتِ من جملہ آفاق پُر
 بخندید فروتِ بگرستِ زار بدو گفت کائے غافل از سرِ کار
 دلت گر نشانی زے داشتے زباں در سخن زہرہ کے داشتے
 برانے کہ کو نینِ رے گمست چہ جائے سخن گفتنِ مردمست

پرتابِ کمرِ کن در راستِ وانِ کیش خود را کہ

بایستہ بودند بہم را ہی پیکانِ سوئے نشانہ گاہِ یونانیان

کہ درونِ ایشانِ رُوند و عقدہ عقیدہ باطلِ آنہا

بکشایند و پیش آمدنِ آں آمہنِ لائِ و ردِ کردینِ سکاں

بسختیِ چشم و دلِ بازگشتنِ آں فرستادگانِ بازبان

کنند سوہاں شدنِ جبّہ شاہ و مازِ چینِ کیں و بلند

کردنِ کمندِ بکر کوہِ یونانیانِ دراز دادنِ بارو

دست است لشکر آما از شست سمناک سہمی
 برایشان ند و حرب کہ دن یونانیان از تیغ کوه و رو
 تافتن و میاں از زبانہ شمشیر ایشان رسکند زدن
 و گرم شدن سکند از آتش غصہ و از سر غضب
 کوه بریدن و دریا بر آں و زخیای من و سختن

چنین ببت پیرایہ ایں عروس	طرازندہ قصہ روم و روس
ز ہر جنس مردم رقم شے عیب	کہ چون شد سکند را لما غیب
بہ شمشیر حجت ہی کرد راست	ہمہ گمراہ ابراہاں کہ خوست
کہ یادیں پذیرفت یا جزئیہ داد	چو زان گونه شد مردم از ہر بلا
بہ خنجر رہ کٹر گرایاں گرفت	حمایت سوے نیکایاں نگر
سراپردہ در پردہ آب کرد	بہ پیرایہ رایت چو مہتاب کرد
نشیندہ را کرد سنن پذیر	چو گشت اندراں نہایت جاگیر
رداں کرد دریاے لشکر بہ نیل	ازاں حاشا بندہ با کوس نیل
ستیزندہ در خون یونانیان	بخم افکنی چیست کردہ میاں

خبر داشت کاش ملت ناسپاسی
 بزیر دامن نداشتند دل هراس
 به گستاخ گوئی زباں کرده باز
 که مار اکلیده ست برگنج راز
 به نزدیکش فیلسوف کهن
 نگو تر بغمیب سر در سخن
 پیام آوے راز کار انگماں
 رواں کرد نزدیک آں گمراں
 ۵ پیامے کہ دیں ارثائی دهد ق
 بر آئین پاکاں گوانی دهد
 بدو گفت تا باز گوید درست
 کہ باید خیال کتر از سینه شست
 فرستاده راست گوداشتن
 هم از تیغ من هم ز خشم خدا
 فرستاده راست گوداشتن
 کسے را کہ سوئے هائی ست را
 شود بهره مند از نشان صفا
 ۱۰ بدین سیفی گرایش کند
 نشان سر فلسفے بر سناں
 درین دہ نباشد کتر اندیش را
 فرستاده شاه برداشت آہ
 سرے بودشان افلاطون نام
 بہ یونان سانید پینام شاه
 ۱۵ زبہودہ گویاں زباں یافتہ
 شدہ نچت کار اندر ان کا رخام
 زفر رنگ فرماں عنان یافتہ
 ز غلی عورناس پری مہ لباس

به گمراهی حلق فتویٰ نگار
 سزا این دیگر سزای گم گست
 طلب نیست ز ایند بر ایند پست
 بنوشده را از خیال چنان
 ۵ همه مردم از رے سنگین او
 ز د از یک سرے درین بحالت
 زو سواس دیواندین دیولان
 چو برخاست از مردم امیدیم
 چو رفت از سر اسپ کشش گم
 ۱۰ فراطون چو بشنید پیغام شاه
 ستیزنده پیران یونان زمین
 کشادند ز اندیشه نابکار
 کز انجا که بنیائی رے است
 دل نا که گشت ست دانای
 ۱۵ چه محتاج بنمیب دیگریم
 پراغے بنجود لطنه گاه ما
 که پانیده شد گردش روزگار
 بنجونی و زشتی جزای گم گست
 کند هر که هست از جهان چست
 بنجود کمالی کرد مطلق عنان
 یقین است بر قول رنگین او
 نه اندیشه زد و زخ و نه از
 خرامند هر یک بگام فراخ
 کجا ماند این عصمت سلیم
 نه پوشش بهنجار باشد نگام
 بیاسخ شد از زیر کاں پاره خواه
 ز رومی در ابرو فگند چن
 جوابے فرستاده بر شهریار
 سر آسمان رتبه پای ماست
 به پرسیدن کس ندارد نیاز
 که ما بر سر خوشین بنمیبیم
 خرد بس بود مشعل راه ما

بنو حنظلہ بہ نیردان بریم
 اگر نعمت بخرد مندی ست
 بدیں آہو ارشاد شیری کند
 اگر بگذری کار با جنگ نیست
 ۵ و گر با فرد دست گیری ستیز
 چو باز ورمنداں قند اوری
 دریں کوہ پایہ بیاباں کم ست
 چگونہ کند بے سپر شکرش
 ۱۰ ہمارہ بکوہ و ترا گنج زور
 بہر خانہ چوں چاہہ میژن گوشت
 مگر شہ کزین سو گر آید ہی
 سکندر گر از دست گاہ چو میخ ق
 ہم آخر بکائے ستاین کو ہمار
 کلونے میں خوار کا قند براہ
 ۱۵ رسانندہ کنتہ با صواب
 بدرگاہ اسکندر آمد نراز
 کہ سحرے فرستاد گاہ بگریم
 خردمند را چارہ خرسندی ست
 مگر آہو از سنگ لیری کند
 فردستی چوں قے تنگ نیست
 چہ چارہ گر یزیدہ را از گریز
 گر یزیدگی بہ ز زور آوری
 گزر گاہ کشور خدایاں کم ست
 کہ صدلی سراید صبا بر برش
 کجا پیل بر کوہ پوید چو مور
 بہر گوشہ صد غار کینہ دست
 بہمان کینہ و آید ہی
 بکوہ افگنی را اند بر سنگ تین
 کہ بنی کمر بستہ و تعین دار
 کز و چوں سر آئی بفتہ کلاہ
 چو بشنید گفتار خود را جواب
 شنیدہ سخن را فرد گفت باز

جهاندار از آن پاسخ تلخ و دام
 بفرمود تا فوج از قلب خاص
 چنان شکر اندر حیل افکند
 بفرمان فرزند تاج و تخت
 ۵ ز مردان کوشنده کارزا
 خدنگ افکنان که هنگام جنگ
 کمر بسته و ترکش آراسته
 به تیزی چو در کوهسار آمدند
 بهر سو سوائے ز سرانگی
 ۱۰ همی آمد از کوه بے سنگ زیر
 فرو جستن از چار و ناچار بود
 پیاده بهر فرج کوه و سنگ
 همان کوهیاں نیز از آهنگ تیز
 نکردند سستی در آن کار سخت
 ۱۵ چو مور و ملخ گشته پر شور و شر
 طرف بر طرف به پیکار با
 به تنه‌ی فرو رخت تلخی ز کام
 کند بسته بر خشم راه خلاص
 که چو شش گز از نیل و فناء
 بزرگان کشتی کشیدند رخت
 گذار شد از نیل خیم هزار
 نشانند سو فار و معن سنگ
 چو شیراں بصید افکنی بسته
 بد امان کسار حصار آمدند
 همی شد بمردی و مردانگی
 بکوه گراں سنگ می شد دلیر
 که ره بر شتابنده دشوار بود
 همی تاختند از کین چو ملنگ
 ستادند در کینر گاه ستر
 فشر دند در سنگ پا چون رخت
 ز مور و ملخ بلکه انبوه تر
 مکنها بروں می زد از غار با

بسے سوسومی کشیداشتم
 چومے کہ در یک گرتیج خورد
 دو صف همچو دندانِ شانه بر تیغ
 که خارش از تیغ فولاد نرم
 چو الماس بگذراهن شست
 که سرمی درودند و اندام گشت
 که بروے یک پشته صد گشت
 همه سنگ کسار شد لاله خیز
 ز دل کان یا قوت بیرون فکند
 نمی گشت یک و یہ کار دور کو
 نشد چهره بر دشمن کین تو ز
 خس انبه ترا ز سبز کوه گشت
 ز فیروزی خشم شد وے تاب
 بسے سرزمین دوشد یکسر
 ازیں سوے گم گشت از آن پیر
 سر و سینه خسته بهر پشته ماند

نشینده ره دان و آئنده گم
 ہی مے در مے آویخت مرد
 در آن بوج پیش بے دریغ
 چنان گشت هنگامه رزم گرم
 ۵ سنان ز دل سخت شیرانست
 اجل عبره خون ایشان شست
 چنان مبر پشته ها گشت
 ز باران بدیناں که زد تیر تیز
 ز لب خون تو گوئی که کوه بلند
 ۱۰ دور رویه ہی فت تیغ دور کو
 بکوشید و می بکین تا سه روز
 چهارم که یونانی ابنوه گشت
 سپاه سگد زیا و دتاب
 یکے آن که در کنج غار دوره
 ۱۵ دوم آن که کوشنده رزم کش
 ز رومی سپاه که ناکشته ماند

سران سپه اصواب آن نمود
 سپه ابرجت و لیل آمدند
 نشستند گریاں بر ابل رحیل
 گزشتند از نیل و فرستند باز
 ه بسیرغ گفتند از اندوه و تاب
 سکندر که ملک سلیمان شد بود
 عجب ناز از آن سختی خشم و دل
 در اندیشه شد تا چه سازی کند
 اگر باز لشکر فرستد به جنگ
 ۱۰ و گرتن زنتاب چون آورد
 چو را پیش در دل نیامد درست
 از آن جا که دانا نمی خنبد بود
 که هر کار دشوار کاید به پیش
 عدو گریه نیر و نکرد در خراب
 ۱۵ پس پشت کمر این مژدوم
 سه فرسنگ باشد سطریری سنگ
 که و امانده را باز یابند زود
 وز آن چشم بد سوئیل آمدند
 زدند اندران سوگ جامه نیل
 سرافکنده پیش سکندر فرزند
 شمشکاری ماکیاں بر عقاب
 همه مرغ و ماهی بفرمانش بود
 که تیر سکندر شد آن جانخل
 که با گرگان جسته بازی کند
 روشن مثل ست در گزگانه تنگ
 که مور از دهار از بون آورد
 در آن داری از خضر است حسبت
 به پرسنده گفت آنچه خواهش نمود
 به آسانی آید بهنجار خویش
 به نیر و دانش فرد کن در آب
 کمرهای کوه است دریای دوم
 که یونانیان است در دینک

که آن اینجار بتوان شکست
 شود آتش فتنه از آب پست
 زبیلے که بر کوه ریزد توان
 شود بر سر کوه کشتی روان
 اگر خضم را عمر فوج ست بیش
 بطوفان فوج افکند رخت خویش
 سکندر که خضر رهش را نمود
 ره چشمه می حبت دریا نمود
 بفرمود باشد سپه تیز گام
 بدنباله حصن خضر اخرام
 کمر بست بر عزم کوه افکنی
 بپولاد سختی و خارا کنی
 بجای که شد خضر شان بنمای
 کشادند بازوے زور آژنای
 بتعلیم رایش بکار آمدند
 بسنگ اندر آهین گزار آمدند
 ستون ارکوبے که بر روستا
 ستونے زد و بی ستونی شکافت
 بر گوشه بین پاچو فرهاد چند
 بهر تیشه جوبے چو فرهاد کند
 بقرب سه مہ قلب دار اشکن
 در آن تنگنا بود حنا را شکن
 ره سیل گردن زان گونه پست
 که چون بشکند باز نتوانش بست
 به نزدیک ریاز کوبے چو ابر
 تنک شیشه ماند سنگ سطر
 در آن پرده همیزم فرو بختند
 ز دندان آتش تند و بگر بختند
 گرفت آتش و راه در خار کرد
 بدامان که پرده را پاره کرد
 ز زیرے دریا و راں سنگ لاخ
 ره سیل شد همچو دریا فراخ

در آفتاب سیلابِ ریاب کوہ
 خروشنده شد موج دریا ستوہ
 جہاں رہاں موج طوفاں گرفت
 اجل امنِ فلیسواں گرفت
 نماز اندراں عسرقِ طوفانیاں
 نسلے زیونان یونانیان
 حکیم کہن بود در دور و پیش
 زیونانیان علم اوسود پیش
 ہ دین ہاں سہراں از دین کہن
 بر آب گرفت رخت بیزں سخن
 کہ سائے دو صد پیش از آں بگیر
 بیونان نیایش گئے بود پیر
 ز رخت جہاں حنا نہ پرداختہ
 ز برگ گیا ہے خورش ساختہ
 خدا دادہ رہ در حضور خودش
 بر افروختہ دل بنور خودش
 شنیدہ ز غیب آنچه باید شنید
 رسیدہ بجائے کہ باید رسید
 ہر آن شیشہ کہ حکمتش حیثیت
 بسنگِ کرامت شکستہ دست
 در خرقِ عادت محکم زدہ
 جلیماے معقول را کم زدہ
 حکماں ز حیرانی کارا و
 شدہ معترف بر نمودار او
 چو ہنگام آں رسیدش فرا
 سخن گفت با کاروانانِ راز
 کہ چون پیر از مازخانہ جائے ق
 گرایش کنم سوائے دیگر سرائے
 چہل رس بر آزند جائے بلند
 بروقبہ چوں سپہاں جہند
 در آں قبہ سازندم آرام گاہ
 بخوید کسے سوائے آں خانہ راہ

بیابید زان پس بدو لیست سال
 که تا هر یک را ز راه صواب
 در آن وز کفاد در یک روم
 زد و لیست سال آخرین روز بود
 ۵ چو بود این فسانه خبر خبر
 بهم گشته بودند پیران عهد
 نشسته بر پیش کشاده زبان
 نظر داشته تا در آن انتظار
 طلب می نمودند راز نهان
 ۱۰ همه غرق شد گردش از پیش و پس
 در آن حیرت اندیش ز ادشال
 چو گردید روشن کرامات پیر
 بدل گشتشال سر کارشست در
 چو بود او پناه همه عهد خویش
 ۱۵ که راهش سوسه آشنای عهد
 یک گفت کای وعده کز پیر سخت
 کنند آنچه در خاطر آید سوال
 دهم ز انچه رسیده باشد جواب
 بیونان در یاشد آن مرز بوم
 که میعاد آن دانش فروز بود
 رسیده بهر کس پدر بر پدر
 بمیعاد مهدی شفق سو محمد
 ببالین آن خفته پاسبان
 ز پرده چه بیرون بد پرده دار
 که طوفان شد از چار سونا گمان
 همان قبله انداز بلندی و بس
 که اندر ز دانا شد از یادشال
 که گشت اندر آن غرقه شان شکر
 که آن وزیر ا دیده بود از نخبست
 پناهنده را خواند در مهن خویش
 ز موج هلاکش بانی عهد
 اگر راست شد باز جویم رهت

شناسنده گفتش بگویش و کم
 سخن بے شک این بود از نیکو
 که گفتن بهان و زوایا مرد ز هم
 که یابی رهایی خشم خدا
 نه آهسته بود این سخن نزد هوش
 حدیث کش آفاق بشنید راست
 ۵ دهر مرده پند و بهان بشنود
 عزیزاں که در خاک کئے تواند
 چو آن پند جوایا شنید پند
 ق فکند دست را چپ چاک کنند
 ز خاموش گویاں بیا بگ بلند
 کز آن رف دریا کنار کنند
 در قبه را پخت کمر دند باز
 ۱۰ چهل مرد بود آن که بر قبه رفت
 تنومندی از دل بر آورده
 زده دست در آب افتاده است
 از آن هفت تن هم بیک موج
 تن مانده با سینه پر فوس
 ۱۵ چو شان آنچو بود باقی حسود
 ق قح پر نمیداد ساقی حسود
 رسید نزدیک روز و یک شب خاک
 بصدخ از آن غوطه گاه هلاک

۱- م- بے گفتش- ۲- م- سخن اینک ایس بود کس بوگرے- ۳- ق- س- م- بے غریباں- ۴- ق- بے هنگام
 ۵- ق- م- بے تخته- ۱۰- م- بے بنویدی- ۱۶- س- بے جرمه گاه

گرفتہ رہ بادلِ رنجِ ہمسہ
 ازین جہلہ مردم کہ فرماں نبرد
 فروماندگانِ ادرآں ترسِ بیم
 چنان کہ کو تیغِ ہر سہ کشید
 ۵ شنیدم کہ چون کشتی از ہر مقام
 تو اُن دید یک یک غارتِ آب
 ز خاصیتِ اُن زیں سینہا
 بدل کرد اندیشہ لے پدید
 ۱۰ رُمنی شود سینہ صورتِ پدید
 از بختِ باریے گردوں بست
 بے کشتیاں کا ندیں و دُنیل
 چو زیں دُرخانہ فراتر گزشت
 ز پندارِ وندہ کزین و تَسافت
 پس آں بہ کہ غوکانِ ریں چاہ بن
 ۱۵ بیاساقی آں ساغرِ لکشاے ق
 بدہ تادل از فے نصفِ کنم
 فراطوں بہ ویرانہ ایساں لشہر
 جزاں ہر تن چارمی جاں نبرد
 نہ حکمت بکار آمدہ نے حکیم
 بیک لطمہ دریا شد در تہ کشید
 بد اُن آبِ خشندہ یا بخسہم
 بر آنساں کہ در آگینہ شرب
 تخیل کنند ہچو آئینہا
 کہ اندیشہ نہ تو انداں جا رسید
 ز حکمت در انگیرش آید ضمیر
 کز بونیشی در دل ہر کس ست
 نشینندہ راشد بہ حکمت دلیل
 گزشتش ز سر ہر چہ بر سر گزشت
 کسے غورِ طوفانِ او در نہ یافت
 نگویند از موجِ دریا سخن
 کہ صورتِ نماے ست و منی فرا
 دو دریے معنی بیک جا کنم

بیا مطرباں نائے راکنِ بیت کز وارغونہائے یونانِ شکست
 چنان ملبش کن کہ غنائے روم ازاں باز گوید بہر مزہوم
 وصیت بہ موفقاں کہ در بخش وفاق یدِ بیضیا نمایند
 ۵ واز آرایشِ کاسہ تخت نغز نماندہ سنج آرانید و
 فروماندگانِ صفِ نعال عینِ عطلت و غفلت
 رادِ صد او تو العالمِ درجات خوانند و از دعوتِ
 محمدی نعمت چشمانند

چہ والا ست دانندگی را سیر کہ ہر کس نہ گردد بروجائے گیر
 بریں پایہ آں کس بر آید بلند کہ برتا بد از رشتہ بجاں کند
 بجاں کنند آید ز راز کانِ تینگ وزیں کجاں کنند آید بچنگ
 کسے دارد از علمِ عالم فراغ کہ اوچوں قلم خورد و دودِ چراغ
 ۱۵ خردمند کیس سکے با خویش یافت بہر دست کہ دستِ خویش یافت
 ہمایوں کسے باشد از ہوش در کزین سایہ میمون شوچوں ہما

اگر ز درمندست و گرناتواں
 بود در همه جا حکمش رواں
 همه کارواناں بد و رو نهند
 همه گوش گرفتند او نهند
 چو خشنده شد سینه زین آفتاب
 دگر تیرگی را نه بینی بخواب
 شناسد که در پرده هار از حقیقت
 بهفت ارغوان فلک ساز حقیقت
 چرا شکل تدویر دارد سپهر
 اثر حقیقت را بنجم و ماه و مهر
 چرا دارد اختربیک سوسیر
 چرا غصه است استیالت پذیر
 چرا شد پدر هفت و مادر چهار
 چگونه سینه زدند شکار
 چو این هر سه زین یک پدر مادرند
 چرا بهتر از جامد آمد نبات
 چرا آدمی کز جہاں برترست
 چرا مردم از بنیش نیک و بد
 جہاد از چه مرد و نبات از چه ریت
 چگونه است جسم و چه چیزست جان
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست
 چگونه کنی حسد هستی تمام
 چگونه است جسم و چه چیزست جان
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست
 چگونه کنی حسد هستی تمام
 چگونه است جسم و چه چیزست جان
 چرا جوهر جان بد پیشه نیست

چرا جوهر اعلیٰ ز اجناس گشت
 چگونه است در پنج فرد ارتباط
 سخن چگونه دهند اختلاف
 دلالت چنان است در التزام
 ه در آن حصّه که جنس و نوع را
 چه چیز است علت که عقل حکیم
 کجائیم ما و این صنم خانه چیست
 گر این خانه ما راست رفتن گراست
 غریبان این ه کجا میسوزند
 ۱۰ چنان نیر و این تخت خاک را
 چه روشن دے باشد اندیشه سنج
 در آموزد آن نکته که ز خود
 چو در خود خرد را شناسنده خست
 ز هر دانش آن شد پندیده تر
 ۱۵ براه خدایت روانی دهد
 چرا جانور جمله حساس گشت
 چنان است در چهار شکل اختلاف
 در امکان عام و در امکان خاص
 تطابق کدام و تضمن کدام
 نشه فصل علت ز بهر چه است
 بدین حیل که خواند جهان را قدیم
 نگارنده این صنم خانه نکست
 و گر زان مانیت بودن سجت
 چرا آمدند و چرا میسوزند
 که روشن کند راز افلاک را
 کزین رکلید رساند به گنج
 شناسد کم و بیش کالای خود
 خداوند را هم تواند شناخت
 کتا ز بیم زداں کند دیده تر
 ز بند غرورت رهائی دهد

۲- چگونه است در شکل و در اختلاف - ۴- ق: تطابق کدام و تضمن کدام - ایضاً - م: به مطابق کدام
 ۶- سلیم - ۸- س: به - چراست - ۹- م: به کجائیم - ۱۲- م: س: به خویش در هر دو مصرع ۱۴- س: به کنی

جزایں ہرچہ خوانند ناخواندہ بہ
 قلمائے بیہودہ ناراندہ بہ
 چنانچہ اس گرت حکمت ست آرزو
 کہ حجت کنی علم و جسم بر او
 نہ ز اں گو نہ کاں تیغ گرد زنی
 ز دشمن ستانی و برتن زنی
 بخواں ہرچہ خوانی۔ لیکن تمام
 کہ ناپختہ نیکوتر از نیم خام
 ۵ میں دستلعل تہی ماگیاں
 کہ جویند از آہرِ مساکاں
 بکلم مایہ ناقص آید بہ شور
 بود قطرہ آب طوفانِ مور
 بہر نامہ حرف از کسے جوئے بس
 کہ با صد ہنر بر نیار نفس
 کسے کو بدعوی سخن خواست گفت
 مداں است از خود ہمہ است گفت
 بسا کس کہ با جملہ معلوم خویش
 ز بول آمد از دعوی شوم خویش

۱۰ حکایت فلسفی کہ اول ز نخ زد و آخر بر ریش خود

خندید

شنیدم کہ یونانی پُرگزاف
 ہی زد ز دانائی خویش لاف
 کہ بالائے گردوں زیریز ق
 درون برون دہان و ہیس
 ۱۵ زہرچہ آشکار است یا در نقاب
 بر سپید تاباز گویم جواب
 یکے گفت بگزار پست و بلند
 خبر وہ کہ موئے ز نخدانت چند

نیوشندہ زانِ محبے درِ مہمَن یہ پچید چوں محبے برِ خوشیتن
 دِش باخیاں دعویٰ بر تھے بموئے فروماند چوں پیرے
 سخمائے ابرِ چہ گوید کسے کز اں خندہ بر ریش بندے

رواں کردن سکند کوہِ بے سنگِ ادرِ سنگِ گِلان
 کوہِ بطلبِ گوہِ افلاطونِ دریافتنِ آں گوہِ درِ کمرِ کُشا
 و نگینِ دستگاہِ دولتِ خود ساختنِ زیرِ دستِ خود
 نشانِ از پر تو معادنِ الناسِ کمعادنِ ابد
 و لفضہ دریافتن

شناسندہ حرفِ دانندگی چنیں کرد ازیں تختِ خوانندگی
 کہ چوں بیرونِ آید فاطونِ آب ق تنِ خاکی از موجِ طوفانِ خراب
 نبودش سربایریِ مردماں رواں شد سوئے کوہِ چوں سگیاں
 ۱۵ زہرِ بومِ برداشتِ آہنگِ خویش چو سیمِ رغِ نبشتِ بنگِ خویش
 دہاں از آشامِ و خورِ بند کرد بشاخِ گیا سینہ خرسند کرد

نیایش گریده راز گشت
 به از اندراں پرده دما گشت
 نمانی ز کیش کز آمد بدو
 سوئے راستی شد دلش رهنمون
 چنان گشت کوشنده در بندگی
 که شد سرفراز از سرفکنندگی
 ز شب زنده داری دلش زنده
 چرخش چرخ خورشید خشنده شد
 ه فروغ از درونش بود ادب
 ز شپ زنده داری دلش زنده
 نمودند رغبت بیدار او
 برآمد میان هم خاص عام
 ز نامش که دشمن و کشور رسید
 حکایت بگوش سکندر رسید
 سکندر که بد در خستیش از آن
 خبر داشت از کار او پیش از آن
 ۱۰ که از کار دانا نوتا کهن
 نیو شده بود از فلاطون سخن
 که بودند از آن بهر مرز و بوم
 بشاگردش فیلسوفان و موم
 ارسطو کز آن گونه داننده بود
 هم از لوح او حرف خواننده بود
 هوس داشت اسکندر کاروان
 بیدار آن مرد بسیار از آن
 دلش مانده زین عجب تابانند
 که چون گشت حالش به آب اندر
 ۱۵ بیونان نگر چون تباهی رسید
 کز آن گونه مرغی به ماهی رسید
 چو آگاه شد کاه خرد پیشه مرد
 به آبش خور آمد از آن آب خورد

ہوس کرد کز سکہ سنگ و سیم
 ہمدستی خویش را حش ہ
 نمد سنگش اندر تراژے خود
 فرو برد از اں جانِ حکمت شناس
 ۵ خیالاتِ خام از سرش کم کند
 دش کز ہوا تیر سر د بود
 فرستاد پنهان بلیت اس را
 بفرمانِ ملر دے جہاں
 نشانِ حبت دسوی فلاطون نوشت
 ۱۰ پیام سکندر بد گفت باز
 سزد گر گرائی بھسمان ما
 ز اندیشہ ادش فلاطون جہا
 من اینجا کہ گشتم ز دل توشہ گیر
 کہ تا چوں زدانش گرفتم درے
 ۱۵ چو ہمت بود بر دم پردہ دار
 چو درویش باشاہ جویشست
 زند بر محک کیمیای حکیم
 بھمز انوی دشتگا حش ہ
 کند ورنش از زور بانوے خود
 نماں خانہ حکمتش اقیاس
 بہ برہانِ عقلیش طرم کند
 بجیش بر ہمیش آرد فرد
 کہ از کاں بروں آرد الماس
 رواں گشت انا چو کارا گماں
 نشیندہ را از نشان بازیافت
 کہ ما راست سویت بدین نیاز
 زدانش دہی بھ جان ما
 کہ ذرہ ندارد سر آفتاب
 ز غوغای عالم شدم گوشہ گیر
 نکو ہم بچو حش در دیگرے
 سکند نیاید دریں پردہ بار
 عنانش از سلامت ببا گیت

چو با سلیمان ہوس کرد مور
 شود کشتہ زیر پائے ستور
 چو کنج شک خواهد کہ بریاں شود
 طلبا رگندم سلطان شود
 بشہ گوئی کاے منظر تہ نوردا
 گدا را دیں گوشت معذورا
 مراے نیاز کم و بیش تست
 ترا اگر نیازست ہیش تست
 ہ فرستادہ کوشش فراوان بود
 نیوشندہ رائے رستن نبود
 بلیناس چون دید کاں ہوشمند
 کند وقت خود را بخود ارجمند
 بشہ باز شد در جبین خاکِ فت
 شنیدہ سخن یک بیک با گفت
 چوشہ رغبت دیدنش بیش داشت ق
 دل اندر پیے رغبت خویش داشت
 سبک بارگی حبت برداشت راہ
 بہ بُرج عطار دور و اں شد چو ماہ
 نہ بود از بزرگاراں بدنبال کس
 جز از ہوشمنداں تنے چند لبس
 سر کو کہن سوئے کما رکرد
 بکوہ آمدورہ سوئے غار کرد
 چو در غار شد کرد مرکب رہا
 بغار اندر وں رفت چوں اژدہا
 دراں اژدہا حسانہ مار پیچ
 بے اژدہا زیر پا کرد پست
 ہانگہ کرد در کنج آں تنگ نائے
 بجز مار پیچاں نمی دید هیچ
 کہ تا یافت برج گنج پوشیدہ دست
 ہانگہ کرد در کنج آں تنگ نائے
 فرشتہ وشی دید مردم نمائے
 گلے در آوردہ در گرد دوش
 خزیدہ چو روباہ شپینہ پوش

کسے کنش اندر سفایبہ نیم
 مبراشدہ دل ز غم رخسار
 رگ اندر تنش رونما از صفا
 ز تاپِ رونِ در افشانِ او
 ۵ چو سیما شہ دید برخاست زو
 پس آنکھ گفت از دلِ غدر خوا
 پسید کقبالِ شاہِ جہاں
 چہ آورد بر صعوہ سیمرغ زو
 بے نبود از کارِ مہتابِ دور
 ۱۰ جہاندار فرمود کردیر با تر
 بے آرزو داشت رای بلند
 کنو غم کہ آں آرزو دست او
 چو دانست نامے ریاقیاس
 بہماں نوازش گرفت دست
 ۱۵ سخن از ہر پردہ ساز کرد
 بہر باز پرس کہ شہ مے نمود
 کلیدِ زبانِ روباں کردہ گم
 مصفا شدہ تن ز کم خوردنش
 نمایندہ چوں رشتہ در کمر با
 حکایت کماں رے رخسانِ او
 برسم بزرگای تو اضع نمود
 دعاے سزاوارِ اعظم شہ
 بریں سوچہ از بخت ناگماں
 کجا پیل گنج بد بسور اخ مور
 کہ ویرانہ را فروزد ز نو ز
 بیدار تو بود مار انیساز
 کہ گردوزد انانیت بہرہ مند
 سر گنج پھاں بیاید کشاد
 کہ آمد سیرار گوہر شناس
 نشاندش بہ تعظیم و خود ہم نشست
 ز رازِ نہاں پردہ را باز کرد
 حکیمش بازیشہ مے نمود

نخستش بہ پرسید کجے گنج را
 جہانے پراز آرزو و ضمیر
 چو گیتی پراز بانگِ او است
 سببِ چسیت دست از جہاں شستن
 ۵ کند دیدہ عسلِ پیندہ کور
 بیاں چہ آدمی را نوالے خوش
 چو زینہا کے بہرہ مندی نہ برد
 نگیرد چو در بوم آباد جاے
 چو مرفانِ وہ یاد کن جانہ را
 ۱۰ سزد گر سوے مہدی آئی ز مہد
 بروں آئے ازین غار چوں اژدہا
 گرت دل بریں گفتہ گیر و قرار
 بدستوری خویش دستت دہم
 ارسطو کہ خبر راے والا نشست
 ۱۵ بسم آرزو بود کا نذر شست
 کنوخم کہ آں آرزو دست داد
 ازین گوشہ گیری چہ داری نیا
 بمشتے گیا چوں شدی خوید
 چنین تنگ غارے چہ پالست
 جہانے بکنجے خساں دشتن
 بگوراندروں زندہ رفتن چومو
 نشاط و خوردے دجائے خوش
 چہ فرق ست از و تا بیاں کس کمر
 نہ سیرغ کار آید و نہ ہماے
 رہا کن پئے بوم ویرانہ را
 کنی ہدیہی با سلیمانِ عمد
 و گر غار گنج ست حسم کن ہا
 کہ بخرامی از غار بایار غار
 بھدستی خود شستت دہم
 تو ہمتاش باشی کہ ہمتاش نیست
 نشاخم دو دستور ادر دودست
 مدہ آرزو را زدستم بباد

فلاطون چو بشنید گفت ارشاه
 بروں ادا پاسخ بشنیدگی
 از اں جا کہ رسمِ زنداریست
 کسے کو عنصمِ حبلہ عالم خورد
 گرم از نو انرش کنی سرفرا
 تو انم کہ من نیز از قبایل شاه
 زبے دولتِ ذرّہ کرتقت و تاب
 چو حر با بخور شید بنید ز دور
 ولے گشت با غمِ حنراں یا
 درختے کہ بے آب شد و دوا
 چو کالاکمن شد چه جویم سپا
 نامد آں شکوفہ بہ گلزارِ مین
 چه جنبانی آن نخل بن را بہ نور
 چو شاخِ تہی را کنی سنگسار
 نگویم بدستوریم شاد کن
 سرم در سلام آمد از جابے خویش
 شبم و ز شدہ روز من شب کنوں

فرد شد بکار خود از کارِ شاه
 کہ اے از تو آفاق را زندگی
 جہاں اہم از چو تو غمخواریست
 ز تیمار یک تن کجا عنصم خورد
 عجب نیست اں خلقِ کمتر نوا
 بگردون گرداں رسا غم کلاہ
 رود پایے کو باں سسے آفتاب
 گراں حشمت باید شود غرقِ نور
 کہ یورشدا ز سے غماں تافتہ
 دہن خوش نگردد ز امر و دوا
 کہ نرزد جے نزد کالاشناس
 کہ آید بد اں بوحسرید مین
 کہ شد خار او تیر و خرماش گور
 ز بالا ہماں سنگ بار و نہا
 کہ دستوریم بخش و آزاد کن
 بجز خیر ما دم چه ماندہ ہست پیش
 غماں چوں سپارم بمرکنوں

شب از خانه بیرون نرفته هست کس
 نه شب دینار روز ربهوار هست
 زپرد از کاهل شد این مرغ پیر
 بود شیرک نے کبوتر بود
 ۵ چو بیدست پانصد تن ویر پائے
 بین مارکز کوشش آید برنج
 نہ مرد اثر دیا باشد آں کز نور
 ہماں کرم کز گوشہ خامی خرد
 مرا گاہ آنست ازین جو نبار
 ۱۰ نہ غولم کہ از شوخی و چشم باز
 پشیمانم از ہر چیزیں پیش رفت
 کنونم کہ ہنگام غداوری ست
 بکار جہاں چاہے چندان خوش ست
 حوصلہ نگر جبکہ کام و شکم
 ۱۵ چو بیکار شد معدہ ز آشام و خورد
 ہنجا را باید دوتن لقمہ گیر
 چو شکم ولایت بکا خورداد

کسے کو رو دزد دزد شد یا عس
 نہ شب کو راہ شب کاری ست
 از اں گشت چوں شیرک گوشہ گیر
 کہ پرنده خوانی و بے پر بود
 چہ ہیودہ خود را نهم دست پاک
 بہ بیدست و پائی دود سو گنج
 کشد دست پاچوں شود سال خورد
 ز بسیاری دست و پائی خرد
 کہ در خود کشم دست پاچو مار
 کنم دست پا بر ہر آبے دراز
 کہ کالے نہ ہر واجب خویش رفت
 ہماں پیشہ گیرم نہ از داور ست
 کہ از لذت عیش دندان خوش ست
 کہ بے رنج دندان کنم فلتقم
 چہ باید ہو سہاے ہیودہ کرد
 یکے خورد و خورد و دگر پیر
 ز طبع کنوں نافہ نتوان کشاد

چه فرمائی آشوبِ عالم مرا
 دے را کہ گشت آشنا و نیا ز
 بے کردہ ام بنیش این خاک را
 بسیں گل کہ حالی دہلے مشک
 ۵ براں سبزہ کو خوشتر اندر بہا
 کہ ام ست کو رزقِ عالم نخورد
 ز دم خوردن آن کس دشنام
 اگرچہ دشمن ہم افروزم
 چو بشناختم را ز گردون گام
 ۱۰ شرابش کم از دل فراموش باد
 سکندر کہ بادشش داوریت
 نشد سخت گیرش بجائے کہ شت
 بدو گفت کائے زر لے بلند
 ولیکن مراد من این بود و بس
 ۱۵ ز دانا نیت بھرہ پُر برم
 چو تو داشتی صحبت از مادیغ
 گر از زحمت مانیستی تہوہ

چه بردل نئی عالمِ عسَم مرا
 چه خوانی دریں شجرِ بگاینہ باز
 برش نیست جز خار و غاشاک را
 کہ روزِ دگر گاہ برگیت خشک
 چو مینی خستے باش انجام کار
 ازیں چند روزہ بقا دم نخورد
 دہن خالی و سینہ پُر باد ماند
 ولیکن چو دریافتی غمِ خورم
 بدیں سختگی چو شوم باز خام
 مرا تلخ شد شاہ را نوش باد
 خبر داشت کانیچہ او بروں دہشت
 زباں نرم کرد از شمائے کہ شت
 توقع ہمیں باشد از ہوشمند
 کہ یکجند با تو بر آرم نفس
 ز دریا صدف ز صدفِ دُبرم
 تو اضع ز تو غیت مارا دریغ
 کنون خپہ ماؤد امانِ کوہ

نہ آن بادشاہم من از کبر و جاہ
 کہے کو خود را بود جوہری
 بہ از ملک من داشت در ستیز
 نکور و کہ ز پور نہ بندد بدوش
 ۵ کہے کش گنج خرد رہ بود
 دلت کو بہر کتہ گنج افکنے ست
 ترا چوں جانی ست در دل نہا
 چنانی بفرہنگ خود سہراز
 نیاز تو گرفت از ماز مام
 ۱۰ بہ بین مایہ چوں اذختر بتو
 نہر کز درون چو دریا و میغ
 دلم را ز نزل کہ بہر خوان تست
 در آموزاں نکتہ زاندر زو پند
 در آئین ملک روائی دہد
 ۱۵ نہادست تاج مبارک مرا
 رہم پیش بار گراں بر سرم
 کہ تعظیم دانا ندارم نگاہ
 بہ بیند در اکلیل سکندری
 کہ این عاریت باشد آن خانہ خیز
 بسے بہتر از زشت پیرایہ پوش
 اگر گنج زر جوید ابلہ بود
 چہ محتاج گنجینہ چوں منے ست
 کجا سرداری بشغل جہاں
 کہ دولت مانداری نیاز
 بتو ہست را نیاز متام
 کہ محتاج باشد سکندر بتو
 ز شہ نہداری زلالے دینغ
 بدہ گر چہ ناخواندہ مہمان تست
 کہ اینجا و آن جا بود سود مند
 در انجام کارم رہائی دہد
 ہمہ بار عالم بہ تارک مرا
 بگو کیں گرانی بسر چوں برم

طریقے نما از خبِ داشتن
 بخشودی کردگارم در آر
 حکیم از چنان خوشنیر کا
 پیوزش گری گفت کای که خدا
 ۵ همه خسرواں را بمیل ضمیر
 بگیتی تو آں بادشاہی ولس
 نکرتا چاں منسج آئیں بود
 چو این دُر تو بے گفت کس میرنی
 ترانامہ کار دانی بحیب
 ۱۰ بہ آموزیت گرسہ پیوزنیست
 مہ از نور اگر چہ شد بی فراغ
 چو خورشید تاب از سحّا و امّ سحّا
 دے مہتر اکہ میل کسے ست
 مرا ہم چو فرمان شہ بردنیست
 ۱۵ اگر مایہ کم دارم دگر شگرف
 دے رنجہ کن سچے گویندہ گوش
 کہ تو انہم این بار برداشت
 کہ خشنود باد از تو ہم کردگار
 بر دشت و شن چو تیر از کماں
 ترار است گویم بہ فرہنگ و را
 سخن خوش نیاید مگر دادر گیر
 کہ خشنودی خلق خواہی ولس
 کسے کار ز دے دلش این بود
 بگفتن چہ محتاج پند منی
 ز تلقین اقبال و توفیق غیب
 چہ اندازہ دانش چوں منوست
 نہ از کرم شبتاب خواہد چراغ
 اگر صبح برے بخندد روست
 بہ کمر نوازی بہانہ بے ست
 ہم بار گردن کہ آں کردنیست
 کشم قطرہ پیش دریاے شرف
 نگو نامس فرمے و بد را پوش

زمام دادنِ فلاطونِ ناقه معقول از یر دست محکم استوار عقلی و سکندر ریاضتِ مغازه تجا تعلیم کردن

نخست آن چه فرض است بر شهریار	همان شد کز ایزد بود ترس کار
د بهر شادمانی و تمیزارها	به نیرداں بواله کت کند کارها
چو تیرے زند جان کبیش را	به بیند توانائی خویش را
دگر خور و زخمی بر و نیسنظن	ز نادک رسائی به نادک فغن
در آن حضرت از راه دانندگی	کند چون گربندگان بندگی
به نیز نگیس پنج روزه خیال	که ناداں نمند نام او ملک مال
نیزند از داند رساں باد را	که زو لطمه فرعون شد ادا را
نه شاهیست که ز ماه تماهیست	در بندگی زن که آں شاهیست
ز ملک خداداد دلش دکن	ز مادر چپ آوار دہ یاد کن
چو د اوست خد آں چه داریست	خدا را پرست و مشو خود پرست
چو دانی که ایزد پرستیست کا	نظر سے ایزد پرستماں گمار

بہر کار از آن کس طلب یوری
 توئی گرچه شاہنشہ روم و زنگ
 کہ گرچه او چو گل زندہ پیراہن ست
 در آن بزم شاہاں چہ معنی بود
 شمع کشت لایت ہمہ عالم ست
 بسا چشم پوشے کہ اندھجاں
 ہر آن نافہ کافروں بود بجے او
 مہیں حقیر شہ کاں برے شہ ست
 ندان ست درویش مرد خداے
 بسلیش شہینہ برکش زدوش
 مہیں کاں کلیم ست تن پوش او
 چو دے کہ برداشت ہای فروش
 ہم از دام ہیل این مکہ بخت
 فقیرے کہ مان از در شاہ بہت
 بہشتی بود شاہ درویش خواہ
 مدد زان گداجے در نیک بد
 از ان دیگ نوشت فراموش باد

کہ دار دنیاں پا خدا داری
 مگر تا نداری زد روش ننگ
 ولے بولے او از دگر گلشن نت
 کہ بولیش زمرہ دار دینی بود
 زد روش صاحب لایت کم ست
 جہانی ست در زیر موش نماں
 چو آہو بود چہ سرم آہو برو
 کزو بوریائے گدائی بہ است
 کہ بہر درم پیش شہ شد بپے
 کہ پوشیدہ وز دے ست شہینہ پوش
 کہ آن ام مال ست بردوش او
 ز بہر درم بے مای بردوش
 چو مای کہ برداشت آتش بخت
 بہاید ز آہ و خش دست شست
 کنشتی ست درویش د کوے شاہ
 کہ از باد شاہاں بخوید مدد
 کہ تو میخوری او کند نوش باد

کسے کو بی جسد شاہاں کند
 فریبندہ دژے بود رخنہ جے
 شے کو خود از شرب می شد خراب
 زہی دوشا ہنشتہ روم دے
 ۵ بود بر ملک تیکہ ہر کہ بہست
 کسے کز خود آگہ نباشد دش
 جہاں گر چہ خالی ست از دشمنان
 ہو س رگدائی کسے را کم ست
 چو از می سر خواجہ شد در سلام
 ۱۰ چو سیل آمد و بردن ترانہ را
 نگویم کہ خمخانہ را بست کن
 کس ایں خود نگوید شاہ جہاں
 ولیکن چنان خور گرت در خورد
 چو در جانش جاسازی از دست خود
 ۱۵ چنان بادہ خور کز زبردستیت
 بود می زبردست پیر و جوان
 نہ اندیشہ نیک خواہاں کند
 کہ افیوں ہد پاسبان ابلکے
 از کسے عمارت شود خاک آب
 کہ عالم دروغ غرق - او غرقے
 ستوں چوں بفتہ شود خانہ پست
 چہ آگاہی از جملہ عالمش
 مدہ تا توانی بعشرت عنان
 ہوسناک شاہی ہمہ عالم ست
 کند بندگی خیر باد از غلام
 عمارت کند و دیگرے خانہ را
 بہناں پارہ معدہ خرسند کن
 کہ مطلق بشوزیں حلاوت ہاں
 کہ تو مے خوری نے ترا مے خورد
 مشومست او بل کنش مست خود
 بہ از ہوشیاری بود مستیت
 تو بر مے زبردست شو گر تو اں

چو شد کار فرمے مارے تو
 نہ آں می کت آرد بخونخواری
 پنخداں کہ فردا خمار آیدت
 رہا کن چو دل بر زیانت کشد
 ۵ شکم را سپار آب حیوان بمشبت
 نہ دولابی از خنیش بے سکوں
 نگر کاخچہ دولاب درجے رخت
 چو ہر جا کہ مردی پرستارست
 ۱۰ چو خواب آیدت بر سر تخت خود
 تو بیدار باش آشکار و نماں
 مکن ہر چہ عالم خورد غم ز تو
 چو شہ از دشمن یکے صد بود
 چو بیداری دشمن از را خلاست
 ۱۵ چناں خنپ رونے کہ خنپی بے
 بخنپ خواب جوانی خنپ
 چرامی بود کار فرماے تو
 نہ آں می کت آرد بخونخواری
 پنخداں کہ فردا خمار آیدت
 رہا کن چو دل بر زیانت کشد
 ولیکن مریز آب حیوان ز پشت
 کہ بستانی و باز ریزی بروں
 کز ایں سو بر آورد ز اں سو رخت
 تو زن اپرستی نہ ہے رائے سست
 زرہ بستر تیغ و سم خواہ کن
 بیا موز بیداری از بخت خود
 کہ از پاست آبا ذخیرہ جہاں
 تو در خواب بیدار عالم ز تو
 کند خواب خوش دشمن خود بود
 تو نیز از زمانی خنپی دست
 کہ خواب پریشاں نہ بیند کسے
 و گر خود تو اں تا تو انی خنپ

حکیم آن سخن رانہ بر ہر زہ گفت
 اگر شخہ شخہ خید خراب
 و گر سگ نکو پاسبانی کند
 بزم آن کہ مست ست ہیشا رکن
 دلیراں بوند اچہ انداز ہیش
 چو خواہی کہ کم گردی اندیشمند
 چو پیش آید اندیشہ کارزار
 بہ پرتاب اری رسد زخم تیر
 بدانساں شو از کینہ و رکینہ خواہ
 بمشت اندو تنخ راجے کن
 زائینہ رائے بنی جمال
 مکش سر ز رائے کہ بجنہ زند
 ورت دل نیرداں بود زومند
 توکل پیش ست و لشکر ز پس
 علم خسراں را اگر از پس بود
 چو قادر شدی چہ را ریزخوں
 مد تیغ را بر سیاست زباں

کہ شد فتنہ بیدار چو شاہ نخت
 بیک گوشمالش بر آورد خواب
 شکم پر کنش تاشبانی کند
 طرب با سر نیان بیدار کن
 مکن دور دانندگاں از خویش
 ز اندیشہ زیر کاں گیر سپند
 یزکھاے اندیشہ پیش دار
 بود تیر اندیشہ آفاق گیر
 کہ نے تیغ رنجہ شود نے سپاہ
 وے رای را کا رفراے کن
 در آئینہ تیغ بنو دخیال
 کہ پیل حروں بر صف خود زند
 نہ نیز محتاج رائے بلند
 فرس یروینزہ بدنبال بس
 علم در پس شیر دم بس بود
 مزن دشمنہ بر بستگان نبوں
 کہ آہستہ باید بخوں مرزباں

بجا این مثل زندگانی ده است
 چو فیروزیت یابد از مصاف
 بر آرزو لطف گردد همه
 به بیمار خدمت گراں کن پیچ
 ۵ اگر مرد بیدار پروردنی ست
 سپه دار باید حن را فواید تحت
 شمع کوند اند سپه پروری
 ز لشکر بود زور شاهنشاه
 مشو سخت گیر از حن داداده
 ۱۰ بزمی کند خدمت بنده وار
 شنیدم که از کار پرداختن
 چو لشکر فرمان شه یافت زور
 و این اندانی که در تفنق
 شتابنده راهست آخر ستاد
 ۱۵ تراباد پایاں ز اندازہ بش
 ترابارگاه بر شمش طباب
 که جاں بخشی از جاں ستانی به است
 بکن گرد خراگه دلساطواف
 باندازه کار گردد همه
 ز بد خدمتاں نیز دامن پیچ
 گراں خواب این غمخوردنی ست
 که بے برگ بر کنده باشد خست
 فرو افتد از پای سوری
 که یک تن به تنهانه گیر دجاں
 که گردد عنایم تو آزادده
 دلی را یگان جان بد وقت کار
 کم آرام دار و شله زناختن
 رود گر چه کسیر سوراخ مور
 نه زیباست تکلیف لایطاق
 که خاک ست فرزند آدم نه باد
 بیندیش از اں لاشه پشت ریش
 خبر نه از اں سورش آفتاب

بخندید دزدیده رندی چو برق
 تیر سید از آن ندھنکامہ جو
 سترند و ادش بیاد شمال
 جوابے بصد شویش باز د
 ۵ ہر آن کس کنیں جبرہ باز رفت
 چہ باید گرفت از نشیب فراز
 چو خورشید بید جہاں گیر دشت
 گس ہم نشین بہ پشت کلنگ
 چہ سچی دریں چار گوشہ سرا
 ۱۰ چو یک مشت خاک آدمی اعطا
 کہ دار و چنان دستگاہ فراخ
 کساں نذرین کوئے رشتند
 چو زین نہ بردند آں جا ہی
 بسماے تست آں نمود ارجت
 ۱۵ چو این اسرا سرگرفتہ بہ عمد
 جو در خم خاک جا کردنیست
 بنجے شد نشینندہ چو برق
 کفے بست و ادش کہ با کس گوی
 رسانندہ گفتش چہ بود این خیال
 کہ باد آمد و و ادش ہم بیاد
 تہی آمد و ہم تہی باز رفت
 کہ می باید آں اربا کرد باز
 کہ ہر روز گرفت ہر شب گزارشت
 ولے کہ چو ہمیشہ دار و بچنگ
 کہ جز چار گنہ را نہ کہ خداے
 زیں جملہ درشت جوید خط
 کہ درشت او گنج این سنگلاخ
 فراوان گرفتند و بگزاشتند
 گزشتند ازیں جا و آن جا تہی
 کزین ہر دو لبان بر آری خست
 کنوں گوشکں نیز گیرنی بجد
 رہا کن ہے کساں ہا کردنیست

رہی پیش گیر از خرد پیش از آن
 چو جان نیست با جانستان زمند
 چو یکدم همه باد و دھماکم است
 بسا غمہ کز مردن ایمن نشست
 ۵ اگر تاجداری و گریس سر از
 کہ یک صدمہ زین باغ نیلوفری
 چو دانی کہ حربِ فلک کے دنیست
 جہاں خورِ غم زندگانی مخور
 نشاید بدیں ملک خرسند بود
 ۱۰ چہ نازی بدان تحتِ شامشہی
 چو ہست آدمی را گزر درمغاک
 مگر دور گردونت از یاد برد
 شنیدستے آخر کہ بہرام گور
 نخواندی کہ کیخسرو تاجدار
 ۱۵ بکاؤس کو بر فلک شد بسیں
 بضحاک میں تاجہ ماں رسید
 کہ دریابی آزادی خوش از آن
 ازین شور و غوغاے بیودہ چند
 چرا ایں ہمہ باد از آن یکدمست
 کہ تاحشم بر ہم زنی دیدہ است
 بتاج و سرخوش چندین مناز
 رباید سرو تاج سر بر سری
 کلہ کز منہ چوں تفاخوردنیست
 فریب جہاں تا توانی مخور
 بہ بین تاجو تو در جہاں چند بود
 کہ از تاجو رخو است ماندتی
 چہ اسکندر و چہ یکے مشہ خاک
 کہ تحتِ سیلماں چساں باد برد
 بدنبالہ گور شد چوں بگور
 چساں رفت در غار بیار غار
 فلک میں کز آنجاش ز دبریں
 کہ از کام ہماراں بکراماں رسید

چیمپسی دریں خانہ فتنہ سنج
 نہ ہے دزد کرتیغ جاری زیا
 تو ان لقب ہر خانہ دیدن بے
 ازاں دزد ایں خانہ منظور نیست
 ۵ کسے کر خرد ہمت بنیائے کار
 تو گریانی ایں بنیش اندر نہاں
 نیفتی چو طفلان دریں کمنہ دیگ
 زیں ہر چہ لاری بدان دل نہی
 بلکہ ایں قدر ضبط باید نہاں
 ۱۰ چو یک خانہ را کس نداند شمار
 جہانگیری ارچہاں خوار نیست
 جہانگیر چوں جہاں دار نیست
 ہمیں فرق شد درد و صاحب کلاہ
 نہ آساں ست بر تخت رہ دشمن
 ۱۵ ز شاہ ارچہ نعمت پیالے بود
 چو خورد از بزرگان ار داماں
 کہ دزد آشکارا فرستد بر گنج
 سریشہ دوشہر با پاسباں
 ولی لقب نہ اے ببیند کسے
 کہ در چشم خلق از خرد و نور نیست
 نہانی ہمیں بندش آشکار
 دگر دل نہ بندی بکار جہاں
 کہ ماند از پس مردماں مردہ رگ
 نہ ہر روز خستہ بمنزل نہی
 کہ آگہ بوی زد چو کار آگماں
 چہ باید زدن خبہر ہر دیار
 ولی پادشاہی جہان داری ست
 کماں کش مخواں چکاں نیست
 کہ ایں پہلواں ست آں بادشاہ
 جہاں ابیک تن نگہداشتن
 بہ از اینی نعمتے کے بود
 رعیت تہاں ست و سلطان تہاں

اگر سایہ باں سایہ نہ دہے
 از ان خمیہ پارہ گسل طنب
 گرام روز موئے زایوان تست
 چو از شرق تا غرب فرماں ترست
 نہ از ہوشمندی ست فتنہ زانہ را
 چو مرد آید از باریک تن بون
 پس آں بہ کہ در کبر برداشتن
 گرام روز نہ بود ز فردا ہراس
 چہ آزاد مرغی کہ از بیش و کم
 شنیدم ہمہ جا نور کر ز می ست
 دود و دام کا فرد و کم می دوند
 ندارد بجز آدمی این شمار
 اگر گرم خیرست و گر خفت خیر
 چو شاہی کسے ابد و ران خویش
 بکن شکر آں اکہ در روزگار
 بواجب چنان دہ قرا حشمت
 کسے را کہ دولت دہد پایہ

چرا زیر دستش نشیند کسے
 کہ نبود پنہ زابر و از آفتاب
 بمحشر حسابش دیوان تست
 بہ میں عمہ چند حیواں ترست
 میا نچی شدن نزل بیگانہ را
 ز بار جہانے کسے آید بروں
 بواجب بود بار برداشتن
 چہ نیکو تراد دولت بقیاس
 خوردہ ندارد بجز یک شکم
 بہ پرش نہ در عمدہ چوں آدمی ست
 بمزدوری یک شکم می دوند
 کہ یک تن دہ طعم صد ہزار
 کس از نیم نانے ندارد گریز
 محسپاں شکم خالی از نان خویش
 تو لقمہ دہی و جہاں لقمہ خوار
 کہ افزوں دہی ز خپہ گفتن کم
 بہ از راستی نیست پیرایہ

شہ آں بہ کہ از راستی دم زند
 کہ کس نانش از رہستان کم زند
 چو دریائے جوشنده گرد سرب
 خوردنشہ از دیدہ خویش آب
 دم صبح کاذب بود و میر
 لے صبح صادق شد آفاق گیر
 اگر سکہ قلب شد حنائی
 بدھلہ اندھسہ بگنائی
 ۵ ز بہر زبردست باشد عنبر
 زہر دار نائیش ماری بزرد
 چو این فتنہ بازیر دستاں کنی
 چرا دعویٰ پور دستاں کنی
 بہر پایہ دہ رہستان اتواں
 کجک نہ بہ پیشانی کژدماں
 مکن جز نژادہ بشغل احبند
 کہ تا در نیاید بدولت گزند
 چو خس ادر افکند در دیدہ کس
 ز خود بایش گریہ و نرس
 ۱۰ چو کردی کے را بخود راہ دہ
 کسے کنی بردست بزیر دست
 بندان آہن کنش ریز ریز
 اگر سنگ بر سینہ دارد ستیز
 و آہن کندنگ اپست دزم
 بہر سختیش را نگشت گرم
 عوا جہن رشہ علیٰ برزست
 ۱۵ چو سگ در مہ گشت بزغالہ گیر
 فعاں نے ز نشتر ز نشتر زین
 چو خوں نیز طلق از سپاہاں بود
 شبان گو بگن نہ بر گرگ تیر
 دیت بہر پادشاہاں بود

مکن که خدا ز دی سلطان فریب
 که مال او بر تو باشد حسیب
 نهائی که ماند ز خونخوارگان
 بود دست برد ستمکارگان
 بانصاف نه سگه داد و دهان
 ستم را بیند از بنیادها
 چه رانی ز داد و نیروی سخن
 تو نو باش گشت میرو کن
 چه تازه کنی نوبت پیش را
 به تازگی نوبت خویش را
 بزرگان که داد و دهش داشتند
 نبردند بر تو بگراشتند
 چنان نه تو این رسم پانیدگان
 که بگزاری از بهر آیدگان
 بعد خود آن لعن ز به کاستی
 که در عهد دیگران نیستی
 ترا باید از باغ خود بار جست
 دو جو بر تو گزشت و مهال بست
 چنان باش کاین تو در جهان
 شود سبق تسلیم شاهنشاهان
 شش کوشد از رسم تو مایه گیر
 بمعنی تو باشی نه او بر سریر
 چو باشد بدوران او داد و تو
 کند خلقی از داد او یاد تو
 چو حرف از تو بنید در شان او
 منہ بر بدی کارها را اساس
 چو حرف از تو بنید در شان او
 دعالی تو گویند زان او
 منہ بر بدی کارها را اساس
 کس گاه نفرین گوید سپاس
 کس کو بزرگ ست کارش بزرگ
 بهر پایه باشد شمارش بزرگ
 یکے مرد کش صد هزار است کا
 یکے صد بود بلکه خود صد هزار

۶- ق و م :- بردار در ده دشتند - ایضا - م :- نکردند - ۹- ق و م :- میوه جست

۹- س :- ترا باید از بهر خود و نه گشت - ایضا - س :- به برشت

چو ہر جارسد کار ہنجا راو
 گراو بد کند گھناں بکنند
 پس آں بہ کہ فرماندہ از جہد خود
 بہ قانون بد۔ بد شود حال دہر
 ۵ چو در قالب کز گزارد نسیم
 شناسندہ باید خداوند تاج
 مہیں گرسیم خیردت غوہ بیش
 چو کردی درخت از پے میوہ پست
 یکے را از اں کردیزداں بلند
 ۱۰ چو او خود کند کار دشمن بے
 اگر باغبان تیشہ دار دچو برق
 ملک بہ کہ ہا شد نیاز و نیاز
 سراں حملہ در جاے عالی برند
 چو بر پیل نہ توانی آورد زور
 ۱۵ نہ مردی بود نقب خانہ کناں
 چو شیر از توانائی آید نہ
 جہاں پر شود لا بد از کار او
 وے نیکی آرد یکے صد کنند
 کند خجے خوش زیو عہد خود
 کہ آئین شاہ است دست و شہر
 نمودار پیکر خنجر دسلیم
 کہ تاراج را نام نہند خراج
 کہ نتواں برہ خورد چوں مردیش
 جز آں میوہ دیگر نیاید بدست
 کہ باشند از و دیگر اں بے گزند
 زبیداد دشمن چہ مالہ کسے
 از اں باغبان تا تبرزن چہ فرق
 زبردست سوز و فرو دست ساز
 خراں تا ختن در حوالی برند
 چہ باید لکہ کوفت بر پشت مور
 بہال تیمان و بیوہ زناں
 بہ پنچیر عوکاں و دسے رود

چو شد جرّہ را ششمِ مہمت بخواب
 چو شاہیں بصیدِ ملح زد پرے
 پیچ از ستم دستِ بیچارگان
 بروں کن زپائے کسے خارِ خویش
 خذر کن ز تیرے کہ آں بد زنی
 گراز آہنیں قلعہ اری پناہ
 شکمش کہ دستے بر آرد بشو ر
 ملک از حرے کہ زیبا بود
 چو ہر جار سداحت از سوسے او
 چو زینگونہ در سینہ یافت جا
 نمائند در ملک و دولت دراز
 بموشاں کند از کلنگاں شتاب
 نہ او سیر گرد نہ زود گیرے
 ستم کن ولی برستمگاراں
 کہ تو اندت گفتن آزارِ خویش
 بغیرے کشائی و بر خود زنی
 مباحش امین از نادک و ادخواہ
 غناں بجسکہ آسمانِ انزو
 نکو تر دعائے رعایا بود
 ہمہ خلق کرد و دعا گوے او
 شود تاج شاہی برودیر پاک
 مگر زور مندانِ عاجز نواز

حکایت مورے کہ از سلیمان دستگاہ یافتہ

شنیدم کہ روزے سلیمان ز گشت
 فرس تانند بر سرِ مور پاے
 بر آورد آں بے زبانِ اہست
 بر پیشِ بآں خورده شد خورده بند
 سوارہ بسور اخِ مورے گزشت
 فرو داد و ہر گرفتش ز جاے
 شد از رخس و بر تختِ شائست
 کہ چوں بینی اس تخت گاہ بند

بدانندگی داد مورش جواب
 اگر تختِ الا قدم جائے تست
 سرگرد گزنی خود بدانش نگاه
 رعیت کہ برداد گر بارِ اوست
 ۵ ز چندین نصیحت کہ راندم نفس
 براگونہ کن ہر چہ کارت بود
 کہ ایزد جہاں چوں بدست سپرد
 چنان این مال ز خدا شرم دار
 سکندر چو بشنید گفتا پیر
 ۱۰ بسے آفریں کرد و بوسیدہ دست
 زرنے کہ دادی بہمان خویش
 کنوں چوں توان اشن دل صبور
 نوالہ نہ بایت دادن بکام
 نشاید میخوارہ دادن شراب
 ۱۵ جگر تشنہ را کہ دریا کشست
 زینداں خود آں سرمہ از نمی بچشم
 کہ امی ذرہ را بُردہ بر آفتاب
 مرا جائے بردستِ والاے تست
 کہ من بر ترم یا تو در دست گاہ
 چہ آسود گیا کہ در کارِ اوست
 خلاصہ ہمیں یکہ د حرفست و بس
 کہ خشنودی کرد کارت بود
 بدانند جہاں کیں نہ کائے ست خورد
 کہ فردا نمانی از دشمن سار
 رقم کرد یک یک لوحِ ضمیمہ
 پس آنکہ بدو گفت کائے حق پرست
 دل جانش کردی گرد کان خویش
 کہ از دولت چوں تو مانیم دور
 چو دادی کنوں سیر گرداں کام
 چو دادیش پردہ کہ گردنِ تراب
 چو قطرہ دہی شعلہ آتشست
 کہ خاشاک مارا نیاری، بچشم

۵۔ وے رے ماکار زو مند تست
 ازیں سو کہ ماکراں آمدم
 چو دیدیم گوہر نہ جائے نشست
 و آہنگ سے تو ہر دم کنیم
 ۵۔ خود آموز گاری کہ در برج نور
 خرد مند چون خواہش شاہ دید
 ۱۰۔ فراوش ستوداں گاہ گفت
 دلت بخر بفرخندہ مالی مبا
 کجا چوں تو شاہی بود در قیاس
 ۱۰۔ نہ من ان شدم از جہان گئی شد گیر
 کسے کو دہدا و طلعت بکوه
 ۱۱۔ در بہت ہچوں ہر اسندگان
 زرخم من ارعالمے پر خرس
 مزاج سگان را نگیسند نعر
 ۱۵۔ چو گوہر نہ بر آدمی مس بود
 من اینجا بداراں کردہ بودم پناہ
 بدیں آرزو کے کنیہ نہشت
 طلبگار گوہر بجاں آمدم
 کہ آساں تو اں آویدن بہت
 ترا دقت اسودہ در ہم کنیم
 عطار دہنا شد ز خوشید دوا
 ز خواہندہ دوری نہ از راہ دید
 ق کہ اے شاہ بخت ببادا خفت
 جہاں هیچ گاہ از تو خالی مبا
 کہ دانا تو اں گفت انا شناس
 کہ تہا زیزداں شوم توشہ گیر
 بصر از دادن نیاید ستوہ
 ق گریز من از نا شناسندگان
 مگر زان خرے کا دم پیکرست
 کہ نزدیک شاں استخوان بزمغر
 ہماں سنگے از آدمی بہ بود
 کہ دیگر نہ بنیم بخورشید و ماہ

دل چوں شہم می کشد زین مخاک
 نہ زیبا بود نزد روشنداں
 پذیر فتم از بختِ الای شاه
 بشرطیکہ دارے خدمت پذیر
 ۵ گر آیم کند جانم از لطف شاد
 ملک گفت با راضی تو بس
 مگر یک نفس کاں بر آوردنی ست
 چوں بیع مسکوں گرفتہ بزور
 حکیمان انا و پیغمبر اں
 ۱۰ تو ہم چوں بزرگی درین دوی
 بخندید از اں گفت انا چو برق
 چو کیرہ فکندی بدریا درم
 دوبارہ ہیفاد کوئے بچاہ
 دل من چو زین خانہ کردم کنار
 ۱۵ بجائے کہ شد با بزرگان ہر
 گر آسودہ چوں مے لوشناک
 رضا دادم این بندگی را بجاں

چو خورشید گوغم برآرد ز خاک
 کشیدن سر از طاعتِ مقبلاں
 کہ بوسم در دولتش گاہ گاہ
 نہ باشد در اں خدمتِ سخت گیر
 دگر نیز نایم نیار دہ یاد
 بیاؤ برو۔ بر نیارم نفس
 ترانیز گفتار من کردنی ست
 کنوں شور دارم بدریائے شور
 بسے ہمعنان من انداندر اں
 ز تو نیز منخواہم این یاری
 گفتا مکن غرقہ را باز عشق
 مدہ یاد از اں آشنا دیگرم
 چو بنیاد ریافتہ نیست راہ
 چہ مرگم بدریا چہ در کوہسار
 بدریا دروں باک گرد چہ بہر
 بہ دریا دروں پاک گرد چہ باک
 کہ آیم بدیناں شاہ جہاں

بہر سو کہ روشن کند راہ را کمر بستہ ام خدمتِ شاہ را
 بدائِ عہدہ چوں شاہ دمسازت سبک دست او بوسہ دباہت
 ازاں پس کہ گاہ دانا ز کوہ رسیدے سوے شاہ دریا شکوہ
 بسے نکتہ و پند دانش فزائے فرو گفے و باز گشتے بجائے
 ہ چو شد وقت کا یہ خلل در اساس نہ دانندہ ماندونہ دانا شناس
 بیاساتی آن سلبیل حیات کہ شوید ہمہ تیر گھیا ز ذات
 بدہ تا چو منزل سخن کام کشد ز آلائشِ خاک پاکم کشد
 بیا مطرب آن علم باریک کہ روشن کند جانِ باریک
 فرو گوے زان گو نہ سوزان تر کہ دستارِ عالم رباید ز سر

۱۰ در تجربہ کارِ عالمِ پرالم و کامیاب شدن از چاشنی
 زہر نبات روشن کردن قایقِ انوارِ نجومِ آسمان
 زین فرق کردنِ یاحین از ترابِ زمینِ عبرت
 ۱۱ بدریا و دوزخ و نگریتن در ماہیتِ بحر و حوت
 تعمق نمودن

چہ زیباست رے خردمند را
 کشانِ چشمِ خردمند را
 جہاں ابہ پیشِ نظر داشت
 زہر نیک و بد بسرہ برداشت
 بہر منزلی کردن آراستہ
 بہر مجلسِ ساختن راستہ
 ہو س پیشہ چوں آدمی نیست کس
 کہ دارد بنادیدہ دیدن ہو س
 ۵ دودام ہستند زیں شیوہ فرد
 کہ کاسے ندارند بخر خوابِ خود
 بخوابِ خورش چوں سر آریاں
 بہایم ہماں ست مردم ہماں
 خرد گادور انیز ہست از گزان
 بصرہ! ایں نفعِ رنگیں طواف
 چو مردم نکرد بہر مکہ عنق
 از اں کاؤ خرتا بمردم چہ فرق
 ز مردم ہماںست مردانگی
 ۱۰ تماشائے ایں باغِ رنگیں کند
 کہ گیرد جہاںِ اہستہ زانگی
 جہاں ہر چہ پیش آرد از خاکِ آب
 بہر شربتے کام شیریں کند
 بسا سادہ دل کز سپہر کیو بد
 ہماں حملہ دیدن شیب و فراز
 ہماں پذیرد کہ بسیند صواب
 بدانگونہ کن گرد گیتی حسام
 ۱۵ مشو چشم بستہ چو گادِ خراس
 نہادند پا بر براط و جو د
 بغفلت مکن طوفِ این یولاخ
 چو دیدند نادیدہ گشتند باز
 کہ دریابی اسرارِ گیتی تمام
 کہ نگند جز دانہ را در اس
 کہ تنگ آید از تو جہاں فراخ

چو برست مہماں شوی روزہ دہا
 بہ پرہیز چوں در حرامی باغ
 چہ فرخ کسانے کہ بالا و پست
 بکائے خرد خربہ کردند پائے
 ۵ فردوں گردد ارچہ از سفر و دہم
 بکاں کنند اردست تو گشت ریش
 و لیک این گماں ہم ز ہنجا نیست
 نہ این مایہ کم داشت آن بختیار
 بسا گوشہ گیران ثابت نمائے
 ۱۰ چو سرد گر بیان دل حسہ کنند
 اگر ساکنی وردوی پیش و پس
 ہر اں پیکری کاویت در خیال
 اگر جملہ مغرست اگر جملہ پوست
 برے زمیں ہر چہ پنگ و گیامت
 ۱۵ زرا از سنگ اگر چہ مکرم ترست
 زے را کہ نرخ آتش کارا کنند
 تراورد سر گیر داورا خمار
 تو حسرت خوری میوہ کنجک فراغ
 جہاں ابدیند از انسان کہ نیست
 زہر دوسہ قلب مرد آڑے
 ہماں بختگی بس بود سود مرد
 مخور غم کہ سود از زیان ست بیش
 کہ جز با سفر تجربت یا نیست
 کہ جہنیش آرام کرد خستیا
 کز اندیشہ بر چرخ ساینڈ پائے
 نشستہ تماشائے عالم کنند
 ہمہ سوئے معنی نظر در لبس
 طرازے ست از کار گاہ کمال
 باندیشہ رہر چہ بینی نکوست
 جدا گانہ در ہر یکے کیماست
 نہ زو سنگ در خاصیت کمترست
 عیارے از سنگ خاراکند

مہیں آگینہ کہ لعل و سیاہ
 کہ زرخشِ حجبِ نیست در عرصہ گاہ
 اگر لعل سُرخ ست و یا قوتِ زرد
 نہ شاں اگرانی ہماں گونہ کرد
 ہماں بد براں بد نمائے کہ ہست
 کہ اں نیز نیکو ست جائے کہ ہست
 سیاہ رکز کفچہ شد ز ہر سنج
 ز رنجتہ ہم بخشہ از دیگِ گنج
 ۵ ہماں ز ہر کو دشمنِ جہاں بود
 بسا در دہار کہ در ماں بود
 ہراں خار کو شتر پائے تست
 نوالہ پر صحنِ حلوائے تست
 چون شتر کند سُرخ چرمِ سپید
 ز بانٹ بستی ساند نوید
 خسے کافتِ چشمِ گیتی نہاست
 فرو زندہ دیدہ چارِ پاست
 و گرد تو نقشے بہ نیکی نہ بست
 خیالِ دگرگوں در و نیز ہست
 ۱۰ گلابی کرو در و شد حرام
 بود مایہ در و سرد ز کام
 شکر کو حلاوتِ بجاں آورد
 چو در پِ خورندش زیان آورد
 چراغے کہ او خانہ روشن کند
 برخت او قند کارِ دشمن کند
 ولی مرد باید کہ در خوب بشت
 تماشاے آئینہ بنید بخت
 تو ایس بشنوی کت خرد کبیت
 کہ ز ریتخ و ز رنزد طفلان کبیت
 ۱۵ شناسندگانے کہ در عالم اند
 ہمہ جائے بے نقشِ بینی کم اند
 بہر کو چکا ہی کہ منسرل کنند
 تماشا بہ بنیائی دل کنند

چو درکار بنیش نمی رُوے را میا بنجی مکن چشم بدگوے را
 بسا چشم سر کو به نقصان نور کم و بیش بنید ز نزدیک و دور
 اگر دیده چند ست بنیش پذیر نه بنید فزوں از دو پرتاب تیر
 نهے دل که از آسماں تازیں بیک خطہ بیند تہاں و مہیں
 ہ بصر تہاں نو چشم از مود چو دل کو رہا شد ز سرمہ چہ سود
 بہ بینائی دل نگر کز سر و غ نگوید ہنگام دیدن دروغ

حکایت بصیرت کوراں کہ اعمی صفت کو کرکند

۱. شنیدم کہ کوری دوسہ بے لیل نمودند رغبت بدیدارِ پیل
 چو گشتند بر تکلیش دست ساعے ز دندان و خرطوم تا دست و پا
 کسے کو گرایش بحر طوم کرد شگرت از دہائش معلوم کرد
 دگر کو ز دندان شانی کشید خیالش نخبشک استخوانی کشید
 ستوں خواند ساینده پاؤ دست شکم سائی بر بے ستونش لبت
 ۱۵ چو بردا ورافتا دگفت ریشاں بزور غلط سکے کارش
 دروغ کہ بینائی دل نمود بتحقیق چون دیدہ شد راست بود

انجمن ساختن سکندریا دوستان کو کبہ خویش و از آن
 انجم مسعود را بنمونی دریا کردن بشمردن ایشان
 حسیض و هبوط درجات آبی و در حبت آن آخر تلبد
 کوشیدن استقامت نمودن بر نقل و حرکت خویش
 و بطلع سعد اهل افلاک منزل خاکی تمام کردن و
 دخانه سلطان حوت تحت الشعاع شام خویش
 سریع السیر دانیدن فرو رفتن آن آفتاب آفاق
 در ریای مغرب نزدیک شام

نگارنده لوح این دوستان
 ۱۵ که چون فتح اسکندریه است
 چنین است کرد از خطرات
 در آوردن کشان شکست
 بشمشیر گرفت عالم تمام
 بغیر وزی آفاق را کرد رام

چو از ربع مسکون بد زنت کار
 بر آں شد کہ در تری آرڈشتا
 در آں حال کر بخت فرزندہ فال
 بروں برد ازین خطہ خاک بخت
 ۵ سر پر دہ بر شط دریا زدند
 جہاں دید گاں را طلب کردیش
 کہ چوں من بہ نیز نیے دان پاک
 بگوئی زمین دست بردم بہ پیش
 بہر کشور از بخت فیروز مند
 ۱۰ بنظران ایں نو آئیں بساط
 نماںد از بساط زمیں پیچ جائے
 کنوئم چیاں ردل آمد ہوس
 نشیم باب اندروں چند گاہ
 بیاید زہمت مدد خواستن
 ۱۵ بدانش ز صافی ترین جوہرے
 کہ درے کند چون نشیندہ جا
 تمنائے ریش گشت آشکار
 تماشا کند قعر دریا در آب
 دلش اعناں گیر گشت انجیل
 بدریائے مغرب رسانید بخش
 سہر بارگہ بر شریا زدند
 سخن گفت ز اندازہ کاخوش
 قوی دست گشتم بریں نطع خاک
 بچوگان ہمت کشیدم بخوش
 دو نوبت زد مہج نوبت بلند
 دل دیدہ را مان کردم شاط
 کہ نہ سپر شہر نگ من زیر پایے
 کہ در جویم از قعر دریا و بس
 کنم در عجب ہائے دریا نگاہ
 طلسم حکمت بر آراستن
 مصفا بر ایستن پکیرے
 جہاں بیند از جام گیتی کشا

حکماں بفرمانِ شاہِ جہاں
 بزرگاں نہادِ بربخاکِ سر
 بگفتند کسے شاہِ فیروزہ بخت
 کہ اے خاکِ بوسِ خُشیاں تو بخت
 ۵ ہمہ نیکی انجہامِ کارِ تو باد
 ز ماہرِ چہرے اے ملکِ بازخواست
 دو نوبتِ گرفتِ سرِ سرزمین
 بدیں پس کنِ دُزینِ زیادتِ پہو
 کسے را شمارِ دُخردیا رِ خویش
 ۱۰ ز مردمِ نیاید کہ چوں ماہیاں
 اگر بوبے امکانِ بودنِ رُآب
 چو دلِ ابرِ فتنِ نیلِ ز آمدے
 چو درِ آبِ نتواں نظرِ کردِ باز
 ز دریا کسے دیدِ خواصِ کور
 ۱۵ ہمہ چہینہ را از مقدارِ ہا
 اگر ماہی آرد بہ خشکیِ شتاب
 پویش گری تازہ کردِ نساں
 ستایشِ گرفتہ برتا جو ر
 سرفرازِ بشتی بہ تاجِ و بہ تخت
 ز پائے تو نیرے بازوے تخت
 خدا دہم کارِ یارِ تو باد
 بزناںِ جانبا ز گوئیم رست
 نہ باشد و راندانِ آدمیس
 ہمہ آرزو را نہایتِ مجھے
 کہ بشناسد اندازہ کارِ خویش
 تو اند گرفتِ درِ آبِ آشیاں
 نہادے بر سرِ دریا نقاب
 ہمہ کس برفتے و باز آمدے
 چہ روشن تو اں کردِ زینِ پدہ را
 کہ گوہرِ برونِ آروازِ آبِ شور
 بقانونِ حکمتِ رسد کارِ ہا
 بجانِ کنہِ نافتِ چو مردمِ آب

مکن آتش باد خود را منزد
 کہ خاکی نگنجد بآب اندر د
 ہر آں کار گر نیک گرد کند
 ہمہ کس باندان خود کند
 چو پر کار در بست بزد جائے خوش
 بروں نیار د از دائرہ پائے خوش
 تہی اں سر آں کس از رائے ہوش
 کہ جوش ہوس انالید گوش
 ہ سکندریہ پاسخ زباں بر کشاد
 زد بچ دہن کان گو ہر کشاد
 کہ اقبال چوں گشت ہم نشین
 بے پے نشردم بجویندگی
 سر انجام من چوں بیالیت مرد
 کہ شویم لب از چشمہ زندگی
 بروزی تو اں بادہ زیں طاس خود
 زمانہ بداں آبخور رہ نہرد
 کہ اسکندر شش صبت الیا خود
 ۱۰ گرم جادو اں کردی از دبر آ
 نماندی لہم شش نہ آب حیات
 چو بر مرگ من بود تقدیر غیب
 ز محرومی آب حیواں چہ عیب
 چہ می بایدم رفتن کس کاواں
 تماشا کنم چہ یاری تو اں
 چو مردم ندارد گریز از ہلاک
 چہ در قعر دریا چہ بر روی خاک
 نہ من بہ ز کین خسروم کز سیر
 بزندان غائے شد آرام گیر
 ۱۵ اگر او دین غار بر لبست بار
 بن غار من قصہ دریا شمار
 نیایم ازین پند بھودہ تنگ
 کہ از موج دریا تر نہ تنگ

چو دانندگان ایمن گشت حال
 زدند از ضمیر خردمند خویش
 که دولت پناه جوان سخت باش
 ز فرق تو اکیل دولت بلند
 ۵ بهر کار اقبال آرد شتاب
 به رسم و رای اختیار آن بود
 بغرضی که در رای هشیارست
 ز تو بر محیط آشکارا زدن
 نه آب را چه طوفان آتش بود
 ۱۰ اگر با تو گرد زین تاختیم
 ازین بس که در آب لشکر کنیم
 چه کار آید آن جان بے اعتبار
 بدین حال که پشت فدا کرده ایم
 بزرگان که بر بنده فرمان دهند
 ۱۵ علف بهر آن یافت گاو خراس
 از آن غازی بود فاخته بریز
 که در مغر نشه محکم ست این خال
 نفس بر مزاج خداوند خویش
 به بخت جوان بر سر تخت باش
 سر دشمنانت بحسم کمند
 نباشد سر انجام او جز صواب
 که اندیشه بختیار او بود
 کمر خست کن کاسماں یار تست
 ز ما غوطه در قعر یازدن
 بهمراهی چو می خوش بود
 غبار ترا کیمیا حستیم
 اگر خشک جاییست هم تر کنیم
 که بهر چن روز نماید بکار
 چه منت بود چو دیت خود ایم
 باز از ده خدمتشنای دهند
 که کار خداوند خود دشت پاس
 که در حمله کند ست در لقمه تیز

خیر پیرانِ خوش قوسن فزوں
 سکند چو بشنید گفتارِ شماں
 به بخشش در گنج را باز کرد
 از آن سیم و زر که عدد بیش بود
 پوش کرغنی شد ز گوهر کشتی
 بفرمود اما سازد و ریا کنند
 بفرمان فرمانده روزگار
 بهر سوبه تیشه زن را نشانند
 بے چوب و بیا سبک تر ز گل
 بفرمود کاساب کشتی کنند
 هنر پیشگان پیشه برداشتنند
 کشیدند کشتی بد ریاکنار
 اساس که بر آب اندستاد
 مهندس پیوندش آگه نه بود
 چو از چوبکاری قوی شد اساس
 نشنند مینا گزارانِ روم
 بدانسان رسوا اشارت نمود

که در جوهر لیس است و رنگ بول
 نو انرش گری کرد بسیار شماں
 زرافشان و بخشیدن آغاز کرد
 تو نگردد آن کس که درویش بود
 درآمد ز زر ناخوشانِ انجوشی
 متاعی که باید مهیا کنند
 ارسطوس و اناد درآمد بکار
 که آهین توانند گوهر نشانند
 که از فایده ریا تو ان سبت پل
 نشنند راز و بهشتی کنند
 نمودند هر چه از هنر داشتند
 بسال کم و بیش پیش از هزار
 شتابنده کو به ز آسیب باد
 که در در ز او موی راره نه بود
 بقاروره سنجی درآمد قیاس
 که بے آتش از سنگ سازند موم
 ز جاجه بر آتش فشانند زود

چو حل شد بقالب فرو نختند
 بوزن از گل تر سبکساز تر
 نشینند و بیرون نموده بحال
 پیری کنه صافی و آبدار
 ۵ مربع بصورت مطول بساخت
 پس از جو زمیندی کشادند پوست
 رسنهای صندوق کردند ساز
 جز اسباب دیگر که در کار بود
 چو شد حمله اسباب کشتی تمام
 ۱۰ ز آب از میان دریا پاشوده
 نخت از معلم خبر جست باز
 درین آشنائی که شد عمر صرف
 چه خواندی درین تخت سر منج دو
 در احکام توجای این از مهت
 ۱۵ بیاخیخ نینوشنده کار دوا
 که این دوا ری کا خیار من بست
 در خنده صندوقی انگینند
 بلطف از دل ساده غمت از تر
 بدانسان که در آب روشن جمال
 به پهناسه گز در درازی چهار
 که توان در وقتن دسر فرخت
 کشند از و انچه مقبول است
 که یکا هم ن بود هر یک راز
 صد پنج کشتی رسن بار بود
 شتابنده شد شاه دریا خرام
 طلب کرد هشیارے از هر گروه
 که گوتاچه داری درین پده را
 عجائب چه دیدی بد ریائے رف
 که صد بار شستی و شوئی هنوز
 که چندی تو را زیر دریا نشست
 سخن گفت باشاه بسیار دوا
 پدر بر پدر کسب کار من بست

پنجہیں کتب کش نہ اند نام
 نہ شد روشنم کا دمی سچ گاہ
 ز ملاح چون خل گشت ایں سوال
 از نشان یکے پیر بیدار منہ
 ۵ کہ شاہ دریں آب کائے کہست
 چو از رے دریائیںم نریر
 از ایں بشیں کردن نیارم درنگ
 مرا با چنیں خو کہ کردم در آب
 بر یاد روں نفس ناخو پذیر
 ۱۰ شہ از پاسخ مرد گوہر فروش
 و از چوں قضامی کشیدش کند
 بفرمود تا پیشوایان تخت
 چہل سالہ ترتیب راہ دراز
 ز حیوان از مردم و از گیا
 ۱۵ خبر کش بے مرغ کردوں گرے
 کز نشان ہمہ بہ عقاب سیاہ
 فرد خواندم اسرار دریا تمام
 بدریا فرو رفت یک وزہ راہ
 بہ پیران خواص گشتند حال
 پڑ و ہندہ را پسحہ دانستند
 مرا مہیہ داں گر شہ زشت
 تو انم کہ نام زمانہ دیر
 بدریا کہ نے ماہیم نے ہنگ
 چو بودن کبہ خطہ نیست تا
 از ایں بشیں چون باشد آرام گیر
 صدف و ارنخے فرو شست گوش
 نصیحت نیاد بر سود مند
 ز صحر ابدریا کشند رخت
 کہ باشد بدال آدمی رانیاز
 اگر شیر و مرغ ست اگر کیمیا
 سبق بردہ ز اندیشہ تیز پایے
 کہ رونے شتاب نہ کیا ہواہ

سه سال تمام انچسپ پر دختند
 سه ماہش کشتی در انداختند
 چو بر عزم آں شد خداوند تاج
 کہ بر تخت چو بآید از تخت علاج
 بزرگان در گاہ را پیش خواند
 ز دل از پوشیدہ بیرون فشانند
 کہ تقدیر بر ما چو این در کشاد
 کہ بر آب اینم توسن چو باد
 چنان خیمہ ہم از مخلصان جنو
 کہ از حسن غیبت نہ باشند دور
 کسانیکہ با مادرین داوری
 نمایند چوں یاوراں یاوری
 اگر سوے اخلاص راے آوند
 سہ اندر ز ما را بجائے آورند
 نخست آنکہ در غیبت تاجور
 ز آئین خدمت نہ سچند سر
 کنند آنچه باشد سلامت در آ
 بغوغا نکوشند چوں بے سر
 فزائیدہ دارند در جان و تن
 وقایع ولی نعمت خوشتن
 دوم آں کہ از بودن بی طال
 رہ مایہ بینند تا بست سال
 گرائیم ازیں کوچ گاہ دراز
 بہم جانب خانہ گردیم باز
 اگر وعدہ باشد از جائے خود
 گر آیند ہر کس بما ولے خود
 چو در خانہ آیند ازیں مرز و بوم
 در دے رسانند از ما بروم
 سیوم آنکہ گر ما اکی شویم ق
 بہ آب اندروں خورد ما ہی شویم
 سز دکر مقتیان پیوند ما
 نہ سچند گردن ز سر زند ما
 سپارند آراستہ چوں ویں
 سر پر کنندر با سکندر و س

که آن اده کارانش مہدست
 ہمہ سرفرازان بصد گونہ ہمد
 چو شہ راز اندیشہ کارشان
 کسی اکہ دید از ترود خلاص
 ۵ گر ایندہ راسخے دریائے شور
 بغارغ دلی زان ہستی سواد
 چپ رستش خضر و الیاس ہم
 فلاطون دانندگان دگر
 مہندسین سوائے شد تختہ سا
 ۱۰ حکیمان انا ورق سنج راز
 حرفیاں بے درتج رنجن
 ندیمان موزوں فسانہ سگال
 سراں ہر یک از روم و بلغاروں
 ترخم سراپان رومی سرود
 ۱۵ بدیں شادمانی و نیک اخترتی
 بجنبید کشتی از آسیب موج
 براو رنگ دولت و لیعہ دست
 وثیقہ نمودند و بستند عمد
 دل آسود بر صدق گفتارشان
 بہر اہی خوشتن کرد خاص
 بر غبت و اں کرد بر راہ دور
 توکل کنان پاکشتی نہاد
 پس و پیش اسطو بلنیاس ہم
 بحسری خاص بستہ کمر
 منجم و گرسے مدخل کشاے
 ز قانون حکمت گرہ کرد باز
 طبعیان بشریت را محسن
 نظیرے رواں کرد جبر حال
 جہانے بر آستہ چوں عروس
 بگردوں سانیہ آواز رود
 رواں گشت از رنگ اسکندری
 برآمد سرباد بانہا باوج

زمهرِ سکندر که پایاں نداشت در اں مہلکہ کس غمِ جان نداشت
 گر ہے ہر جانب اندرِ شتاب ہی تاختِ نداسپ چو میں برآ
 نگاہِ رشده بادِ پائے چناں بدستِ صبا باز داده غناں
 چو رفتند زانگونه بار و دو جام بدریا درونِ بختِ سالہ تمام
 بفرمودہ ازلے تلج و سریر کہ احوالِ بر کاغذ آرد دبیر
 زرہ دوری غائبانِ حضور نویدِ سلامتِ ساند ز دور
 دبیر آمد و شرحِ مقصود کرد سرِ خامہ را غنبر آلود کرد
 فردِ رختِ بر رسمِ ازلے کہ بود بدریا درونِ ماجر ازلے کہ بود

نوشتنِ سکندر سرِ گزشتِ امواج بحرِ اوصافِ تنہا
 صندوقِ الطافِ معلمِ مضاحکہ ندانِ ہنگام
 و حملہ آفرینِ اے ہمایاں و غلغلہ سلاسلِ آب و طب
 و یا جس بنابرِ آباد و ویراں ماجر ازلے مرغانِ آبی
 و شاہیانِ بحری و کلنگانِ مانی ویں حاصلِ حاصل
 را پیلے عقیابِ سوے باز ماندگان

تنہ گاہ و اس کردن

سخنِ انخت از رہِ دین و داد
 خدایے کہ بر مردم چہ شد
 یکے را دہد سوعے خشکی شتاب
 کسے اکہ کرد او بصر اول
 و کرخواست کسے آبہ خشکی ہلاک
 ز تری خشکی ز حکمش بکار
 بہر جانبے کا دمی را پے ست
 پس آں بہ بود راہ یابندہ را
 چو شد گفتہ ہر چہ آں بود ناگزیر
 بہیں خستہ دولت اسکندروں
 دین نامہ با آرزوے تمام
 سلاطے کہ از جاں بر آرد خرب
 بدانکہ چون ما بہ نیرے بخت
 نہ مارا خود افتاد ایں سو خرام
 تو اناکشاں می برد چون و اس
 بدو نیک عمر آنچہ سنجید فیست

بنام جہاں فہرین کرد یاد
 پدید آرد اندیشہ نیک و بد
 یکے را کند غرق دہشت آب
 بدریا فرستادش چوں توں
 ز دریا کشانش برد سوعے خاک
 نہ تنہا منہ بل چمن صد ہزار
 کراش نہ از خوش تن ازوست
 کہ معذور دار و شتابندہ را
 کنوں باز گویم را ز ضمیمہ
 کز و گشت روشن ہمے روم رہیں
 ز اقبال باد پذیرد سلام
 گو اہی وہد زاندہ سینہ جوش
 ز خشکی بدریا کشیدیم رخت
 کہ تقدیر برد از کف ماز نام
 تو اندکہ باز ایستد نا توں
 چگو نہ نہ بنیم کہ چوں دید فیست

ہر آنچہ آسمان ہر باد و نقاب
 ز غیب آنچہ خبر بہتہ است حرف
 بخاک از اجل کرد ہر کشتاب
 شدیم آرزو مند خاک سیاہ
 ۵ ہزاریم بر میل سرمہ ہوس
 اگر خاک بنیم یکے میل پیش
 چنانست در دیدہ تعظیم خاک
 کجا خاک در دیدہ ماکنوں
 پیر بازیچہ شتم بچشم کس
 ۱۰ ملک بودم اول ہم خاک را
 چگونہ نگردم دریں شرم غرق
 بد ریافتہ بہ خاک من
 بزرگی گوہر نگر ز آخر تم
 کجا ابردار دہنیں گہر
 ۱۵ نہ ابراہینیں گوہرے ساز کرد
 چنان پیش ازین ایت افتختم
 نہاں اشت آورد اینک بر آب
 کجا شستہ گرد بد ریای شرف
 کشاں برد مارا اجل سوے آب
 بیک میل سرمہ نہ یک میل راہ
 ہوس نیلے از خاک اریم پس
 دود مردم چشم صد میل پیش
 کہ چشم اہرار آب شستہ پاک
 تیمم کند جسم بد ریادوں
 کہ بر آب بازی کفم چون خاں
 کنوں عالم یک خاشاک را
 کہ نہ بود ز من تا بخش ہیچ فرق
 کہ خمرہ شد گوہر پاک من
 کہ گم گشتہ نہ بحر گوہر ہم
 کہ در گوشن ہی رساند خبر
 کہ آوازہ گوش صدف باز کرد
 کہ از پیلہ پیل حل شستم

کنوں مردہ بہ اژدہا ہے چومن
 کہ از جامہ غوک سازد کفن
 چہ شاہم کہ بر غیر پایاں آب
 ز دم خمیہ همچوں سواران آب
 شتابندہ کشتی چو تیر از کماں
 ز میانہ کشتی ز موج بلند
 ۵ و گرا از تہش موج بالا شدہ
 معلّم کرین تختہ شد حرف پنج
 جہا میں نہ گردون بیداد مند
 کہ تخت جم رفت بر خاک سخت
 چو فرماں نویسم بر آب ژرف
 ۱۰ و گرسکد بادشاہی ز نیم
 محیط ہوا گیر موجش چو دود
 ز ہمواری سطح آئینہ رنگ
 نہ از مرغ آید بگوشے نوا
 رواں کشتی از ماہیاں گونگیر
 ۱۵ ہر اسندہ مرد از ننگ دواں
 دہان نہنگان شدہ موج گیر
 نہ بینیم پرنده در ہوا
 چو میش جواں پیش قصاب پیر
 چو مغسم نہ ہمایگان عواں
 چو مقرر اض آہن بقطع حیر

۱۔ س۔ ۱۔ بر بحر ناپائے آب۔ ۲۔ س۔ ۱۔ بزیر آب باشد زبر آسمان، ۳۔ م۔ ق۔ س۔ چو من خرد و چنن تختہ
 ۴۔ م۔ پ۔ براد سخت

فلک ہیں کہ چون اوجائے درنگ
 تنِ ماز تلخ آبِ دریا بسلج
 شدہ نادرِ رخسارِ ما آبیہ
 دختِ ارچہ سبرش کند آبخورد
 ۵ چو مار از خضر آبخوردی نمود
 چہ حال آدمی را درین ناخوش آب
 ز جاں ہمدراں رویشستم دست
 عجب نیست رفتن بدریا فراز
 چوبے پرده شد تا بدین جا بگاہ
 ۱۰ اگر آبی ز جوئے شود رہ گراے
 دگر دودے از شعلہ بالاشدہ
 اگر تیرے از شست پرواز یافت
 گزشت آن کہ رہ باز پس دشتیم
 چرا خمرے چوں من از بیم جاں
 ۱۵ کنوں ما در این اہ دور و دراز
 کسانیکہ دارند در صبح و شام
 ق بدیدار ما آرزوئے تمام

سز کزدل و چشم چوں برق و میغ
 دعاے ندارند از مادر یغ
 مگر کزد عاہے اہل نیاز
 رخ مہربان تو اں دید باز
 کز اں فتنہ کش کم نشان یافتند
 عنانش بہت دعا تا فتنہ
 خدا عمر بخشا و عمرے چنناں
 کہ ستانہ از ما حوادث عنان
 کہ تا سوے خوشیاں مہم تکریم
 دعاے خود آریم خود و اسلام
 چو نامہ مجملہ اندر آمد شتاب
 در آوینتندش بیای عتاب
 شتابندہ شد مرغ امنوتہ
 دودیدہ مبعیاد گمہ دختہ
 بے را کہ رفتند در پنجال
 دو ہفتہ گزشتش بہ سیر و بال
 بہ شکر کہ آمد شتاباں چو باد
 خورش گاہ دیرینہ را کرد یاد
 بہر حرف ز موج دریائے پیر
 بگوشش نویسنده میر سخت دُر
 فرد آمد آں جا کہ خو کردہ بود
 دل تہو و معنر بط خوردہ بود
 دودیند بنیند گاں سوئے او
 کسانے کہ بودند رہ بجے او
 بد جوئی طعمہ دلپذیر
 گرفتند و بردند سوئے سیر
 ملکہ زادہ ز اں پیک راحت سا
 ثنا گفت بر منس بکیاں
 نشائے براں مرغ میمون فشانہ
 بہ تعظیم بر پشت دستش نشانہ
 گرمی ترش داشت از صد ہائے
 گمے بر سرش بوسہ زد کہ بیای
 برو از مژہ کوہ سارند از کرد
 پس از پائے او نامہ ابا ز کرد

دیر آمد و نامہ را سہ کشاد
 چو نام سکندر در آمد بگوش
 نخست از جدائی بزاری گریست
 پس از شادی مژدہ زندگی
 ۵ طلب کہ نام آورانِ سپاہ
 نشستند بر فرشِ دیباہ
 فراحی در آمد بجاں پردی
 بزرگاں بہر سو چو آبِ شیب
 بہر جہ کجینہ مے فشاند
 ۱۰ خزینہ پناں ز دہر سو سیل
 ز بخشش جہان کیستی فروز
 ق چو دادِ طبِ ادا ہفت روز
 بشادی بر نہ اہل دولت بسر
 جد اہر یکے میسمانی کنند
 رسانند بر کو س شادی دال
 بہر جانبے مجلس تازہ گشت
 طرب شد بازارِ علم فراخ
 ۱۵ بہانے ز عشرت پُر آوازہ
 درختِ سعادت بر آور شاخ

کشاد آسماں خورمی را بساط
 باندازہ خوشی تن ہر کے
 ز پسِ دین زر بہر گوشہ
 دریں پودہ زینگو نہ بازی بست
 بیاساتی آن کیمیائے وجود
 بمنہ کہ تاشادمانی کنم
 بیامطر بامو بمو باز جوے
 کہ تا چون بستاں رسد سازاد
 بدلمائے عمکیں در آمدن شاط
 ہی داد نقدے بہر مفلسے
 نامند از جہاں هیچ بی توشہ
 کے کیں نذا ند چہ فارغ کست
 کہ بے ہمتاں اور آرد وجود
 ز گنج سخن دُشانی کنم
 ز موے کمانچہ نوائے چوموے
 گوارا شودے ز آوازِ ادا

در قیمتِ دانتنِ سلکِ صحبت اگر ہمہ یک شبہ است
 چوں این شبہ باریک و تاریک در ستِ ماتہ زنجیر
 گسلِ ستِ ناگستہ ست کو ہر مرد می در خاکِ گم
 نگشتہ نظامِ حسلِ اعینیتِ کامِ دشتن

گر آسائشے خواہی از روزگار
 دل از رے ہم صحبتاں دکن
 جمالِ عزیزاں غنیمت شمار
 بہ نقل و بہ مجلسِ آبادن

بجمیعت دوستان وے نہ
 بدوری مکوشن اچہ بدخوشیا
 اگر جامہ تنگ ست پارہ مکن
 فرن شاخ اگر میو تلخ ست تیز
 ۵ چولا بد جدائی ست از بعد نیست
 ازاں تیغ برداشت این شتِ خم
 ازاں دشمنی ہا کہ درخوے دوست
 رفیقے کہ با وصل شد کار او
 گر از آشیان مرغے افتد جدا
 ۱۰ بہیں چوں بود حال آن ناصبو
 دل مردم آں گاہ تو سن بود
 چو گردد گرفتار اندیشہ
 خرد حشی ار چند باشد حرد
 حرفین اچہ تلخ ست بدخوے نیز
 ۱۵ بدست اندردن چشم تلخ و ام
 گیلے کہ مویش بود سینہ گز
 پراگندگی را بیک سوے نہ
 کہ دوری خود افتد سر انجام کار
 کہ خود پارہ گردد چو گردد کمن
 خود افتد چو پیش آیدش برگ نیز
 بعد اجدار استن بہر حسیت
 کہ پیوند یاراں کشاید نہ ہم
 نیار د بیک جلے دیدن دوست
 مبادا پراگندہ بازار او
 ز نالہ کند حسیخ را پر صدا
 کہ دور افتد از خانہ خویش دور
 کہ آزاد چوں سر و دوسن بود
 نزار د بجنہ عاجزی پیشہ
 ز آسیب یک نشتر آید زبوں
 نماید پس از دیر دیدن عزیز
 دہشتنہ آب حیواں بکام
 برہنہ تنان احریت و خزا

تن از فاقہ چوں ناشکیبا بود
 خورش گرسبوس ست حلوا بود
 جدا ماندگان را از و پرس سوز
 کہ چوں میرساند شبے را بروز
 مرا دوری دوستانِ عزیز
 جگر خستہ کرد دل آرزو نیز
 فرو مردم از حسرتِ و ستاں
 چو پیل از منای ہند و ستاں
 ہ کسانے کہ بر رے شان بے پی
 میان گل لالہ خوردیم مے
 کنوں سے بیتان چہ پویم فراخ
 کہ یک مرغ از ایشان نیم شاخ
 تہی گشت از تازہ رویاں سرا
 بیکبار گشتند غربت گراے
 نشانے نہ بینم کنوں اس نشاط
 کہ دور فلک در نوشتاں بسا
 زمانہ نزار جب زیں ہیچ کار
 کہ اول دھند شربتِ آخر خار
 ۱۰ ہزاری چہراںوں نگرید رہی
 کہ از ہماں بیندایواں تہی
 گزشتاں کہ با ہم نشستم و حاتم
 کنوں رفتہ را باز جتن خطاست
 بزرگان پس فتنہ نشا فتنہ
 کہ بسیار جہتند و کم یافتند
 نہ بعد از شدن باز گرد و زماں
 نہ تیرے کہ بریں پرید از کماں
 کجا بودی اے مرغِ فرخندہ پے
 چہ دارنی خبر از حریفان مے
 ۱۵ بشادی کجای گزاردند گام
 سفر تا چہ جاسیت منزل کہ ام
 کجا روز راحت فزوں میکند
 شب آسایش خواب چوں میکند
 بعیش و طبِ ہمنان کہ اند
 بر بیان مے میہان کہ اند

کدام آب دیدہ است دجے شال دل چگونہ است پہلوئے شال
چو از مخرامی سوئے خانہ باز بیاراں بری ماجرے نیاز
بدروزہ چشم یاران من تماشائی جوئے یاران من
فغانِ اس حریفانِ صحبت گسل کہ یکہ ز ما برگرفتند دل
ہ بیک نامہ ہم نہ کردند یاد کہ دل خوش کنم ز اں ہمایوں
ہراں نامہ کنز یا ربانی بود طرب نامہ زندگانی بود

حکایتِ مجنوں کہ نامہ لیلی را بر رگِ جانت و تیش بہ بست

۱۰. شنیدم کہ مجنونِ دلِ نوحہ
چنان سلیخ کردش فلکِ صبحِ شام
ز ہر گونہ دار و برنگینیتند
زمجونِ شربتِ چو بگرشت کار
یکے گفت ہر تپِ کز اندازہ پیش
۱۵. دگر گفت تو نیز ز افسوں بہت
چو گفتند ہر کس نہر گونہ پسینہ
ز بیماری تپ شد از فروختہ
کہ چون ماہ نوشتد باہ تمام
فر ایش بصحت بیامختند
بہ توید و افسوں را بد شمار
بافسون تو اں دور کردنِ خویش
کہ نالندہ را تندرستی دہست
سخن گفت بیماریا لب بستہ نیز

کہ هر زود عاگرچه یاری رست مرانامہ دلبر من بس ست
 سوائے کہ لیلیٰ فرستاده بود ز بہر جنینِ دُرش آما دہ بود
 طلب کن و بر سینہ خویش سود شفا بیشتر یافت چون پیش سود
 ہر انامہ گز یار گوید حسن فسونِ حیات ست و تعویذ تن

۹ رسیدن سکندر نقطہ گاہ محیط و خود را در شیشہ

کردن بتوکل و باموکل آب و غور و ریا فرو شدن

در زیر پرده زبده حالات و علامات آب انظار

۱۰ کردن ازاں آب گنگی زود بر آمدن و سوسے غزیرا

آہنگ کردن بہ پایاں رسیدن عمر او

سرائیدہ مرغِ ایں بوستان سرالشِ جنین کرد باد و ستاں

کزاں پس کہ سکندر کا میاب رواں کرد نامہ بیای عتاب

۱۵ شتاباں ہمیشہ بفرم دست شتابندہ تر ز آنچه بود از نخست

چو شد چارسالہ رہ پیش باز مرغی دگر ببت منشور راز

نمودار دریا به گویا سپرد
 جہاں بر طرب فردہ تازہ داد
 از اں بشیر کا و لیں بار بود
 سه سال دگر عبث آب کرد
 عقابے دگر در ہوا تا خستند
 پذیرندہ نامہ را پیش دشت
 قوی دل شد از بخت امیدوار
 ز نامہ کشتی قاصد آسودہ گشت
 کہ نتوان پیای فرستاد باز
 کہ باز آمدن انباشد امید
 بہر موعے از جان تن دست شو
 محال ست کہ جہاں توان گشت سیر
 کہ او قیمت زندگانی شناخت
 بحیرت فردماند کیبارگی
 نیایش کنان دست برداشتند
 ولیکن خاصان در گاہ بود
 حصار دعا یمن آباد کرد

شد او نیز و دیباچہ شاہ برد
 ملک ادہ را ز اں گرامی سو
 جہاں اولین عیش بر کار بود
 وز اں سوچو دارے دریا نور
 سوائے دگر تازہ پردختند
 شد او نیز و نامہ کہ با خویش دشت
 ضمیرے کہ نو میدیش بود یار
 چو ز اں بشیر راہ پیمودہ گشت
 بگنجید در چارہ چارہ ساز
 بجائے رسیدند لرزاں چو بید
 ہمہ سرخ رویاں شدہ زرد کرد
 بود آدمی گر چہ بختر لیس
 پس از مردن آنکس علم بر فراخت
 چو ہر کس راں حال بیبارگی
 کسانے کہ ازیند خبہ داشتند
 جہاندار گر چہ جہاں شاہ بود
 خدا را بدرماندگی یاد کرد

نجست از فلاطوں بلیناس را
 چو دادند قفل و عار اکلید
 در اں عاجزی منسب کیا
 شبانگه که برقع برهن کند ماه
 رواں گشت پروین ز چرخ اسیر
 سکندر خلوت گیسبندگی
 که در گوشه خلوتش ناگهان
 جوانی بکردار سرو بلند
 فرشته ولیکن به شکل آدمی
 جمالے کہ نتوان نظر کرد و دور
 برو تازی کردشہ اسلام
 بدو گفت کائے سرسبز نور پاک
 فرشته کہ گویند مانا توئی
 و گر مردمی چون دوان آدمی
 سروش خجسته سخن در گرفت
 بگفتا کہ گر پرسی از من صواب
 محیطے کہ شناخت کس غورے

پناہنده شد خضر الیاس را
 کلید و چارہ آمد پدید
 فرومانده را گشت یاری رسا
 پوشید گیتی حسیر سیاہ
 چو بیخ در دست فروت پیر
 بہ نزدیک مرگ از غم زندگی
 سرو شو پدید ارگشت از نہاں
 رخ فرخ و پیکر ارجمند
 نہ مردم لے صورت مردمی
 ز سیماے پاکش ہمیر بخت نور
 شہش داد پاسخ بعد تمام
 تنت و رز آلایش آب و خاک
 کہ مردم نہ باشد بدیں نیکوئی
 کہ مردم نہ دیدت کہ چوں آدمی
 ز راز نہاں پرده را برگرفت
 سروشم نیرداں موکل بر آب
 بسین مراہست یک قطرہ حقے

چو در سختی افتاد کار شما
 بیندیش ازین پس دریغ ز رفت
 دریں پرده کاندیش کار تست
 منتِ ہمرہ وایزدت ہنماے
 قضا را بہ تسلیم و مساز کن
 جہا نذا رکاں محرم را زیارت
 چو شد چشمہ صبح رخشان شرق
 ہوا قطر ہا داشت نزدیک و دور
 بفرمود فرماندہ روم و زنگ
 نگنند ہر سوے لنگر در آب
 سکندر بر آہنگ کاے کہ شہادت
 بدستور دانا کہ بر کار بود
 کہ مارا ہوسحاے ناسود مند
 سزد گر شمار از من فتنہ چو
 چو من زید دریا کنم جے خویش
 بامید جاں بخش گیتی پناہ
 گر ایم بروں میں ہر ہراس

بمن داد غیب اختیار شما
 کہ دادت قضا و سگاہ شکر
 دروں و کہ نیردان نگہداشت
 کہ بنماید و باز آرد بجای
 ببیں ہر چہ بتوانی و باز کن
 در چارہ بر خوشن باش یافت
 در آن چشمہ شد کشتی ماہ غرق
 در آمیخت یک پل بدریائے نور
 کہ در جنبش کشتی آید درنگ
 فرو شد سربا دانا بخواب
 برو رخت از دل شماے کہ شہادت
 وصیت نمود انجمن چار بود
 ز راہ سلامت چو یکسو فکند
 ز بہر سلامت بتابید روے
 بکام ہنگاں نہم پایے خویش
 مرا تا بعد روز بیند راہ
 شناسم حق مردم حق شناس

وگر باشد آسبے از روزگار
 شما جانبِ خانه گردید باز
 در افتانی شاهِ دریا نظیر
 چو شمشیرِ دل آسودنِ آبِ چشمه
 همان خوشه کنگورِ فردوس بود
 ز هر دانه آبِ حیوانِ بخشش
 نه از خوردنش دل بخورن کشید
 گیاهِ دیگر تن ساز دار
 بیاورد آن شیشه بعد از آن
 چو نبشت در شیشه آبِ نمک
 بفرمود کاه و بچ لولوی تر
 بر چار سوشِ طناب افکنند
 پس آنگه در آن غوطه گاهِ هلاک
 که از فر فرمانده تخت گیر
 رسنِ حسیت کرد تا بوت را
 چو شیشه معلق شد اندر طناب
 از آن شیشه کوکانِ الماس بود
 قضا را بیک چو من صد هنر
 من و قهرِ دریا و راه دراز
 پذیرفت دستورِ دریا ضمیر
 بر آئینِ مصلحتی در آمد بهمد
 موافق چو خبر بیس با قوس بود
 که در راهِ ظلماتِ ادش سر و پا
 نه معلول علت شد آنکو چشید
 که باطل نگردد مزاج از بخار
 نشست اندر آن شاهِ عالی مقام
 سر شیشه اگر محکم چو سنگ
 به رشته در آزند همچو کهر
 توکل کنش به آب افکنند
 امانت دهندش ز دیوان پاک
 پذیرنده را که بود ناگزیر
 بدانسان که از رشته یاقوت
 بر آتش نهادند همچو جباب
 رسنِ رکعتِ خضر و الیاس بود

شکنج رسن ہاکشادند باز
 بد ریادروں رقت دریائے
 فردمی شد آن درجِ گنجینه سنج
 ز جبین آب مہدے چناں
 سکندر ہمہ اندروں ترسناک
 شدہ زرد رخسارہ لالہ گوں
 ہی شد ز حسرتی کنارہ کنال
 جوان خستہ فرخ از اوج گاہ
 سر و شش برسید کائے نیکخت
 خرد نام آں کسب خاک افکند
 اگر آدمی زیر دریا رود
 کجا ہوشمند این تمنا کند
 تو ہستی بچہ گرچہ تنگ ست چاہ
 از اں جو ہر عقل گشت ارجمند
 ہر آن جانور کہ خرد ہست پاک
 تر ابا چیں عقل دیش فزائے
 جہاندار گفت ای مبارک نفس

اجل اسپر وند رشتہ در آن
 برآمد ز دریا دلاں آتشی
 فرشتہ برابرنگسبان گنج
 چو طفلان غازی معلق زناں
 چہ باشد بد ریائیکے مشیت خاک
 چو زردی کہ در بقیہ باشد دل
 عجب ہائے دریا نظارہ کنال
 فرو رفت در بُرج ماہی دو ماہ
 چہ بود تہا کردن تاج و تخت
 کہ خود را بنجود در ہلاک افکند
 بود ماہی کو بصریہ رود
 کہ جاں بر سر یک تماشا کند
 کاجل ابریش فراخ ستاہ
 کہ پیچیدہ دار و عنان از گزند
 ہر اسندہ باشد بخس از ہلاک
 بسوے خطروں و اں گشت پائے
 نما خرد چوں در آید ہوس

چو من آرزو بردنِ راسخام
 ترا گرد دود دست کارے بکن
 هوانخواه ز دست درد انهم
 گزیرست سنگ بداندیش را
 ۵ ملامت بجاه سلامت دوست
 چو آتش بر آرد ز پروانه دود
 چو غلطید طفل شد آزرده سر
 من آن دزد شستم ز جان خود
 تو زینجا که گفتی برے صواب
 ۱۰ نیوشنده آسمانی سرشت
 کشاد ابرو از روی خوشیدش
 که دل را فراهم کن ای سرفراز
 من را باز پست نمودم ترا
 چو دیدم تنومندیت را عیار
 ۱۵ یقین شد که دانا دلت ز پست
 عجب ملک دریا اگر منکرست
 هوس اینجا کشیدم ز مام
 و گرنه بے گفته اند ای سخن
 بدایوانگی طعن زد و دشمنم
 که در شیشه خود کرده ام خویش را
 سلامت چو گم شد ملامت خطا
 رها نده گرد دست مالچ سود
 طپانچه زنی گرد آزرده تر
 که در کام ماهی ز دم شست خود
 بکن در نه بگزار ماهی در آب
 شد از تازه رومی چو باغ بهشت
 بپانچ دل شاه را کرد خوش
 که بردار دایں رنجبار ادرا
 بنیرے طبع از مودم ترا
 که آخر همانی کز آغاز کار
 نترسد ز دریا و هر چه اندرست
 ترا دل ز دریا دلاور ترست

۶- سلا: بیاز دسر ۸- سس دم: در دین هر دو مصرع خویش سلا: دریا زده شست خوشتر

ترا میرسد کیس تماشا کنی
 کنوں باز کن دین پیش ہیں
 بگفت این بردشت بانگ بلند
 بشوریدن آمد ہر آب شور
 ۵ ہ در اں جوش دریا کہ می شد
 نہنگان ہل ہزاراں ہر
 بلا لقمہ کام خندان شاں
 کس نہیانی بیکل شکر
 جہانے دراز و سر تا بدم
 ۱۰ کشف ہر یکے گشت کو ہر دور
 چو این از ہا شد پدید از نہفت
 کزین جانور کایت در حضور
 پوشیشہ ز سنگے و گرگوں بود
 شہش گفت کور استایش شربت
 ۱۵ سر و شس از چنای پاسخ دل سپد
 پس آنکہ در ایشان چنای تیزوید
 بدیں قطرہ آشام دریا کنی
 تمنائے اندیشہ خویش ہیں
 کہ ز لزال و قعر دریا فکند
 تہی شد ز پہلوے بنیندہ زو
 شتابندہ شد جانور فوج فوج
 سرخ ہچو کوہ و دہاں ہچو غار
 اجل چاشنی گیر دندان شاں
 پڑستہ ہر یک بدیے زنت
 کہ دریا بہ پناہ شاں گشت گم
 چو سیلے بر افکندہ بر گستاں
 نمایندہ ہاں و بنیندہ گفت
 یک آسیب اگر بر تو آید ز دور
 اگر کوہ برے زند چوں بود
 کہ بے منت تو نگہبان ماست
 دہاں ابھر ادب کرد بند
 کہ یک یک شدند از نظر ناپید

چو آن شعبه عنبر ره ساز کرد
 همه آب آن کارگاه و بال
 طرف بر طرف شد کراں بکراں
 معلق زماں سو بسودر شتاب
 ۵ همه بوزنه صورت و سُمخ رُے
 بروں حبت ازین پرده آنگوں
 نهادند روچون بشیشه پری
 کشادند با کافور لای خود
 در ایشان چو شمع کرد نظاره
 ۱۰ به پُرسید کیس قوم پوشیده لُنت
 اشارت که از دست پامیکنند
 حدیثی که بود آشکار و نهفت
 که ایں طائف مردم آبی اند
 به نیرِ منجی تو را ندانند
 ۱۵ که ایشان که در آب ماهی شنند
 منم تر جهاں کا ندین حسبِ حال
 جهاں بازی دیگر آفت از کرد
 شد آئینه پُر حذر از خیال
 جهاں پُر از آدمی پیکراں
 چو طفلان که بازی کنند از آب
 بحر و زنج بهیچ ناسته مے
 چو لعبت که از پرده آید برون
 در آئینه صاف اسکندری
 برسم خود اندیشے اے خود
 بحیرت فرو مانده یک باره
 کیانند و ایں قوم را نام حسیت
 چه را زست بهر چه میکنند
 چو پرسنده پرسید گویند گفت
 که پوشیده از خیرج دولابی اند
 چو دیدند حیران فرو مانده اند
 همه تا بدین جاے کمتر کشند
 بگفتار خود می کنند سوال

کہ لطفِ خدا را نہ حق شناس
 نہ گشتی ازیں گشتِ بیودہ سیر
 چہ حاصل شدت جز تماشاے خام
 چو قوت از شکم داری افزون شود
 فرح ہم نشیند پس کا رخود
 صبری کند چون شکم گشت سیر
 بہفت نہ نکوشد مگر آدمی
 و اگر پُر شود بوالفضولی کند
 ز مردم تبر یا ز ہر مرد مست
 سخنِ افرو خورد و خاموش کرد
 زمانہ ز سپیکر تہی کرد جاے
 باطرافِ دریا در افتاد جوش
 کہ پچھاں شد از چشمِ بیندہ نو
 نہ در خشکی ایں نوع نے در تری
 دور و زود و شبِ فیت یاں شد
 عجب مانند بیندہ در کارا و

کہ اے بیوفامردم ناپس
 جہاں ابدیدی ز برتا بزیں
 ز چندین بہ خشکی دتری خرام
 دلِ مردم از پردہ بیرون شود
 ۵ دود و دام چون یافت مقدار خود
 اگر پیل ز رفست و گر گشیر
 ہمہ جانور چون بود معینمی
 کہ چون توشہ کم شد ملولی کند
 کند ہر چہ اندیشہ روے گمست
 ۱۰ سکندر کہ گفتارِ شاں گوش کرد
 دگر بن بدستوری رہنماے
 دگر بار در جنبش آمد سروش
 سیہ روز نے گشت پیدا ز دود
 دوندہ جو برق از قوی پیکری
 ۱۵ مثالے ز گفتارِ شایانِ نہشت
 ز بس طسرفہ کا مد نمود اراو

دگر رہ بشورید دریا چناں
 عجب ہیکلے دیگر از آبِ ست
 گزشت از نظر کوہِ دریا خرام
 کہ قافے بود ارچہ بے سنگ بود
 ہ چو رفت آں قیامت بہ پردہ درو
 پس از ہفت تہ دید پائین او
 چو کیسو گزشت آں شگفت خیال
 بشورید دریا چناں تا بدیر
 جہانے زمیں نظر شد نہاں
 ۱۰ زجنید گانے کہ رفتند پیش
 بہر جانبے کو گزر گاہ داشت
 بقدر دھو سفتہ در اں چارسو
 جہاندار با آں دل زور مند
 سلامت در افتادہ بودش رپا
 ۱۵ میا بنی در اں معرضِ عمر گاہ
 بخندید در پردہ کردش سوال
 کہ رفت از کفِ مرد و نانا غل
 بسے ز اں عجب تر کہ دیدہ تخت
 تمام از پسِ حسیح روزش تمام
 کہ در قعر دریا شش تہ تنگ بود
 قیامت شے دیگر آمد بروں
 کہ گم گشت دریا در آئین او
 شگفتی دگر گشت خبش سگال
 کہ زیر و زبر شد ز برتا بدیر
 دگر گشت پیدا جہاں در جہاں
 پیدا در دیگر بقدر آبش
 شکم بر شری پشت بر ماہ داشت
 جہاں بود تیرہ از اں تیرہ رو
 فرو ماند بے طاقت و مستمند
 بہمت ہمیداشت خود را بجاکے
 چو شکل دگر دید سیماے شاہ
 کہ چون دیدی ایں پردہ پر خیال

کزین گونه محنت تماشا کنی
 ہراسے کہ بود دست جائے ہراس
 زینرے دل ذرہ کم نہ کرد
 دریں پردہ دیگرچہ داری بیا
 کہ دانستہ را بر تو نہ توان نفست
 کت از نقدِ حستی تنی گشت حبیب
 زمانے فروں زندگانیت نیست
 بے سہل باشد ز بالاشدن
 ز صدر روز ماندست باقی چہار
 سہ شب چوں رہ رسیدن بجائے
 بہ بیہوشی آمد ز بیمِ ہلاک
 کہ ترساں بود مرد کوتاہ بین
 بروں تانیائی نیابی اماں
 جمالِ عزیزانت روزی بود
 بد ریادروں کامکاری ہنوز
 چہ دیدی دو ہفتہ دوسہ گرم آب
 تماشا نہ بینی بال تمام

بخاطر ہنوز این تمنا کنی
 شہ ارچہ بدل داشت بیش اقبیر
 ہم از عاجزی پشت را خم نکرد
 بدو گفت کالے بر نہاں پردہ دا
 بیاسخ سر و شس پسندیدہ گفت
 چنین دشمن گشت ز الہامِ غیب
 سبک شو کہ جائے گرانیت نیست
 تو دانی کہ در زیر دریا شدن
 ورا ز وعدہ رفت گیری شمار
 سہ ماہ زیر دریا شدہ رہ گرایے
 جہاندار از اں پاسخ ہولناک
 دلش داد گویندہ راہ ہیں
 ازینجا کہ دورست اُمید جہاں
 ہنوز ت بے دل فروزی بود
 و گر دل بنظرارہ داری ہنوز
 پس از رہ نوشتن بچندیں شتاب
 بود جانور کا یاد اندر حسد ام

ہماں دیدہ کا ندیشہ درے کمست
 دلا در تو بودی دریں دوری
 نہ اندازہ دیدن مردم ست
 کہ دل ادبردینت یاوری
 ہماں بہ کہ خالی کنی جائے خوش
 زماں سیل دریا ز اندازہ پیش
 من از تو ندیدم عجب تر کے
 تو با آنکہ دیدی عجب ہائے
 یکے دیدہ بر بند و بکشاے باز
 ۵ و گرباشت زین عجب تر نیاز
 بفرمان او دیدہ بر ہم نہاد
 ملک گوش برگفت ہدم نہاد
 ہماں دیدش پیش کہ میخواست دید
 چو بکشا چشم و چپ راست دید
 بروں جست از برج چو آفتاب
 چو دیدہ شگفتہ ہائے بر آب
 بروں آمدہ یوسف از شکم
 بدیاد روں ما ہی خوردہ دم
 سوے مونس خویش شتا فتند
 ۱۰ چو الیاس و خضر آگهی یافتند
 نہ قارورہ بل کان یا قوت و زر
 کشیدند قارورہ را بر زبر
 دہان صدف را کشادند با
 بواجستن در دریا نواز
 مصور خیالے در آئینہ بود
 متاع کہ در درج گنجینہ بود
 برآمد چو یوسف ز زندان تنگ
 چناں یوسف گشت یعقوب نگ
 نمک از بگداخت ز آب شور
 ۱۵ اگر اتمی تنش باز ماندہ ز زور
 بماند در حیرت از کار او
 بزرگان کہ دیدند دیدار او

شندش بہ تعظیم آئیں پرست
 ہماوند باش ز مشکین سریر
 بدریا ز رنج و دباے کہ دید
 نیوشند گاں چون صدف جملہ گوش
 دریں بود کز چرخ فیروزہ و ش
 کہ فرماں بریں گوئے دارم غنیم
 نہ ہے کادی ہزردہ سالہ تمام
 بگو تا بہ آہنگِ راہ دراز
 یقین گشتہ بود ارچہ از جانِ پاک
 ولے چون لش سوعے دیدار بود
 ہماںجاں سوعے راہ جو یانِ خوش
 اسیرے کہ تیارِ جہاں خورد
 بزدانِ روں مرگ باد و شیا
 بسے بوسہ دادند بر پاؤ دست
 برآمد ملک تیکہ زد بر سریر
 پسیدی گفت حالے کہ دید
 دہن ہاچو سوراخ گوہر خموش
 سر دوش آمد و مژدہ داد خوش
 کہ زد و دت رسا نم تننا بجیب
 شبے در میاں کن بمنزل خرم
 زہر سوعے و جنبش آید ہماں
 کہ خاکش دواند ہی سوعے خاک
 غم جاں نہ چنداںش دشوار بود
 برسم رہ آوردی بردیش
 مکن باورش گر غم جاں خورد
 بہ از عمر صد سالہ در بوستاں

حکایتِ مردے کہ عمر از برائے وفاے دوستاں خواست بیوفائی نخوت

شنیدم یکے راز اہلِ اُمید
 بجاویدی عمر نوشد نوید

بشارت رساں را خبر جست باز
 گفتا کہ از مردم ہم نفس
 نیوشندہ را از بگرسیت زان
 نشسته من و دوستان برگزر
 برے عزیزاں تو اں شاد زیت
 سکندر کہ گیتی خداوند بود
 چنان تاختی گرد عالم چو باد
 چو ہنگام رفتن فرا ز آمدش
 از اں مژدہ خوش کہ دادش سرور
 براں گریہ کنش ادا مانی بود
 سرشکے کہ صافی کند سینہ را
 بفرمود فرماں دہ تخت گیر
 بریں عنم لنگر ز دریا کشند
 بفرمان فرمانرواے جہاں
 پل چوب و جنبش آمد بر آب
 شباروز از رفتن بے درنگ
 دوم روز کز چرخ درگشت وز

کہ با من کہ ماند چو ماغم دراز
 نماند کس ہم تو مانی و بس
 کہ ناید چسپس زندگانی بکار
 بود ہر زماں مرفے تازہ تر
 چو این نیست بس نیستن بہریت
 ہم صحبتاں دیر پیوند بود
 کہ یادش نبود ز پیوند وزا
 بیدار خویشاں نیاز آمدش
 شکرش ز شادی برآمد بوش
 منش چشمہ زندگانی بود
 بشوید دل در دیرینہ را
 کہ در جنبش آرد چو پی سریر
 سر بادیاں بر شریا کشند
 رواں گشت کشتی ز جابے چناں
 عجب کاب آہستہ پل شتاب
 چو بر آب ریازد و دیدہ رنگ
 نگوں گشت خورشید گیتی فروز

شتابندہ کشتی بہ سو قطار کہ پیدا شد از دور دریا کنار
 فروماندہ بنیندہ رہگراے بحیرت راں کارِ حیرت فزائے
 کہ رہے براں دُورِیِ دیر یاز چگونہ بریں زودی آسند باز
 ہمہ کس دے از تعجب کشاد مگر پاک دینان و پاک اعتقاد
 ۵ کہے را کہ باشد یقین ہنماے دو عالم دو گامش بود زیر پائے
 شگفتے کہ دار و حوالہ بغیب تو عیش کنی کھنہ باشد نہ عیب
 در آن خطہ مد بہ فرخندگی بد اں مردگان مژدہ زندگی
 بہر سیرے تازہ گشت آب رنگ فراخی درآمد بد لہائے تنگ
 چو دیدند صحرائِ نشیناں ز دور در نشانِ درفش سکنہ ز دور
 ۱۰ شکستہ دلاں را افزوں گشت زور بد لہائے لشکر در آفت و شور
 بہ گلزارِ اُمید بار اں رسید نشاطِ بامید و اراں رسید
 ز ہر جانب آدمی خیل خیل شتابندہ شد سوائے دریا چو خیل
 زانبوہِ خلق ز ہر بوم و مرز کرانہ چو دریا درآمد بہ لرز
 ہمیں تاخت ہر غم کشِ ممتحن طلبکارِ گم کردہ خویش تن
 ۱۵ سکنہ رچو بر شطِ دریا رسید خروش سپہ بر شریا رسید
 رسیدند گردن کشانِ سپاہ ہمہ آرزو مند دیدارِ شاہ

چو گشتند شاد از نشاط حضور
 ہماں پور اسکندر اسکندروس
 چو چشم پیر در بگر گوشہ دید
 نظر سے او کرد و بگرست زار
 ستارہ فشاں چشمہ آفتاب
 برآمد ز دریاے زنگار گوں
 ز سر تازہ شد سُر زاد کمن
 زہر دیدہ سیلے بصحرار رسید
 ہمہ نشنہ شاہ دریا نشان
 چو دیدند باغے خزانہ شدہ
 بفرزود در پوست خوش چو مشک
 بگریہ تہ پاش قدح نم زدند
 چو آسودہ گشتند نختہ ز جوش
 جہاندار مندرل بحر گاہ بہت
 عماری کشاں پیشین دند مہد
 ملوک از لب آب تا بار گاہ
 طبقہاے گوشت در آمد بموجب

نہادند بر خاک تارک ز دور
 ہمیں آمد و خاک میداد بوس
 دل خستہ را از جگر توشہ دید
 بدان ساں کہ بر گلبن ابر بہار
 سے برج خاک آمد از برج آب
 چو ابرے کہ آید ز دریا بروں
 در آمیخت شمشاد با سرو بن
 کزاں سیل طوفاں بدریا رسید
 بدل ترشنہ وز دیدہ دریا فشاں
 سے سرو از و خیز رانی شدہ
 نہالش بدریا دروں گشت خشک
 براں شاخ پتر مُردہ شبہم زدند
 در آمد بسر ہائے شوریدہ ہوش
 ز صحرای سے بار کہ راہ بہت
 نشست اندراں شاہ فرخندہ عہد
 نثار افگناں می نوشتند رُ
 سر تو دہائے گہر شد بہ اوج

چناں شد زمیں پر ز لولوی کپ
 دُرو لعل خنداں فرو رنجند
 پناہندہ زان بخش رستیں
 درآمد بیدنگو نہ گیتی پناہ
 برآمد بر اورنگ شامش
 رہ بار بر عالم تنگ دشت
 بفرمود کز خاصگان سرای
 رقیبان خلوت بروں تا خند
 بروں فت ہر کس ز پیش سریر
 چون محرم از بارگہ گشت باز
 چنیں گفت بایشوایان کار
 بنگوں می شود کوکب تابناک
 مرا غہ بے کردہ شد بر سریر
 کنوگا آن ست کاریم شیت
 فرد رخت شاخ امیدم زبر
 زمانہ بکین دست بر من کشاد
 درآمد بگلزار من برگ ریز

کہ با قدرِ ریاقِ ریں گشت خاک
 کہ دریاؤ کاں با جسم آمیختند
 نہ دامنِ تنی دشت نے آستیں
 چو خورشید در سایہ بارگاہ
 سوے بالش آورد دشتِ می
 کہ در عالم دیگر آہنگ دشت
 بحرِ خالصگان کس نامد بجای
 ز آئیندگان پردہ پردا خند
 جز آناں کز ایشان نباشد گزیر
 کشایندہ راز بکشا دراز
 کہ مارا اگر گو نہ شد روزگار
 فردی رود آفتابم بہ خاک
 بسیفورِ رومی و چینی حیر
 ز دیباے نازک بنجا کِ دشت
 دماغِ رعونت بروں شد ز سر
 چہ باشد چراغِ بطوفانِ باد
 ز باغم ہر گلینِ رستخیز

سرم را چو خواب قیامت بود
 کنوں گر چه بیدار گردم چه سود
 زہم صحبتاں جس کہ را بنگری
 کند تا گہ مرگ یاری گری
 زمین چوں بہ بند ز ما نغم دہد
 کہ یار د کزاں پیدا ما نغم دہد
 سرفرازیِ مرد چندان بود
 کہ گلستہ عمر خندان بود
 ۵ چو قالب تہی گردد از جان پاک
 دین دم کہ از شغلِ این کار گاہ
 ز چنداں بزرگی بدر گاہ من
 چو من دامنِ عمر درخوں ز نغم
 مراد است تدبیر یاری کنسید
 ۱۰ تختِ وصیت دریں داوری
 کہ در قصرِ من دستِ نشنہ باغ
 دوم آں کہ بر عزمِ صحرایِ راق
 در آندم کہ غلظم بصدوقِ لست
 کہ تا چوں بجانہ گرایم ز راہ
 ۱۵ کہ چوں من لایت ستانے شگرف
 بغیر وزی از چرخِ فیروزہ فام
 جہاں ادا ز زور بازوے من
 بغیر وزی از چرخِ فیروزہ فام
 ۲ بضبطِ خود آورد عالم تمام
 ۳ ہمہ نقد خود در ترازوے من

زچندیں زرد گوہر بے شمار
 بگویند تا خلقِ نطفِ رگی
 تمنا، بیشی ز دل کم کنند
 کسے کو مرا بنیدار کس بود
 ۵ سوم آں کہ چوں نوبت آں شود
 در اسکندریہ کہ جائے من ست
 گراں دیم از تحت زرد رخسار
 دوسہ روز در زندگی دشت بہر
 بہر کار کا سود را پیش بر آں
 ۱۰ چو با استواراں قوی کرد عہد
 نہاں گشت خورشیدش اندر بقا
 دل مہربان در آمد بچو شش
 چو گرد گل از بوستان گوشہ گیر
 سہی سرگرد و چو در خاک پست
 ۱۵ جریدہ کشایان تاریخ ساز
 چو کردم بہر نامہ باز جہت
 ق

تہی دست رفتم سہر انجام کار
 بہ بینید ایں روز بحیا رگی
 نہ بر من کہ بر خویش ماتم کنند
 نمودار من پند من بس بود
 کہ تن در دل خاک مہماں شود
 بنا کردہ رسم دلے من ست
 ۲ ودیعت سپارند خاک کے بنجاک
 ہمیز و نفس با بز رگان دہر
 وصیت ہی کرد با مہتہاں
 ز ایوانِ خاکی بروں برد مہد
 فرو رفت چشمش ز بندانِ خواب
 کشیدند چوں برگریاں خروش
 زمرغانِ بستاں بر آید نفسیر
 دل باغبانان در آرد شکست
 بچندیں غلط بستہ اند ایں طراز
 چہاں بود نزدیک بعضی دست

که رنژده خورشید گیتی خرام
 گرچه دگر کرده اند اتفاق
 چو خاکی شدن ام چو صندلش
 اگر راست گوئی ز جویندگان
 که باشا و دانا حکیمان از
 که روزی کشاید سپرت بکس
 بهان خورد خوارت بود ز رپاک
 چو این نکته باحتسّل گوشتی نیست
 بروزی که آن نوبت آمد فراز
 برابر شد از تیغ باهمی
 چو لشکر در افتاد و لشکر شکست
 خدنگی که گردد به پولاد غرق
 بے طرف جوشن بدو نیم زد
 شد آزرده زان خار گلزار او
 چو بهیوشی از دست بردش زمام
 ز تن کرد خفتان ز زین رها
 ز خود رفت شیرین فراموش کرد

برآمد ز روم و فرو شد شام
 که در حدّ بابل شد از خوش طاق
 سپردند در جسم چندش
 چنین گوید از راست گویندگان
 ز راز فلک گفت بر بودند باز
 که ز زین شود آسمان وزین
 پس از خوردن ز رشوی خود خاک
 نیوشنده در دل نیوشی نداشت
 ملک بود باشکر رزم ساز
 شکسته در افتاد باشکر
 خراشند تیر از خراش بجست
 رسید از کمین ناگمانش چو برق
 ز پولاد بگزشت و برسیم زد
 سرایت بجان اشت آزار او
 فرو داد از تازی تیز گام
 بر آورد چو گنج را اثر دها
 در او بخود خواب خرگوش کرد

و شاقاں بہ پیرامنش تاختند
 چو زان خواب خوش ہوش باز آمد
 بسے باز بستند کم بود خورد
 ز بہر خوش کام گیرد رشت
 چنیں توشہ ادر چنیں جاگاہ
 جہاندار بگزشت از ان گوشہ
 چونا خوردہ بر آب لب ساز کرد
 زمین و سپہر از زیناب دید
 سر شکِ قرہ در کشاد آمدش
 شنیدم ہماں وز ازین تنگنای
 دریں ماجرا گفت ہر کس بسے
 بتحقیق چوں خبتند این خیال ق
 کہ بر شطِ دریای مغرب زد ہر
 بہر سو کہ خاکی کنی پایے خویش
 چو خاک تو دامِ زمین ست بس
 چو رخنہ شد گوہر تانباک
 ز دیر زرش سائبان ساختند
 ز خفن بخوردن نیاز آمدش
 مگر بریکے زردہ بود زرد
 کہ نتوان فرو بردنش ہر مہشت
 بتعظیم بردند در پیشِ شاہ
 رہود از برائے عدم توشہ
 نظر زیرو بالاے خود باز کرد
 نمودارِ ناں ہم براں آب دید
 ز گفتارِ گویندہ یاد آمدش
 بدو ازہ غیب شد رہنمائے
 نبود استواری بگفت کسے
 بریں جملہ کردند تحقیق حال
 بروں آمد از آب شد خاک بہر
 رود عاقبت خاک بر جائے خویش
 زمینِ ام خود چوں گزارد بکس
 و دیت سپردند در گنجِ خاک

بے دست بردیم بالا و پست برین رکلیدے نیامد بدست
 کجادانہ دارد بہ خشناسد کہ چوں می دہکشت خشناس بر
 کجافہفت ریاحدم مردم ست کہ در قطرہ ہستی خود کم ست
 بیاساتی آں جام دریا دروں کزد گوہر مردم آید بروں
 بدہ تافشا طے بروں آردم برد سنگ و گوہر بروں آردم
 بیامطرباں مایہ دل خوشی کہ صوفی کند ز ملامت کشی
 بگو تا دے خرفت بازی کم بے دلق خود را نمازی کم
 گفتار درد و درد ام شیشہ سترگوں کہ پیمانہ ہمہ را
 پر کند و یاد کردن سیلان رفتہ را کہ از گردش
 روزگار و دو پیش ازین خواب گشتند و چنان خفتند
 کہ سر در صبح قیامت برکنند و مانیر خنیاں خفتیم کہ
 ایشان گوش مالیدن خواب آلودگان غفلت را
 تا بر سر این چاہ بے بن پائے بہوش نهند

دیر کشتن و باز کردن درود
 یکے باز کن پرده زین خاک زرد
 بر آں لاله و گل کہ در گلشن است
 بسا دیده کر سمره آزا گشت
 ۵ بسا در کہ گم شد درین خاک پست
 بسا تن کہ او بار صندل نہ بُرد
 بنائے کش از گل بر آری بر آب
 چو در کیسہ مردم این تقدِ خاص
 بیا تا کنیم آں چنان رخت پیچ
 ۱۰ مبعشوق یک شب چه باشیم شاد
 مکن میلِ این خاک چون ناکس
 مباحش از نوای فلک ناشکیب
 کشندہ کہ بر آہو آواز راند
 صغیرے کہ صیاد زدو کرد دام
 ۱۵ جہاں نایہ نہ حد مگر شوم را
 چہ باید از اُن آنہ خرسند بود
 ندانم غرض باغبان را چه بود
 کہ دیباے حصین مینی اندر نورد
 بنا گوش و رخسارِ سیمی تنیست
 کہ ناگہ ز خاک سیہ باد گشت
 کہ از خاک جز خاک نامدیدست
 کہ در زیر انبارِ گل شد چو مرد
 بسے بر نیاد کہ گرد و خراب
 ز تاراج و ز دواں نداد خلاص
 کہ جز نام نیکو ندانیم، هیچ
 کہ مہمانِ غیری شود با دوا
 کہ پیوندِ اوستیت جز با خساں
 کہ چشمش چو ہندوست آہو فریب
 ز تن جان اوراہ آواز خواند
 ز مرغ ارغنونِ اجل یافت نام
 کہ ویرانہ میمون بود بوم را
 کہ با جاں بسیم ز خواہد بود

۴- س: ۱: خوردہ گشت - ۹- م: ۲: کہ جز نام باقی نمانیم، هیچ ۱۲- م: ۲: کہ آں کج ہندوست آہو فریب

۱۶- م: ۱: بدان اودہ

جہاں اپونیکو شناسد کسے
متاع جہاں را بخوید بے
دریں خواں کہ حلوائش خامست
جگر اول و شور با پسترت
ہماں طفل را مادر دستگیر
بچوں پرورد اول انگہ بشیر
منہ دل دریں باغ ابلہ فریب
کہ خرز ہرہ را نام کردست سیب
۵ ندانم کسے راز دانندگان
کہ خواند در ولوح پائندگان
دورہ داردایت سنگناے در
کہ در رفتن آمدن ہر دو باز
ازیں ہر زمان تو برے میرود
یکے آید و دیگرے میرود
دریں مرحلہ بار نتواں نہاد
در مرگ را خار نتواں نہاد
چہ سازی رواقے کزاں رفتنی
غم کالبد خور کہ جاں فتنیست
۱۰ چہ باید بر آراستن منظرے
کہ خواہد شدن منزل دیگرے

حکایت لقمان حکیم کہ نہ صد سال عمر او بود آفتاب
بر سر دیوار رسید رسائیہ یواگر گشت

شنیدم کہ لقمان دانش پرده
کہ آمد ز بس زندگانی ستوہ
۱۵ دراں عمر کہ نہ صد افزونش بود
قد از حجرہ یک نیمہ بیرونش بود
عمارت نکرد آنقدر در حجاب
کہ ایمن بود زابر و از آفتاب

۲- س ۲ زیر ما- ۵- م نہ دانم کسے راز دانندگان + کہ خواندند در ولوح پائندگان

۴- م نہ در دہر زمانے سرے میرود

فراوانش گفتند برناؤ پیر که مردم زمسکن ندارد گزیر
 گفتا که از بهر اندک نزول نشاید شدن میحانِ فضول
 چو در خانه مهابت فضولی کند دل میسر با زو ملولی کند
 اساسی چه باید عبسوق برد که فردا به بیگانه خواهی سپرد

آرام یافتن و ران سکندر از شربتِ اسپین و سر
 باز زدن اسکندر روس که سپهر سکندر بود از افسری
 و تخت برتری و رخت خود و بصر ابر انداختن و من
 صحبت با خارای بیابان و ختن و بالش یافتن
 نهال و عوس که هم از شجره سکندر بود و بیان
 تفاوت فوت و دفن سکندر و اختلاف موخان
 و در اختلاف ایشان شرح از تاریخ

دُر افشان این گنج دان کهن چنین ادگوهر ز گنج سخن
 که چون گوهر تاج اسکندر ز دریا برآمد به نیک اختر
 از انجا بصر اعلم بر کشید ز صحرای صحرای دیگر کشید

نکر د آب و خاکش بر فتن شتاب
 دریں د اوری داشت مژ شگرف
 بشد کاں جہاں نیز گیر د تمام
 شد مٹختہ شربت او بز ہر
 کہ دور فلک د نوشت ایں بساط
 حدیثِ نمفتہ نہ گفتند باز
 کہ غوغا بود مرگ شاہنشاہاں
 نہانی ہمہ چارہ می ساختند
 کہ بر خاک د نختہ ناچار بود
 بد اں تیرگی آفتابے چناں
 کشا دند ز اندام نازک حریر
 بہ آب و چشمش بستند پاک
 شربتند مشکش کا فور ناب
 ہمہ د زرش خوا بگہ خستند
 نہانی بہ تدبیر عالم شدند
 باندیشہ بانیک رایان ملک
 ہمہ گنج دریا بہ گوہر د ہند

قدم تا بز د بر سر خاک و آب
 دلش کز خرد بود بنیای حرف
 کہ چوں ایں جہاں سہر سیر و ارم
 دراں روز کز چاشنی ہائے ہر
 ہمہ منتظر حبس و عیش و نشاط
 بز رگاں کہ بودند دانے راز
 ہی دشتندش بہ پردہ نہاں
 نقاب ز غرض بریننداختند
 سگالش نخواستند راں کار بود
 چو دیدند شہ ابخوابی چناں ق
 رسیدند پیران روشن ضمیر
 گریباں بافسوس کردند چاک
 فشانند بر یا سمینش گلاب
 خزنہ نیکوں برے اندختند
 ز تدبیر شیچوں فرہم شدند
 نوشتند فرمانروایان ملک ق
 کہ افسر بہ پور سکندر دہند

چو بودند هر یک خردمند چیت ق بعد استوار و به پیمان درست
 نگشتند یک جز پیمان و عهد بفرموده شاه کردند جهد
 بفرزند نه سرفراز پیام سکندر نمودند باز
 که مارا چو شد فرض بر جان تن وفا ولی نعمت خوشتن
 ۵ تو بنشین بجای پدر بر سریر که مانند گانیمت را پذیر
 اگر دست گیری سرافکنده ایم و گریغ رانی همت بنده ایم
 از ازاں بوی پاک که در دین ما نمک گنده کردن نه اینست
 بزرگی و شاهی بر آزادگان نیاید بستر از پادشازادگان
 شرف مسند کامیابی بود اسد خانه آفتابی بود
 ۱۰ میندار خود را که خورد دست سال که تخت بزرگست و فرخنده
 بخوردی مداں پای خود بزریر که لابد بود بچپ شیر شیر
 به طفلی مبین در شهر و زگار که بس باشد شش دولت آموزگار
 محیط ارچه عالم نوازی کند در و ماهی خورد بازی کند
 بکوه ارچه شیب فراز تنگ کف دشت ان زیر پای پلنگ
 ۱۵ بطلے کو آبست جولان پذیر به نزدش چه طوفان و چه آبگیر
 بزرگی نه زیاست بر پند نژاد که برگاؤ نتوان عساری نهاد

چو دولت بشاپیں دہد دستگاہ
 بسایخ ملکزادہ ہوشیار
 چنیں گفت کای دوستدارین ق
 شکے نیست کاں زادہ باشد نام
 نہ دودہ کہ دودے بودیرہ اغ
 بود بے خلف مملکت کاستہ
 دے ہم را از اکیلیں و تخت
 نہ من ز انجھاں بادشاہ ترم
 سکندر چنان مستبل کائنات
 ز چندیں زمیں کوتہ پائے سود
 از اں گنج کررے عالم تہرود
 چہ کار آید آں ملک حسرت فرا
 چرا باید آں تاج بر سر نہاد
 شہی گر چہ جو یان عز و علاست
 بلا بر بزرگاں بود بیشتر
 زنی تیر بر پیل صد بے شکے
 چو خواہی کہ خوش خسی آئی بخت

غلیو از را کس ندوزد کلاہ
 نشانند از صدف لولے شاہوا
 بہ پیوند اخلاص یاران من
 کہ آباے خود را کت زندہ نام
 کہ برد و دماں بر نیار و چراغ
 کہ تاج از گمر گرد و آہستہ
 قضاے پدر عبرتے داسخت
 کزین ضربت آزاد ماند سرم
 چو لب تشنہ میر و ز آب حیات
 بحر چار گز بہرہ او چہ بود
 نگر تا سر انجام با خود چہ برد
 کہ شہ میر و ملک ماند بجای
 کہ پیش از تو صد چوں تو دیگر نہا
 بصورت بزرگی معنی بکارت
 کہ خود اں نیاند پیش نظر
 کہ بر شہ نہ توانی از صدیکے
 ز کجے کہ غوغاست بر بندخت

کلمے کہ باتن بود سازگار
 چه زیباست این نطع رنگیں بریر
 چو این نطع دیرینہ پیراستیم
 چو گیتی ندارد دوتا پاکے
 چه گردیم باشاہے ہم نفس
 بسا عمر کر پانصد افزوں نمود
 ہمہ سطح این عرصہ گردناک
 نہ دانا تو ان گفتن آں طفلش
 بزیر کاں بے کوشش نگینند
 میسر نہ شد این تمنائے خام
 چو حلوائے دم پختہ دوئے شد
 بعدوری خویش بر حسن عید
 یکے راز خوشان تاج و سریر
 جوانے خردمند بسیار ہوش
 با خیر بلند و بگوہر تمام
 دل ہنگناں یافت برے قرار
 ہماں پور اسکندر اسکندر دوس

بہ از بستر پریناں پُر زخمار
 نشینند را اگر گزارند دیر
 نشستم و آں گاہ برخاستیم
 گدائی بہ از بادشاہی بے
 کہ اورا دفانیت باہیکس
 چو بگزشت گوئی دے ہم نبود
 بچشم خرد حسیست کمشت خاک
 کہ گردد با زیچہ خاک خوش
 زہر گونہ رنگے در میختند
 کہ آں مرغ وحشی در آید بدام
 سخن ہرچہ گفتند سودے شد
 و گر حمدے را سپردند مہد
 بارش فتنہ کردند میر
 بدیدار مردم معبسی سرودش
 بلند اخترش کرد در غوش نام
 کہ ہم دادا گرد بود ہم شیار
 رہا کرد ملکہ چو زیبا عروس

برآمد به پیل آں تنِ ارحمنند
 بجنبید شکر به لرزید خاک
 خرامند گشتند از آن مرزوم
 به صحرا و کسار بے گاه و گاه
 ۵ سه ماه روز تاشب به پیوستگی
 چنین تابالِ علم از دور
 با سکنه ریه در آمد سپاه
 به برجه که سر داشت بامشری
 خبر یافت بانوے پرده نشین
 ۱۰ نگه کرد چون در دران دج پاک
 ز سوز جگر گوشه جانیش بسخت
 و گر گونہ شد رنگ رخسار او
 ز سر تا قدم خوش آمد بکوش
 شبار و ز آگاهی از خود ندشت
 ۱۵ ز مے کز آن حیرت آمد بخوش
 ز آشفگی گشت لرزاں چو بید
 چو خورشید بالائے کوه بلند
 شد از نعلِ سپاں زمین خاک پاک
 پس از روز گارے بر تنگ دم
 چو باد صبا می نوشتند راه
 نبود اندر آن جنبش آهستگی
 بصحرای یونان در افکند نور
 ز آیندگان تنگ شد کوی در
 رواں کرد صندوقِ اسکندری
 که در پرده شد خسرو روم حصی
 بغلطیه چون انه بر رئے خاک
 همه مغرور استخوانش بسخت
 بخیری بدل گشت گلزار او
 رمید از تنش تاب از مغرّموش
 غم عالم از نیک از بد داشت
 دے یافت صد جاز اندیشه ریش
 ز تارک همی کند موئے سپید

ز بس غم کہ با سینه کا ہی گریست
 ز آزارِ گلبرگِ بگلبنش
 خراشے کہ ہر دم بر خنارہ کرد
 چناں می کشید آہِ سینه خراش
 ۵ چو ہنگام آں شد کہ از بار بے
 ز اسبابِ رانچہ می خواستند
 در خندہ درج در شاہوار
 دراں مرقد گوہرین شد بجا
 گرفته می در شریا شرف
 ۱۰ کشید بیرون تار افکنان
 کسے کا گئی یافت کالِ اچہیت
 پیادہ ہمہ متہانِ سپاہ
 ز غم ہنگنانِ رہبرِ سوختہ
 کسے را بفریاد یار نہ بود
 ۱۵ یکے آں کہ بر رسمِ راہِ سرائ
 دوم آں کہ چوں مردہ شد زندہ نام
 براندوہ او مرغ و ماہی گریست
 بخون غرق می شد سرِ نغش
 سمن را چو صد برگ صد پارہ کرد
 کہ میزد بخورشید و مدد و تابش
 کند میمان غم خلوت سرے
 بر آئینِ شاہاں بر آراستند
 نہادند بر تختِ گوہرِ بخار
 میخط شدہ غرق چوں در آب
 کشادہ دو سو چوں شریاد و کف
 بصحرای در شاہوار افکنان
 تماشائے او کرد و بر خود گریست
 خراماں چو سیارہ در گردماہ
 ولیکن بمبار لب دوختہ
 کہ غم بود لیک اشکارا نہ بود
 نہ شیون بود شیوہ متہان
 دراں زندگی ہست مردِ جن ام

نذار دے ماتم زندگان
 گرش عمرِ خضرست ہم زندہ نیست
 بخاکش سپردند گشتند باز
 ز آرام گاہِ سکندر سخن
 کہ از دیدہ ز دبرِ شنیہ نفس
 ورون جزیرہ است بر شط آب
 بدریاے مغرب آبرنگِ شام
 زیارت کند ہر کہ اں جارسد
 بوسیدم آن خاک و باز آدم
 چہ اسکندریہ چہ اسکندروں
 برآمد ز ہر سینہ گردِ ہلاک
 کہ اں خاک در سینہ گروے شد
 بود ہمہ او دے تا بگور
 نیار د کہ گامے ہندیشتر
 ہمہ عزت آدمی تا بخاک
 سکندر ہمان ست و چاکر ہماں
 فرو شوے زین جانِ خاکی غبار

چونام آوراند پامندگان
 کسے کز ہماں نام جوینہ نیست
 بیک چشم زد با چناں غزنار
 دگر گوئے منہ مود پیر کس
 مرا گفت او باور افتاد و بس
 کہ اسکندر خفتہ را جاے خواب
 جزیرہ کہ اسکندروں شد نام
 چو کشتی دراں شط در یارسد
 من اں جا بکشتی فراز آدم
 چو شد جاے خفتن بخاک اندروں
 غرض چوں سکندر فرو شد بخاک
 کس از جوے خویش آخوردے شد
 کسے کو کند بر سر مردہ شور
 چو او شد بخاک اں کہ دل ریشتر
 بود اندریں کار گاہِ ہلاک
 چو خفت اندراں حبلہ در ہماں
 بیا ساقی اں بادہ بے حمار

کیہ چوں گم شود جانِ غمناکِ من نرینہ کے جرعہ بر خاکِ من
 بیامطرب و از برکش بلند بروں بر غم از سینہاے تڑند
 ز سر نوکن آئینِ عشاقِ را بغفل در آریں کہن طاقِ را

گفتار اندر مرتب شدنِ ایں سفینہ بحرِ دروں
 بر نہمونی معلّمِ ہمتِ بیادِ قبولِ و اں کردنِ عو
 نجات طلب نمودنِ برگزشتنِ عمرِ سودا
 ایں بجورِ دہانِ امتِ از دمِ حسرتِ برکشیدن
 و قدے از کرانہ کرانہ گرفتنِ حوالی و خلہ کردن
 حواری و داندنِ از آبِ کنارِ برہنہ چوں خاشاک
 بحرِ از آبِ کنارِ یخین و الواحِ شکستہ و حرفِ
 نادریستِ ایں سفینہ بر اُمیدِ مرحمتِ در چشمہاے
 انصافِ مستغرقِ دانیدن

مرا خضرِ ہمتِ بفر داد دوش ز رازے کش از دولتِ بادِ بوش

کہ اے گوہرِ آماے گنجِ سخن
 از اسخا کہ اقبال یارِ تو بود
 سخنِ ابجائے زدی بارگاہ
 خضر و از زان موجِ آبِ حیات
 ۵ سپاسِ خدائے کن اندرِ ضمیر
 زباںِ خیرِ مردم کہ رفعتِ پاک
 زجائے کہ زمیناں بکارِ رسید
 از ان نامہ حرفے بصحافت و
 از ان نمیتہ تنابہرِ خاص و عام
 ۱۰ زبے عرصہ گنجِ جانِ پیس
 تعالیٰ اللہاں کردگارِ جہاں
 دلتاں جہاں بشارتِ گرفت
 چو دنیا گرفتِ سوئے نہیں گمراے
 دے زن کہ راہِ رہائی دروست
 ۱۵ مرا کا مدائیں از دولتِ بگوش
 بحیرتِ فرو رفتہ اندیشہ ناک
 نوائیں کن کیمیائے کمن
 فلک و نقِ انگینہ کا رتو بود
 کہ از فرقِ انجمِ فکندی کلاہ
 بعمرِ تو آمد نوشتہ برات
 کہ بر بہترین پایہ دادت سریر
 رقم کردہ غیبِ بر لوحِ خاک
 بہ پیغمبرِ ان نامہ دارے رسید
 کہ غفلتِ نباد ان و دانافتاد
 دگر نمیتہ تنابہرِ بردی تمام
 کہ درے گنجِ جہانِ جنیں
 کہ در قطرہ کرد دریاں ساں
 بر آں زن کہ آں نیز خواہی گرفت
 کہ دولتِ بدیں ہر دو مانڈ بجائے
 چراغِ ترا روشنائی از دست
 خجالتِ ز مغرم بر آورد جوش
 سراز خاکساری فرو شد بجاک

دلم ہرچہ کرد از تقاضائے تن
 دے چوں گزشت آرزویش بود
 بسے خواستم کیں تن ارجمند
 نشنم بجای کہ مردم کم است
 ۵ ہمہ هستی خود بیک سو کنم
 بدارم ز درویزہ خلق دست
 بدوش کسے نفکنم بارخویش
 نہ نیم بآسایش درنج کس
 بخرسندے از جو برآرم خمیر
 ۱۰ نیازم از طعام از حسن بود
 من ملک تجرید و گنجھنہ
 رقیق آب از اشک گلگوں کنم
 چونوشم ز خواناہ دل شراب
 چون افتد دل از بختگی درگداز
 ۱۵ سپہار بطفلی درآید ز پس
 ز پرہیزکاری علم بر زخم
 پشیمان شد از کردہ خوشتن
 ہوس ہم برآں رغبت خویش بود
 بزندان عصمت کنم شہ سب
 کشم دامن از ہر کہ در عالم است
 بہ پیغولہ نیستی خوکنم
 کنم بر سر بر قناعت نشست
 نہ لیسیم مگر خاک دیوار خویش
 نعم دل بدوشی خویش و بس
 گلیمینہ را نام سازم حیر
 مرا قالیں از قول من بس بود
 فلک زیر پا بویا زیر سر
 سفالینہ خاک پرخوں کنم
 ہم از پہلوے خود تراشم کباب
 صد اور دہم قدسیاں لبہ از
 بہ کہتر نوازی برآرم نفس
 دماغ ہوس شپہ را سر زخم

درم نفس گردن تبا بذر ۵
 ورق بشکنم عقل پیرام را
 باندیش دل را نیازی کنم
 بخوض صفار نیم این مشت خاک
 نه بنیم چو طاؤس در رنگ خویش ۵
 به بیداری معن را بسپرم
 ورم حاجت افتد پی تکیه گاه
 قدم بر سر چرخ نیلی زغم
 خورم چون خضر شربت زندگی
 ۱۰ کنم هر مه در چشم عین استین
 دل چوں ندارم ز توفیق نور
 غنا نم نیان در گرفت ست دیو
 ضمیرم به تشویش دیوان اسیر
 تن من که زندان جاں کرده اند
 ۱۵ بسافتنه کز بهر جان در تن بست
 زیاده هوس خرمم جو بجو
 بسلی کنم گردش اسبیه
 دباغت دهم قالب حنم را
 تن از آب دیده منازی کنم
 ز حمض جنابت کنم غسل پاک
 نشنم چو سیمرغ با سنگ خویش
 مبادا که آید ببالین سرم
 نهم سر ز بانو کے خورشید و ماه
 دم از دولت جبریل زغم
 چو عیسی کنم عمر بخشندگی
 زغم شانہ در زلف جلالتیں
 زمین کے شود ظلمت نفس دور
 کہ نگزارد از خود بر آرم غریو
 فرشته زد یوان من در نفسیر
 شیاطین درو خانماں کردہ اند
 ملک عاجز و قلعہ پر دشمن بست
 متاعم بیازار غفلت گرو

درینا که وقت از میاں میرود
 نه کشتو کز و خوشتر بر کشم
 نه نقدے که بازار گانی کنم
 ز من صحبت چوں منے دُور باد
 ۵ مرا بار بردوشن سیلاب سخت
 درین ه عنان در کشیدنجشست
 چه فرخ شد آں ه روتند رست
 سبک چوں شوم من که پاد رگلست
 ازین خاک آلوده چوں بر شوم
 ۱۰ درون نفس دشمن سرفراخته
 چو خواجه به عیناد پختانه را
 عسّس اچو باد ز دیاری بود
 سکے کز رَمه شد هم آهنگ گِگ
 درون سوع شهوت گرائی کنم
 ۱۵ لیم شسته ز آلایش جودهن
 تن از شاهان گشت کوتاه دست
 خیال چنیس را کھاں میرود
 جوے در ترا زوے محشر کشم
 بسود ابد کا مرانی کنم
 به نفرین من خلق معذور باد
 چگونہ مبنزل تو اں بزرخت
 که کل خننه بارگی مکرشست
 که پیش از شدن باره را کرد چیت
 تر اندر وحل تا ختن مشکلست
 که هر چپ رختیم فرد تر شوم
 بروں سوے شیطان کیس ساخته
 چه چاره ز تاراج بیگانه را
 به گنجینه چوں استواری بود
 گزندش دحد گو سپند بزرگ
 بروں دعوی پارسائی کنم
 دلم همبران مستی خوشستن
 نشاط نظر همچیاں بت پرست

درین ہ قدم پاک چوں خیزدم
 کہ دامنِ تر قطرہ می ریزدم
 مبین کامشب از جیبِ من قطرہ را
 کہ این قطرہ طوفان شود بامداد
 چرا من براں قطرہ بازی کنم
 کہ تن از سبوی غازی کنم
 تن من نباشستن آسودہ تر
 کہ ہر چند شونیدش آلودہ تر
 ۵ جنابت مرا کرد وں رخ نمود
 برون گردید یا بشویم چہ سود
 نگر چوں بوں آیم از آبِ خاک
 بطوفانِ آتش کنم غسلِ پاک
 چنیں گزے نشت نہ گشتم خراب
 مگر سربہ محشر بر آرم ز خواب
 ہوا گرم و من تشنہ و نا صبور
 بیابان و حسد ماندہ و راہ دو
 مسافر کہ دور افتد از جہائے آب
 شود تشنہ تر در مملکتِ آب
 ۱۰ نبود می گرم زور بازو پیہ
 جوانی بر آوردے از من نفیر
 ولایت من کہ ہست از بخت
 مرا کرد پیوندِ پاکیاں درست
 کہ ہر بار کالودہ شدہ انم
 رسید ابر رحمت بہ پیر انم
 نہتے تری من ز غایت برون
 کہ آلودہ مانم بد ریادرون
 اگر سنگ گوہر نگردد ز تاب
 توقف ز سنگ ست نہ از افتاب
 ۱۵ اگر لالہ را نیست رنگ و نگار
 خیانت برو نہ نہ بر نوہار
 ہو اگر بطوفان رساند نوید
 نہ بنید کسے میوہ بر شاخِ بید

بصحرانہ خوشتر پُرسود
 چرخِ ہدایت بد لہاے کور
 بسرِ شپہ زندگی تا ختم
 بہ نزویر نقشے بر آراستم
 ۵ بجائے کہ زرناید اندر شمار
 ملمع گریمائے نظم دروغ
 ز باغم کہ جایش بکام من بست
 مرا ہیں کہ ہر دم ز سودائے غم
 بہ پنجاہ نزدیکم آمد حیات
 ۱۰ سخن گرچہ ہر خطہ د لکش تیرست
 ہمہ وقت کم گفتن از رے کار
 دِست نہ بستن دہن بستن بست
 بلب و ختن غنچہ را زندگی بست
 پشیمان ز گفتار دیدم بے
 ۱۵ رہائی ہمہ جا بگم گفتن بست
 شنیدن ز گفتن بہ ار دل نہی
 بدریانہ ہر قطرہ در شود
 بود کشتن دانہ در خاک شور
 رسیدم بدو لیک نشنستم
 میسر شد اینچہ می خواستم
 ز راندودہ را چہ باشد عیا
 چہیں کرد کام مرا بے فروغ
 قفائے مرا تیغ گردن نہ بست
 چہیں دشمنے را رسا غم بکام
 ہنوز مژم شد تو بہ زین تڑہات
 چو مینی خموشی ازاں خوشترست
 گزیدست خاطر دیر روزگار
 کہ گیتی بہ نیک بد است بست
 چو شکفت ازاں پس پا کندگی بست
 نگشت از خموشی پریشاں کسے
 دُرا ز رشتہ امین بنا گفت بست
 کہ تن پُرسود ہر دم از رے تہی

صدف زان سبب گشت کج فروش
 همه تن زباں گشت شمشیر تیز
 گراز رسته و زنده راه سخن
 مرا خود ضروری فتاد این شمار
 ۵ جو انیم تا رغبت نگین بود
 غزل اچھاں جلوہ دادم بکام
 کنوں مشکم آغاز کا فور کرد
 دستم شد از کشت این بوستان
 دریغا که دور جوانی گزشت
 ۱۰ چراغ طرب را فرو برد نور
 دل از رغبت عیش سیراب شد
 فرو ماند آواز ساقی ز نوش
 خرو بخت شد ز آتش طبع پیر
 به پشردن آمد گل تازه رُے
 ۱۵ بخیری بدل گشت گلزار من
 تنی گشت گنج و خزینہ خراب
 که از پائے تا سر همه گشت کجوش
 بخوں ریخت زان کند ریختن
 به از درفشاندن بگاہ سخن
 که بازو عیشم تپید شد کار
 بوصفِ بیاں خاطر تمسین بود
 که بستم غزالانِ صحرا تمام
 ز مشکلیں خطاں طبع کا نور خود
 که کا فور خیند و ز بند و ستاں
 زمانِ مئے و کامرانی گزشت
 نشاطِ حریفانِ دل گشته دور
 فراج از رعونت غنا تاب شد
 سلامِ صراحی بروں شد گوش
 ہو س بختنِ خام رفت از ضمیر
 دماغِ شگوفہ تپید شد ز بوی
 سپیدہ و مید از شب تا من
 کلیدِ حسرتیہ فرو شد بخواب

گرفته شد از من بیاں نفس
 سخاری که بے من دلش تو تنگ
 همه زیب مرد از جوانی بود
 چو آسیب پیری دهد گوشمال
 ۵ شود تیره در چشم مردم ضیا
 تن از گردش دهر مکیں شود
 جوانان ز صحبت گرانی کنند
 جوانی که در سناک پیراں بود
 و اگر کمنه بانو بر اں دم زند
 ۱۰ مباحش از سفال کمن آب کش
 جوانان حاصل بر گل خط دل نواز
 چو پیری غرور جوانی سنگست
 چو گلبن ز سبزی ببرد اُمید
 چو در شاخ بستان نماند تری
 ۱۵ همه سبزه بود و گل و یاسین
 فریب جوانی مخور ز خیار
 ستم چو تو اں برد معشوق کس
 کنوں بدل او اگر انم چو سنگ
 چو آن نیست کے زندگانی بود
 بگرد همه حال مردم ز حال
 گئے سرمه خوحد گئے توتیا
 شکم پر چشم و رے پر چش
 کمن گشتگان معشانی کنند
 گل تازه در باغ دیراں بود
 سر و سببت از خنده و درهم زند
 که از کوزه نوخیزند آب خوش
 که منشور عمرست عنوان راز
 ز امید واری فرد شوی دست
 به بهیزم فروشاں ساند نوید
 تبر زن را آید بچولاں گری
 که خاشاک دُخس مینی اند زین
 که ده روز باشد نشا طہار

مہیں غنچہ باغ را خندہ ناک
 بہ پیری نگو ناید الا دھپینہ
 ندانی چو تواسے جواس حال پیر
 پس از توبہ من کہ در حسیح ساز
 دگر گوشہ خالی کم بہر بود
 بہ پیغولہ بودن کسے راروست
 مرا سینہ پُر ز غولان مست
 بگردم گمے جائے غزلت پسند
 متاع کہ برستم از کنج و کاخ
 کلوخے و شکے کہ مہنی بنجاک
 تبرزاں کلوخہ من اند نہفت
 چو اول ز باغم بہ بد خو گرفت
 دل من کہ ہستی بہ ترو سیر سخت
 کسے کو بدکان انگوزہ ز نیست
 ہر آں مرغ کز خار خور و آیدش
 کلاغے کہ در گرد گلخن بود
 دل خاصگان اند و حسنہ

کہ افتد با سیب بادے بنجاک
 یکے گوشہ گیری دگر توبہ سینہ
 نظر کن بہ پیران عبرت پذیر
 روانیت نابالغان اناز
 چو بازار دل نیست خالی چو
 کش از گلشن قدس برگ و لہو است
 بفراغ دلی چوں تو انہم نشست
 مگر بہر سوداے ناسود مند
 دلم تنگ بود و دروغ فراخ
 دے نیست خالی ز تسبیح پاک
 کز آلودگی ترک تسبیح گفت
 کنوں کے تو ان خجے نیکو گرفت
 کجا ذوق تسبیح داند شناخت
 چہ داند کہ در رخت عطا چیست
 چو خرمانی دل برد آیدش
 ز ریحان بخشش چہ روشن بود
 کہ من ز این ضلالت مدام خلاص

من اینجا کنم نفت بخود را عیار
 خود آں جابیا مرزد آمرزگار
 چو رحمت شود نامه شوے گناه
 چه باشد بد ریاد و حرف سیاه
 جوانی شد پیری آغا گشت
 درینا که ایں نیز خوحد گزشت
 کشیدم زلال خضر زیں سواد
 کہ تا چوں بمیرم رسم بر مراد
 خوش آں کس کہ چوں برگ ہ کرہا
 بہ میراث بگزشت عمر دراز
 بر دمرگ را نام جو رکے
 و لے نام ہر کس نامد بے
 نامد بے نام بے مسارگاں
 درمنہ کہ در نام دار و درم
 کہ نتواں زدن سکد را رکاں
 ہمہ کس پیے خفتن افسانہ خوست
 درم ریز چوں گل شد بہت از کرم
 چہ ہیشیارد بیدار سر زانہ
 شنیندہ چوں خفت افسانہ خست
 بر آں کس بود زندگانی حرم
 کہ او خفت ماند از وے افسانہ
 مژد آں کسے کہ جہاں نام برد
 چہ ہیشیارد بیدار سر زانہ
 ربودن بنام از جہاں گوئے را
 چو دیدم کہ ترک جہاں گفتے مست
 ق
 خیالے در ایں نام کہ دم نگار
 مگر از تماشایے ایں بوستان
 مر ایں نامہ از اتفاق صواب
 درین دم کہ پایاں ایں پیکرست
 کہ مرد نکو نام ہرگز نمرد
 میسر شد خبر سخن گوئے را
 مرا نیز چوں دیگر اں خفتے مست
 کہ ماند زمن در جہاں یادگار
 دروے رسد بر من و دستان
 شد آئینہ ہائے سکند خطاب
 ز تاریخ ہنرمند یکے کمترست
 ۶۹۹ھ

گر آری همه بتیش اندر عدد
 قیامت اگر چند که پس بود
 سزد گر بزرگان گوشت شناس
 چو زین بلبه صاف نوشی کنند
 ز راز دہشت بار نتوان گزشت
 خریدار دگر چہ باشد بے
 بصیر آن بود دیدہ پیش را
 متاع کہ گرم ست بازار او
 بحر رخت کا سد ز بے مایگان
 چو حلوا و پالودہ برخواں بود
 چو در سفرہ لوزینہ باشد بے
 بحر تحفہ طبع ز اے مرا
 و گر باز گیری تو پیوند خویش
 پس گر چہ کورست ازین خانہ دور
 سزد گر چہ آواز خر خندہ را
 برو باد بخشایش دادگر
 چو آید بہ نظارہ این عروس
 جہاں است نورِ نظر زین اد

چهار انگشت و پنجہ شد و چار صد
 قیامت جہاں را ہیں بس بود
 سخن را با انصاف از ند پاس
 فروماندہ را عیب پوشی کنند
 گل از زحمت خار نتوان گزشت
 سفالینہ را ہم ستاند کہ
 کہ سرمہ کند چشم درویش را
 ہمہ جا بیابی حسد اراو
 کہ کالابدست آوری رایگان
 ہمہ خلق ناخواندہ مہمان بود
 گسں انخواندن نیاید کہ
 نگر بہر خود دید راے مرا
 مرا خود عزیز ست فرزند خویش
 بچشم پدر شب چراغ ست و نور
 بود ارغنون گوش خربندہ را
 کہ بر من بہ بخشش گمارد نظر
 بکا بین احساں کند فرق بوس
 در دہر کہ احوال بود کور باد

نئے راکہ چوں ہاتھاباں نہاد
 بچیں میوہ بہ زشاخ ہی
 برنجتہ چوں بردرختاں بجاست
 چوپستہ یکے دل کنڈ باشن نغز
 ۵ ہنر حجب و در عیب جوئی مکوش
 بغیبت پخاں باش از فتنہ دو
 ہزار آفریں بروں پادشہ
 بدم گوئی آں گاہ عذر آوری
 نہ بس مہربانی بود بر اسیر
 ۱۰ دریں پُرصد اگنبد مینوی
 چو بدگفتی آزاد منشیں بے
 چو خواہند گفتن جوابت برے
 مرا تا سر سیر بر جے ہست
 اگر با کسے تلخ گویم زپے
 ۱۵ میں زہر زنبور در نوکی نیش
 کسے کو مقابل بر آرد غبار
 دراز پس زندگہ نہا صواب
 بخال سیہ عیب نتواں نہاد
 کہ بنود رطب ز استخوان تہی
 تو گر خام جوئی خیانت کر است
 نہ بادام ساں چشم سخت و مغز
 تر اینر عیب ست بر خود پوش
 کہ شرمندگی نارت در حضور
 کہ نکشاید از بے وفائی درے
 پسندیدہ کے باشند این ادوی
 کہ خوش بریزی و شوئی بشیر
 سخن ہر چہ گوئی ہماں شنوی
 کہ روزے تر اینر گوید کے
 بجل کر دم ت ہر چہ خواہی گئے
 بسر کو بی دشمنم پائے ہست
 شکر نیز داغ فشانن زنی
 کہ ہست انگبیں نیز ز اندازہ
 بہ نسیم خلقش کم شہ مسار
 ہم از خوکے بد باز یاد جواب

قے پیش ازین ردلم نیست با ق که فردا چو من رفتہ باشم بجا ک
 خیال مرا پیش منی کنند بسکاب گمر مہرہ چینی کنند
 مروت نہ باشد ز آزادگان لکھ کو ب کردن بر افتادگان
 کسانیکہ از گفتگوئے جہاں ق نہادند مہرہ بد ہاں
 زباں نیک بنود برایشان کشید کہ ہر مردہ شمشیر نتواں کشید
 نہ جہاں میں مثل بلکہ جہاں پرست کہ یک زندہ صدمردہ الشکرست
 کسے کزد عاے تو اں شاد کرد بد شنام چوں بیدش یاد کرد
 ورا ز خواندن نظم غاے من در دے رساند بما وائے من
 تو ز نیجارسانی در اں خم نور من آلود عاے تو گویم زدور
 تو از شربت من شوی زندہ نام من از ذوق آں زندہ گردم نام
 بیاساتی آں ساغر گرم خینہ یکے جرعہ بر خاک خسرو بریز
 بیاساتی آں مے کہ کام منست بمن دہ کہ در خورد جام منست
 مرا با حریفان من نوش باد حریفان برافرا موش باد
 بیامطر با ساز کن پردہ را بسوزاں دل عشق پروردہ
 رسید از تباں جانِ نغمہ و بکام بیک زخم کن کار اورا تمام

